قرآن مجید میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی طرف مضاف لفظ

ذنب

کے معنی کے تعین پر ایک یادگار منفرد تحقیقی اور

نادر، بے لاگ علمی تبصرہ

عصمۃ النبی المصطفیٰ ﷺ

یعنی حل

معرکۃ الذنب

از قلم:

عالم ربانی عارف یزدانی محقق لاثانی حضرت علامہ مولانا

غلام مہر علی

دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دارالعلوم نور المدارس صدر عیدگاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

قرآن مجید میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی طرف مضاف لفظ

ذنب

کے معنی کے تعین پر ایک یادگار منفرد تحقیقی اور

نادر، بے لاگ علمی تبصرہ

عِصمۃُ النبی المُصطفیٰ ﷺ

یعنی حل

معرکۃُ الذنب

از قلم:

عالم ربانی عارف یزدانی محقق لاثانی حضرت علامہ مولانا

غلام مہر علی

دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم دار العلوم نور المدارس صدر عیدگاہ چشتیاں شریف ضلع بہاول نگر

☆☆☆☆☆☆

نام کتاب .... معرکۃ الذنب

نام مصنف .... علامہ غلام مہر علی

اشاعت اول ۱۹۹۹ء

تعداد .... ایک ہزار

صفحات ۱۳۶

کمپوزنگ .... قاری احمد رضا، اسلام آباد

مطبع ....

☆☆☆☆☆

ہدیۂ ایمان

میں اپنی اس
بضاعۃ مزجاۃ کو بحضور
امام المعصومین (منزہ از ہر گناہ صغیرہ و
کبیرہ، خطا، کوتاہی، خلاف اولیٰ، و بظاہر خلاف اولی
ترک افضل، مکروہ تحریمی و تنزیہی، ہر نامناسب کام)
رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، شہنشاہ شرافت کل، نجابت کل،
امامت کل، امارت کل، قبلۃ الاولیاء، کعبۃ الاصفیاء، امام الانبیاء، سریر
آرائے قاب قوسین، مکین عرش اوادنیٰ، آخر الرسل، تجلی اول از عماء
برائے اسم ظاہر ذات حق، مقام قرب وجود مطلق، اسم اللہ اعظم
حقیقۃ الحقائق، دقیقۃ الدقائق، الذات مع الوصف الاول، باعث تعین
لاہوت وناسوت، خیر الاخیار، بر الابرار، قرب المقربین، وصل الواصلین
سیدنا وسید الکل، مولانا ومولیٰ الکل، حضرت الحضرات شفیعنا ووسیلتنا
فی الدین، حضرت احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ یارسول اللہ!
بواسطۂ چادر تطہیر حضور بتول پاک رضی اللہ عنہا
قبول فرمایئے۔ فی الدنیا والآخرۃ
من و دست و دامان آل رسول
گدائے مدینہ و نجف:
غلام مہر علی

اجمالی فہرست مضامین "معرکۃ الذنب"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر شی کا ظہور اللہ رحمٰن کے نشان کے ساتھ ہے جو کہ رحیم (حقیقۃ محمدیہ) ہے

الحمدللہ الحی القیوم والصلاۃ والسلام علی النبی المعصوم
وعلی آلہ واصحابہ مقاۃ الرحیق المختوم

جس مسئلہ پر میں اب بات کرنے والا ہوں، اس کا کرنا اور سننا بڑی ہمت و جرأت اور بہت بڑے حوصلہ و برداشت کا کام ہے۔ میرے قلم کوہ شکن نے ان اوراق میں حضور ہمہ نور، مظہر حسن ازل، تجلی سبحانیت ذات حق، مصدر و معدن عصمت ہر معصوم، ادب گاہ زیر آسمان از عرش نازک تر، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین، سید المعصومین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت و عصمت کے خلاف نازیبا و ایمان سوز کلمات بولنے اور لکھنے والے علمائے سوء کے اس حصار کو پاش پاش کرنا ہے کہ جب اس کے برج اٹھیں گے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجے گی اور گستاخان بارگاہ عصمت رسالت کا یہ قلعہ زمیں بوس ہوگا تو دہلی کے تجدیت نواز شاہان علم کے خرابات حجروں، امرتسر کی گستاخ گاہوں، دیوبند کے مورچوں کے علاوہ کراچی کی درسگاہوں اور لقواد میدان ہیر آباد کے مدرسہ رکن الاسلام کی کمین گاہوں میں آپ کو جلا نہیں، بلکہ شاہان علم و فضل، مفسرین قرآن و شارحین حدیث، خادمین دین مبین، ولی اللہ، شیخ الہند، حکیم الامت، امام ربانی، مقتیان شریعت، علامے، استاذ الاساتذہ، ڈاکٹر و صاحبزادگان کے لباس میں ذیاب فی ثیاب بہروپیے علماء۔ حضور فخر عصمت جمیع المعصومین ﷺ کی عصمت پر اپنے علم و فضل کی توپوں میں گناہ، خطاء، خلاف اولیٰ، ترک افضل، بظاہر خلاف اولیٰ، حسنات الابرار سیئات المقربین اور ادنی بمنصبہ الجلیل، خطاءِ اجتہادی، ما ھو ادنی فی نظرہ العالی کے گولے لوڈ کر کے عصمت نبی پر گولہ باری کرتے نظر آئیں گے اور اپنے معتقدین کے نزدیک امام و شیخ الحدیث و نام نہاد عاشقان رسول، ائمہ علم و مرشدان علی الاعلان، کئی مولانا و بالفضل اولانا اور گستاخان دیوبند کے اہانت فشاں، جبال العلم و شیوخ فنون اور دین کے نام پہ چندوں سے پلے ہوئے یہ ہاتھی محرر سطور کے ہاتھوں جب پچھڑیں گے اور ان کی چمڑی ادھڑنے گی اور یہ اڑنگیں گے اور بھگیں گے تو اگر آپ حوالۂ ایمان بعصمت رسول اکرم ﷺ ان سے اپنی استادی شاگردی، پیری مریدی کے سلاسل کی زنجیروں کو توڑنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور اپنوں و بیگانوں گستاخان نبوت سے اپنے تمام اعتقادی رشتوں کو حق عصمت نبی کریم پر قربان

کرسکتے ہیں تو پھر میرے قلم سے یہ اندوہناک داستان سن لیجئے۔ ورنہ جس تقریباً ہزار سالہ "فلاں محقق نے یہ لکھا ہے"، "فلاں حضرت نے یہ فرمایا ہے" کے دائے عضال، مرض مزمن کی نشاندہی کے لئے میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ اگر آپ کے بس کا روگ نہیں تو مجھے معذور سمجھے۔ کسی بھی مصلحت کی پرواہ کئے بغیر میں اپنا فرض ادا کر رہا ہوں، آپ اپنا کام کیجئے۔ اس وقت میری عمر ۷۸ سال ہے، میں بے خبر نہیں، میں خوب جانتا ہوں کہ لحوم العلماء مسمومة "علما کے گوشت زہریلے ہوتے ہیں" اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ ذات اقدس محمد عربی ﷺ کے بارے کسی بھی شقی عالم نے جب بھی کوئی گستاخی کی اور کسی بھی حساس ذہن و رمز شناس مقام رسول نے اسے ٹوکا تو اس گستاخ رسول عالم کے تلامذہ و معتقدین کلاب النار کی فوج ظفر موج اس پر اس طرح ٹوٹ پڑی جیسے کہ شہزادہ گلگوں قبا مرکز پرکار عشق امام الائمہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کرب و بلا میں اکیلا پا کر ابن زیاد کے یزیدی کتے آپ پر ٹوٹ پڑے تھے۔ مگر مرد کارزار عشق سیف من سیوف اللہ خالد بن ولید نے جس طرح زہر خالص پی کر بھی صداقت اسلام کا جھنڈا لہرایا، اسی طرح لحوم علمائے مرموم کے اس زہر ہلاہل کا جام میں بھی ہنیئاً مریئاً سعادت اخروی سمجھ کر پی رہا ہوں۔ واللہ الموفق۔

اندوہناک داستان | کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مجھے حیدر آباد سندھ سے ایک رسالہ "مغفرت ذنب" موصول ہوا اس پر مدرسہ رکن الاسلام ازلو میدان ہیر آباد کے کسی مولوی ڈاکٹر صاحب زادہ ابوالخیر محمد زبیر کا نام چھپا ہوا ہے۔ اس رسالہ میں اس نے بعض احادیث و روایات کی نقل اور وضاحت مفہوم میں بددیانتی اور بعض اکابر و اصاغر ناعاقبت اندیش علمائے سو کے غلط تراجم قرآن و حدیث کے استناد سے حضور مظہر حسن ذات حق سید المعصومین ﷺ کے لئے تقریباً ۲۰۰ دفعہ گناہ، خطاء، لغزش، خلاف اولیٰ، ترک افضل، سیآت، اونیٰ، کوتاہی، معافی کا چرخہ۔ اس طرح گھمایا ہے جیسے کہ بعض عاملین کسی گم شدہ کی بازیابی کے لئے چرخہ پر تعویذ باندھ کر گھماتے ہیں۔ یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کسی مسلمان کی تحریر ہے۔ کیونکہ کوئی باحیاء مسلمان تو کیا کوئی یہودی یا عیسائی بھی اپنے نبی کے بارے ایسے شرمناک الفاظ کا دیدہ دانستہ تکرار اور ان پر اصرار نہیں کرسکتا۔ بلکہ کوئی سکھ، آریا، چوڑا چمار یا بدھ مت بھی اپنے کسی پیشواء یا بزرگ کے لئے ایسے گندے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ ایسی بے حیائی دشمن رسول ﷺ "راجپال" کرسکتا ہے یا "دیانند سرسوتی" یا "سلمان رشدی" یا کوئی ابلہ عالم اور یا پھر یہ مولوی محمد زبیر رکنی ناظم مدرسہ رکن الاسلام حیدر آباد۔ اعاذنا اللہ من شرہ۔

علماء سو کی ایسی شرمناک حرکات کا مہلک انجام | کتب الٰہیہ یا فرامین انبیاء علیہم الصلوٰۃ

والتسلیمات اور وقائع و تواریخ ملل صرف مسلمان ہی نہیں پڑھتے بلکہ اسلام اور بانی اسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نکتہ چینیوں کے لئے دشمنان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی ان کا بہت مطالعہ کیا ہے تو آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ کسی ہندو، آریا، کافر یا مرتد نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے متعلق "رنگیلا رسول" اور "شیطانی آیات" جیسی شرمناک کتابیں کیوں نہیں لکھیں ؟۔ رسل و انبیاء میں سے صرف تاجدار انی لاتقاکم للہ و سریر آرائے عرش واللہ انی لا خفاکم واخشاکم لہ (موطا امام مالک، صحیح مسلم) ﷺ کو ہی دشمنان اسلام نے گناہوں کے الزامات کا نشانہ کیوں بنایا؟ اس حادثے کی آخر وجہ کیا ہے ؟۔

آپ کا ذہن اگر کام نہیں کرتا تو اس محرر سطور خاک بوس کوئے مدینہ و نجف سے پوچھئے ۔اس کی وجہ یہی ہے کہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امتوں نے باوجود تورات و انجیل میں صدہا تحریفات کر لینے کے اپنے نبیوں کے لئے کہیں بھی گناہ یا گمراہ یا خطا و کوتاہی، لغزش و اولیٰ ممصب الجلیل جیسے ایمان سوز الفاظ استعمال نہیں کئے۔ بلکہ اپنے نبیوں کو انہوں نے ازکی و اطہر ہی دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور کر رہے ہیں اور کرنا بھی چاہیے۔ مگر شومئی قسمت سے خیر الانبیا کی خیر الامم امت کے اسلام کی پیشانی پر سیاہ داغ اکابر اشقیا، اکابر علماء نے ہی قرآن مجید کے بعض ذو معنی الفاظ کے تراجم اور بعض روایات مردودہ، بعض مفسرین کے اقوال مردودہ اور مفاہیم متروودہ کی آڑ میں معدن عصمت ہر معصوم ﷺ کے لئے گناہ، خلاف اولیٰ جیسے قاطع ایمان الفاظ استعمال کر کے دشمنان اسلام کے لئے آپ ﷺ پر رکیک حملوں کی راہ ہموار کی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نالم کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

خشت اول چوں نہد معمار کج قرآن مجید لغت واسعہ عربیہ میں نازل ہوا ہے۔ایک ایک لفظ کے ۳۰ یا ۴۰ معنی بھی آئے ہیں۔ اس میں آیات محکمات بھی نازل ہوئیں جن کے معنی و مفاہیم واضح ہیں اور آیات متشابہات بھی جن کی تاویل یعنی اصل مراد اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس میں اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق برائے امتحان مؤمنین ایسے الفاظ بھی وارد کئے گئے ہیں کہ ایک جگہ ان کا ایک معنی کرنا کفر اور دوسرا معنی کرنا صحیح ہوتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ وجہ، یضحک، وغیرہا اور حضرات انبیائے کرام کے لئے لفظ ضال یا ضلال یا لفظ ذنب وغیرہا اس برصغیر میں انبیائے کرام کی طرف اضافت سے لفظ ضال کا فارسی یا اردو میں "گمراہ" اور لفظ ذنب کا معنی "گناہ" کرنے کی خشت اول اور اس کا موجد و سارے فسادو کی جڑ مولوی شیخ احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور وہی سارنگی بجانے والے اس کے بیٹے رفیع الدین و عبدالقادر ہیں۔ جہالت عامہ کے دور میں دہلی میں سقہ بچہ کی طرح ان کی علمی شاہی کا چمڑے کا سکہ چلتا تھا۔ یہ مولوی احمد الضدان مجتمعان کا حیرت انگیز ہیولیٰ تھے ۔ اول سنی پھر

نجدی اپنی کتاب "انفاس العارفین" میں ایک عارف عین القضات ہمدانی کے قول "آں را کہ شما محمد مے دانید نزد ما خدا ست" یعنی جسے تم محمد ﷺ جانتے ہو ہمارے نزدیک وہ خدا ہے (انفاس العارفین طبع احمدی دہلی ص ۱۰۷) کو تاویلاً صحیح قرار دیا اور ۱۲۴۴ھ میں بموقع حج نجدی وہابی علماء سے جمع ہو کر آئے۔ تو ترجمہ قرآن میں اسی ذات اقدس ﷺ کے لئے جسے بتاویل خدا کہا تھا "راہ گم کردہ" اور "شریعت مے دانستی" اور "گناہ تو" لکھ کر خود ذلت شریف مع اپنے بیٹوں پوتوں کے سارا خاندان شاہ ہو گیا۔ اور پھر بہ شامت ایں جرم اس کے پوتے محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" میں مظاہر، محاسن اخلاق الٰہیہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں پر شرمناک حملوں سے دادا کی شاہی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ شنیدہ شدہ ہے کہ حضور خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ نے ہگا، شاہ عبدالعزیز نے اس پر مٹی ڈالی مگر اسماعیل نے اسے ننگا کر کے سارے ملک کو متعفن کر دیا پھر کیا ہوا؟

تاثریا مے رود دیوار کج

نہیں بلکہ "سوئے دوزخ مے فتد دیوار کج" امرتسر کے خارجستان اور وہابیوں کی انچارج جماعت کے مرکز علوم مدرسہ دیوبند کے خوارج نے "ولی اللہ اینڈ سنز" کے غلط ترجمہ گھڑنے اور حضور ﷺ کی نسبت لفظ "ذنب" کا معنی گناہ کرنے پر گھی کے چراغ جلائے۔ ان کے حکیم الامت نے خطائیں۔ ان کے مریض الملت محمود الحسن صدر دیوبند نے صریح لفظ گناہ اور سقیم الطائفہ فتح محمد جالندھری نے بھی اسی "گناہ" سے پیاس بجھائی۔ سہیم الخوارج مودودی اور ثناء اللہ امرتسری بھی "پیچھے اس امام کے اللہ اکبر" ہوئے۔

بہت دیر ہو گئی

حضور فخر عصمت ﷺ کی نسبت واقع الفاظ ضال کا معنی گمراہ یا گم کردہ راہ یا شریعت سے بے خبر اور "ذنبک" کا معنی آپکے گناہ یا ترک افضل و خلاف اولیٰ یا خطا۔ آپ کی عصمت پر حملہ آور ایک نہایت ہی زہریلا سانپ ہے۔ مولوی ولی اللہ وغیرہ نے جب بھی اسے اپنی شاہی پٹاری سے نکال کر آپ کی عصمت پر چھوڑا تھا تو جیسے اشرف علی تھانوی کی علم نبوی کی مجانین و بہائم سے تشبیہ اور خلیل احمد و رشید احمد کی علم شیطان کی علم نبوی سے وسعت کی گستاخی اور بانی دیوبند نانوتوی کی آپ کی خاتمیت زمانی کی خاتمیت ذاتی سے تعبیر کی بروقت بیخ کنی کر دی گئی تھی تو اگر اس دہلوی دیوبندی وہابی گناہ و ترک اولیٰ اقرع اژدہے کا سر بھی کچل دیا جاتا تو آج اس شرمناک رسالے "مغفرت ذنب" کی نوبت نہ آتی۔ مجھے رب اکرم حسن ذات حق کی قسم! ایسے علمائے سوء اکابر ہوں یا اصاغر کسی بھی رعایت کے مستحق نہیں۔ یہ علم کے رنگ میں ایک ناسور ہیں ایک کینسر ہیں ایک راج پال ہیں جو یادگار حسن وفا غازی علم دین شہید کو للکار رہے ہیں۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ کراچی تا خیبر علمائے اہل سنت میں سے کسی بھی مقتدر اہل علم نے واللہ اعلم

کہن مصلحت کے تحت قلم کیوں نہیں اٹھایا۔ رسالہ مغفرت ذنب کا رد لکھا تو بھی جزاہ اللہ خیر الجزا کرنل مدنی صاحب نے جو کفر کے اس آہنی جال کو دلائل کے آرے سے کاٹنے سے معذور اور یا پھر لکھا تو "سپاہ مصطفےٰ" کے کاغذی جرنیل نیر صاحب نے جو مصطفےٰ علیہ السلام کے لئے معاذاللہ "بظاہر خلاف اولیٰ" کے موجدین کی میلی آنکھ کا ایک اشارہ بھی برداشت نہ کر سکے۔ ان سے معافی مانگ اور سب ہتھیار ڈال کر بہ مشکل اپنا دلنہ پانی چھانے میں کامیاب ہوئے۔ دیکھو ماہنامہ "السعید" ملتان ماہ اکتوبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۹۔ اس کارزار علم وادب میں گستاخئ رسول کے علمی طوفانوں ویزیدی یلغاروں کے سامنے ڈٹ جانا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ معرکہ حضرت پیر محمد ابراہیم صاحب سرہندی دامت برکاتہم سر کر سکتے ہیں یا مجھ جیسا کوئی فقیر بے نوا محرّ امام حسین علیہ السلام کیونکہ یہ بھوت باتوں سے نہیں لاتوں سے ماننے والے ہیں۔ بسا انتظار کے بعد محرر سطور کو مجبوراً یہ چند سطور سپرد قلم کرنا پڑیں اور میں کسی ڈنڈی مارے بغیر آپ کو دکھاؤں گا کہ ایسے گند کیسے صاف ہوتے ہیں اور حضور خاتون جنت بتول پاک سیدہ فاطمہ زہرا کے دروازے کا یہ خاک روب ان بتان علم علماء سو کے فراڈ علم پر کس طرح جھاڑو پھیرتا ہے؟

من دوست و دامان آل رسول

ایک تازہ فتنہ آج کل ہر جماعت میں نئے نئے نیم ڈاکٹر خطرہ جان و نیم ملاں خطرہ ایمان قسم کے علماء اور صاحبزادے حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں بھی یہ مرض اب طاعون کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ جس کا تازہ سیمپل بصیر پور ضلع اوکاڑہ کا مولوی محمد احمد، کراچی کا مولوی غلام رسول سعیدی اور حیدر آباد سندھ کا مولوی محمد زبیر ہے۔ اول الذکر نے حضور محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی کا قدم تمام اولیائے امت کی گردنوں پر ہونے کے انکار میں ۳۲۰ صفحات کی کتاب لکھ ڈالی ہے۔ کتاب کیا ہے لعبۃ الجانبین ہے۔ کہتا ہے کہ حضور غوث اعظم میں ولایت کی کمی یہ تھی کہ آپ صاحب حال تھے اور صاحب مقام نہ تھے اور صاحب حال حکم مجنون میں ہے (کلام الاولیاء الاکابر ص ۱۸۵) اس خود مجنون کو نص قطعی وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ سے بھی جنون اور سرور کونین علیہ السلام کے ارشاد الحمد للہ علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۱۲۱) سے بھی اختلاف۔ کبھی کہتا ہے کہ عبدیت محضہ ہی معیار کمال ہے حالانکہ بخاری ج ۲ ص ۹۶۳ پر درج حدیث قدسی یتقرب الیّ العبد بالنوافل (الحدیث) عبد میرے قریب نوافل سے ہوتا ہے، سے واضح ہے کہ عبدیت محضہ نہیں عبدیت متقربہ کمال ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ لفظ ولی میں چونکہ حضرات صحابہ کرام بھی داخل ہیں اس لئے قول غوث اعظم قدسی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ درست نہیں اور پھر خود حضرت محبوب الٰہی کو سلطان الاولیا لکھ کر صحابہ کا بھی سلطان بنا رہا ہے (ص ۲۵۲) اور کہیں الہام نے حضور ولی الہند غریب

نواز اجمیری کو تمام اولیا تا قیامت سے بالا قدم لکھ کر اپنے قانون سے منحرف ہو رہا ہے۔ مکتوبات مجددیہ میں سے جسے چاہے ناسخ قرار دیدیتا ہے، جسے چاہے منسوخ کر دیتا ہے۔ چونکہ مولوی محمد احمد تازہ بتازہ پیر طریقت بنا چاہتا ہے اس لئے اس کے ان مجموعۂ جہالت اور شمس الفقہائی پاور میں ہمیں مداخلت کا تو کوئی حق نہیں۔ البتہ سیف الملوک جیسی عام کہانیوں کے ساتھ "مہر منیر" جیسی معتمد علیہ کتاب کو غنڈہ گردی کہنے اور حضور محبوب سبحانی کے بارے "قصیدے پر قصیدے لکھتے رہے" (ص ۲۵ و ۲۸۰) جیسے جارحانہ کلام کی اسے سزا ضرور ملے گی۔

ہمارے مشائخ چشت اہل بہشت کے کمال ادب بابت حضور شہنشاہ بغداد کے برعکس چشتیت کے پردے میں اس منحان عصر حاضر کی پیری و رہبری کی جب گیدڑ پر سے شیر کی کھال اترے گی تو اسے اپنے علم کی حدود اربعہ کا بھی پتہ چل جائے گا اور اپنے حال و مقام کی مکمل روشناسی بھی ہو جائے گی، انتظار کرے! اس وقت ہمارا موضوع ثانی الذکر مولوی غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ اور ثالث ثلثہ مولوی محمد زبیر رکنی کے رسالہ "مغفرت ذنب" میں حضور پرنور، ہمہ نور، شہ لولاک لما خلقت الافلاک ﷺ کے لئے لفظ گناہ، خلاف اولی، خطا وغیرہ کے دلائل کی جڑ نکالنا ہے۔

عصمت انبیاء

تمام انبیائے کرام معصوم ہیں اور عصمت انبیاء پوری امت کا متفق علیہا عقلی قطعی اجماعی عقیدہ ہے اور حضور ﷺ خود حق ہیں قد جاء الحق من ربکم اس پر شاہد ہے۔ لہٰذا آپ کی عصمت، عظمت، اشرفیت، خاتمیت زمانی وغیرہا ہر فضیلت حقیقت ہے اور اس پر ہر اجماع حقیقی بھی ہے اور قطعی حقیقی اجماع کا منکر کافر ہے۔ امام جلال الملۃ والدین امام سیوطی تصریح کر رہے ہیں کہ:

> لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں لفظ ذنب اپنے عام معنی گناہ میں نہیں لیا جا سکتا لعصمۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالدلیل العقلی القاطع من الذنوب (تفسیر جلالین ص ۴۲۳) یعنی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم عن الذنوب ہونا عقلی قطعی اجماع سے ثابت ہے اور قطعی اجماع کا منکر کافر ہے۔ نیز عصمت انبیا ہر مسلمان کا فطرتی و یقینی عقیدہ ہے لہٰذا یہ ضروریات دین سے ہے، اس کا منکر کافر ہے فلو کان المجمع علیہ من ضروریات الدین بحیث یعرفہ الخاصۃ والعامۃ فیکفر جاحدہ (حاشیہ نور الانوار ص ۲۲۱ و مثلہ فی النبراس ص ۳۹۲)

امام زرقانی کہتے ہیں:

فانه ﷺ وسائر الانبیاء معصومون قبل النبوة وبعدها عن الکبائر والصغائر البتة (زرقانی ج۲ ص۲۵۹) حضور ﷺ اور تمام انبیاء لازمی طور پر اظہار نبوت سے پہلے اور بعد تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے معصوم ہیں۔

ملا علی قاری مرقاۃ میں تصریح کر رہے ہیں:

فان الاصح المختار عند المحققین ان الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین معصومون قبل النبوة و بعدها من کبائر الذنوب و صغائرها عمدها و سهوها یعنی محققین کے نزدیک انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ عمداً یا بھول کر ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ (مرقاۃ ج۵ ص۲۴۰ طبع ملتان)

امام قاضی عیاض تصریح کر رہے ہیں کہ:

واعلم ان الامة مجتمعة علی عصمة النبی من الشیطان الخ (شفاج ۲ ص ۱۱۷) جس سے واضح ہے کہ عصمت انبیا کا عقیدہ ما علم بالضرورۃ سے ہے، اس کا منکر مومن نہیں۔

عصمت کی مختلف تعریفوں میں سے بعد اللتی واللتیا اصح اور جامع مانع تعریف یہ ہے:

العصمة ملكة نفسانية يخلقها الله سبحانه في العبد فتكون سبباً عادياً لعدم الخلق الذنب فيه (نبراس ص ۵۳۲) عصمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے معصوم عبد کی ذات میں ہی ایک ایسی کچی قوت پیدا کر دیتا ہے کہ اس سبب عادی کی بنا پر اس معصوم میں گناہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا (نبراس شرح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز پرہاروی)

قرآن مجید میں واقع کثیر المعانی و متشابہ امتحانی الفاظ اور تحفظ عصمت انبیا

یہ عالم رنگ و بو ہو یا قبر یا حشر، ان ہر سہ امتحان گاہوں میں ہر امیدوار نجات کی کامیابی کا معیار للظہور علت غائی و مقصد ظہور مظاہر تمام اسماء الٰہیہ حضور تجلیٰ اول ﷺ کی ہی ذات اقدس ہے۔ جس طرح قبر میں امتحان کے متعلق سوال اول من ربک و سوال ثانی ما دینک میں لفظ رب سے جواب ربی اللہ اور لفظ دین سے جواب سوال ثانی کو آسان کیا جا کر حضور اکرم ﷺ کے متعلق سوال ثالث میں ھذا الرجل کا مبہم لفظ لا کر آپ کی ہی ذات گرامی کی معرفت کے معیار کامیابی ہونے کا واضح فیصلہ ہے۔ قرآن مجید میں بھی آپ کے متعلق لفظ ضال اور لفظ ذنبک لا کر مومن و منافق کا امتحان لیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون ضال کا معنی گمراہ اور ذنب کا معنی آپ کے گناہ کر کے جہنم میں جاتا ہے اور کون ضال کا معنی خدا کی محبت میں گم و خود رفتہ اور مغفرت ذنب سے امت کی مغفرت مراد لے کر جنت میں

جاتا ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

راہنما اصول آئندہ صفحات میں ہماری گفتگو مندرجہ ذیل نظریات و ضوابط پر شروع وختم ہوگی:

(۱) بحکم قرآن مجید "لاینال عہدی الظالمین" ظالم نبی نہیں ہوسکتا۔ اور گناہ بھی ظلم ہے، لہٰذا گناہ عصمت کی ضد ہے یعنی نبوت و گناہ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ الضدان لا یجتمعان مسلّم اصول ہے اور حضور مظہر حسن ذات حق ﷺ معصوم ہیں لہٰذا قرآن مجید کے کسی لفظ کے ترجمہ و معنی یا کسی بھی گفتگو میں اپنی طرف سے آپ کے لئے گناہ یا گناہگار کا لفظ بولنا آپ کی نبوت کا انکار و کفر ہے۔

(۲) آپ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے گناہ یا گناہگار کا لفظ بولنا آپ کے حق میں بدگوئی و سب ہے اور نبی کو سب کرنے والا اجماعاً کافر ہے۔

(۳) آپ کی عصمت پر اجماع امت دلیل عقلی قطعی سے ثابت ہے۔ اجماع قطعی کا منکر کافر ہے۔

(۴) بفرمان الٰہی النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم اور بفرمان نبوی انا اولیٰ بکل مؤمن من نفسہ۔ آپ ﷺ مطلقاً اولیٰ ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی

ہر مومن کا مسلّم عقیدہ ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ سے خلاف اولیٰ نہیں ہوسکتا ورنہ آپ اولیٰ نہ رہیں گے اور آپ کو اولیٰ نہ ماننا انکار نص قطعی و کفر ہے۔ واضح رہے کہ اولیٰ کا معنی ہے اچھے سے اچھا اور بہتر۔ آپ مہتر و بہتر و گزین ہمہ (نام حق) مسلم ہیں۔

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

لہٰذا آپ کے لئے ترک اولیٰ یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ ماننا سلب الشیٔ عن نفسہ کہ اولیٰ سے خلاف اولیٰ ہوگیا لازم آئے گا جو کہ مستلزم کفر ہے کیونکہ خلاف اولیٰ بھی گناہ ہے جس کا حوالہ آگے آئے گا۔

(۵) گناہ کی طرح خلاف اولیٰ بھی ممنوع شرعی اور باعث غضب الٰہی خصوصاً نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مثل ترک واجب ہے اور یہ گناہ ہے۔

مطابق توجیہ احسن وانسب و مختار امام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی ارشاد ربانی فاولیٰ لھم طاعۃ و قول معروف (پارہ ۲۶ سورۃ محمد) ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے۔ منافقین کے خلاف اولیٰ کام کرنے پر انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اولیٰ کام کرو، خلاف اولیٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اولیٰ کام پر ہی راضی ہے، خلاف اولیٰ پر ناراض و غضبناک ہے۔ اس کی مزید تشریح کے لئے آگے

"خلاف اولیٰ" کے مستقل عنوان میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت اور ملا علی قاری سے اس کی تشریح بھی آ رہی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ خلاف اولیٰ منافقین کا فعل ہے اور باعث غضب الٰہی ہے۔ تو محبوب رب العالمین ﷺ کے لئے باعث ناراضگی و غضب رب و فعل منافقین کی نسبت کرنا خواہ بظاہر ہی کیوں نہ ہو، سراسر جہالت و شقاوت و گستاخی ہے۔

(۶) بفرمان نبوی انا سید المرسلین و فضلت علی الانبیاء (الحدیث) آپ افضل الخلق ہیں۔ اگر آپ سے ترک افضل ہو تو آپ افضل نہیں رہیں گے۔ لہٰذا آپ سے ترک افضل کا وقوع ماننا سراسر شقاوت و جہالت ہے۔ دلائل و حوالہ جات آ رہے ہیں۔

(۷) حدیث نبوی ہے:

ادبنی ربی فاحسن تادیبی (جامع صغیر ج ا ص ۲۴) جس کا مطلب یہ ہے کہ رب کریم نے آپ کو باطناً و ظاہراً ہر فکر و عمل احسن کی تیاری کرا کر مبعوث فرمایا تاکہ اس کی تخلیق کے اس سب سے اعلیٰ شاہکار سے کوئی ظاہراً یا باطناً فکر و عمل خلاف احسنیت و خلاف اولویت کام سرزد ہو کر اس کے خالق کی حسن تخلیق کو داغ نہ لگے۔ لہٰذا آپ سے گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ حسن تخلیق و تادیب الٰہی کی توہین ہے۔ اور مزید برآں فرمان نبوی ﷺ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق آپ کے تمام افعال و عادات کے کریم ہونے پر شاہد عادل ہے۔ اور بلاریب آپ کی عصمت و اولویت و افضلیت و حسن تادیب و مکرمت جمیع افعال مبارکہ کے تمام قضایا بطور ایجاب کلی آپ کے لئے صادق ہیں تو چونکہ موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوتی ہے لہٰذا آپ سے ذنوب تو کیا، صرف کوئی ایک گناہ یا خلاف اولیٰ یا ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ کے صدور کی صورت میں بھی ان قضایا یا ایجابیہ کلیہ کا سلب جزی ہو کر ان کی کلیہ کی نفی ہوتی ہے۔

لہٰذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کسی بھی صحابی یا ام المؤمنین، غوث، قطب ابدال، خواجہ، ولی اللہ، محدث، مجدد، پیشوا، استاذ الکل یا امام العصر کی طرف سے قرآن و حدیث کے کسی لفظ کے ترجمہ یا کسی قیل و قال میں لفظ گناہ یا ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا خطا و لغزش و بظاہر خلاف اولیٰ یا ادنیٰ منصبہ الجلیل یا حسنات الابرار سیأت المقربین یا ادنیٰ فی نظرہ العالی کے الفاظ پائے جائیں گے تو وہ اس بولنے لکھنے والے کی خطاء اجتہادی یا لغزش، غفلت، ضلالۃ، کفر یا محض نقل مراد قائل متصور ہوگی۔ کیونکہ لفظ گناہ اور اس کے تمام متبادلات و تاویلات منصب نبوت کی توہین و تنقیص ہے اور تنقیص

نبوت کفر ہے۔ بخاری میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لفظ ذنبک کا بعض اولیاء اللہ مثلاً حضرت داتا گنج بخش و شاہ عبدالحق محدث سے دہلوی و دیگر بعض شارحین حدیث کا معنی گناہ کرنا بہ قرینہ سیاق و سباق کلام ام المؤمنین محض نقل مراد صدیقہ ہے نہ ان کا اجتہاد ہے نہ ان کا قول ہے۔ اور اس روایت کا حال آگے ذکر ہوگا۔

لہذا مفتی محمد اقبال سعیدی صاحب کا اپنی تازہ تحریر (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں اسے حضرت داتا صاحب و حضرت شیخ دہلوی کا اجتہاد قرار دینا محض غلط فہمی ہے اور حضرت داتا صاحب کے بارے رعائت لفظی کا شاخسانہ کہہ کران کی بے ادبی کی گئی ہے۔(ص ۱۳)

واللہ، باللہ، تاللہ، حضور مصدر عصمت ہر معصوم، حضور حسنت جمیع خصالہ کی عصمت اور احسنیت جمیع افعال مبارکہ کو کسی بھی صحابی یا ولی یا عالم کے قول پر قربان نہیں کیا جاسکتا۔ فاعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال (تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۷۹) اکابر و علما کو حق کے تابع ہونے سے پہچانو، حق کو علما کے تابع نہ کرو۔ کسی بھی ذہنی وفکری تصادم سے بچنے اور حق و باطل کے تقابلی بحران سے نکلنے کے لئے ہمارے ذکر کردہ یہ چند اصول ذہن نشین رکھئے اور اب سنئے:

لفظ ضال

یہ لفظ بھی متشابہ اور کثیر المعانی ہے اور قرآن مجید میں تقریباً ۲۱۳ دفعہ وارد ہوا ہے، اکثر عام لوگوں کے لئے آیا ہے اور معصوم نبیوں کے لئے صرف ۳ جگہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے انک لفی ضلالک القدیم (سورۃ یوسف)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فعلتھا اذا و انا من الضالین (سورۃ شعرا)۔ حضور اکرم ﷺ کے متعلق ووجدک ضالاً فھدیٰ (سورۃ الضحیٰ)۔ لغت عرب میں اس کے ۱۵ معانی لکھے ہیں جن میں سے یہ معانی بھی ہیں۔

(۱) گم۔ اس معنی کے کئی مرادی مفہوم ہوتے ہیں۔ کسی سے غائب ہو جانا۔ کسی کے تصور یا کسی کی محبت میں گم و محو ہو جانا۔

(۲) گمراہ۔ اس معنی کے بھی کئی مرادی مفہوم ہوتے ہیں۔ دین سے بھٹک جانا۔ راستہ سے بے خبر ہو جانا۔ قرآن کی تفسیر و ترجمہ کرنے والے علماء میں ربانیین و دانا بھی ہیں اور شیاطین بے عقل بھی۔

ایک شیطان مفسر نے آپ ﷺ کے لئے لفظ ضال کا معنی کیا ہے "کافر" (تفسیر کبیر

رازی) یعنی (معاذاللہ) آپ ۴۰ سال تک کافر رہے اور قرآن نازل ہونے کے بعد مومن ہوئے۔

قرآن مجید کا فارسی و اردو میں غلط ترجمہ کرنے والوں میں، اس سارے فساد کی جڑ مولوی شیخ احمد الملقب بہ شاہ ولی اللہ نے اس کا معنی گھڑا "راہ گم کردہ یعنی شریعت نے دانستی"۔

اس کے بیٹے عبدالقادر اور محمود الحسن صدر دیو بند نے کہا "بھٹکتا" یعنی دھکے کھاتا۔

گستاخ رسول تھانوی نے "شریعت سے بے خبر" بنایا۔ اس حکیم الامت بننے کے مدعی تھانوی کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ شریعت تو ایفائے حقوق اللہ و حقوق عباد اللہ کا ہی نام ہے۔

حضرت یحیٰ و عیسیٰ علیہما السلام بطون امہات میں ہی تھے کہ یحیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سجدۂ تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ فکانت ام یحیی تقول لمریم انی اجد مافی بطنی یسجد لما فی بطنک تحیة له (الشفا قاضی عیاض ج ۱ ص ۹۷ طبع مصر) یعنی حضرت یحیٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم سے کہا کرتی تھی کہ میرے پیٹ والا بچہ تیرے پیٹ والے بچے کو سجدہ سلام کرتا ہے۔

حضور سرور کونین ﷺ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ طیبہ فرماتی ہیں فنظرت الیه فاذا ھو ساجد (زرقانی ج ۱ ص ۱۱۲) میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ فرما رہے ہیں۔ اور جب حضرت حلیمہ نے گود میں لیا تو آپ نے اس کا دایاں دودھ پی لیا مگر جب بایاں پلانے لگیں تو فابیٰ آپ نے انکار فرما دیا (زرقانی ج ۱ ص ۱۴۳)۔

پیدا ہوتے ہی خلاصۂ حقوق اللہ عبادت الٰہیہ اور اپنے رضاعی بھائی حضرت عبداللہ کے حصۂ دودھ سے انکار فرما کر حقوق العباد و حقوق اللہ کی مکمل شناسائی کے شہنشاہ کو راہ گم کردہ و شریعت سے بے خبر لکھنا، حضور ﷺ کی بارگاہ میں اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟

علمائے اہل سنت کے نزدیک اس کا معنی ہے "محبت الٰہی میں گم، خود رفتہ" اور محرر سطور کی زبان میں یہ معنی بھی ہے۔ اور پایا تمہیں اپنی ذات میں مستور تو (بصورت تجلی) عالم خارج کی طرف راہ دی۔ و ھذا المعنی احلی عندی من العسل کما حققه الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیة والشیخ السرھندی فی المکتوبات فی ذکر التجلیات یعنی عرفائے اہل سنت کے نزدیک چونکہ ذات ہمیشہ سے ہمیشہ تک باطن ہے تو اس کی شان ظاہر اس کی تجلیات سے صادر ہوئی ہے۔ ذات باطن کا اندرونی حسن مکمل طور تجلی اول نور و حقیقت محمدیہ سے باہر آیا ہے اور ووجدک ضالا فھدیٰ کی یہ توجیہ احسن التوجیہات ہے۔

لفظ ذنب

فساد ھذہ الامت مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کے رسالہ " مغفرت ذنب " میں حضور فخر عصمت جمیع المؤمنین ﷺ کے لئے وارد لفظ ذنب کا غلط معنی "گناہ " خطا ، لغزش یا بتاویل خلاف اولیٰ کے جواز یا عدم جواز کے متعلق آج کل قلمی جنگ اسی لفظ کے معنی و مفہوم کا تعین ہے۔ جس کے متعلق ہم کچھ تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں مگر پہلے ایک حدیث پڑھ لیجئے کہ سرور کون و مکان کے متعلق گناہ یا خلاف اولیٰ ، لغزش، خطا اوراس کی بخشش و معافی کا ہونا اور آپ کے لئے یہ لفظ لکھنا بولنا تو درکنار، آپ کے بارے دل میں ایسا ظن آنے سے بھی آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

حضور ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں مسجد شریف نبوی میں اعتکاف بیٹھے تھے کہ ام المؤمنین صفیہ کسی کام کے لئے آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہوئیں ۔ جب واپس ہونے لگیں تو انہیں دروازے تک چھوڑنے کے لئے خود حضور ﷺ بھی ساتھ ہو لئے ۔ مسجد کے دروازہ تک دونوں پہنچے ہی تھے کہ دو صحابی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آپ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے انہیں فرمایا کہ ذرا ٹھہرو ۔ پھر انہیں فرمایا کہ میرے ساتھ یہ صفیہ بنت حیّ ہے تو انہوں نے عرض کی سبحان اللہ یا رسول اللہ (پاک ہے اللہ یا رسول اللہ) اور ان دونوں صحابیوں کو حضور ﷺ کا یہ تسلی دلانا کہ میرے ساتھ یہ کوئی غیر عورت نہیں میری بیوی صفیہ ہے ۔ اپنے لئے خطرناک محسوس ہوا کہ ہم سچے مومن ہیں اور کوئی بھی مومن اپنے نبی کے بارے کسی سے نا مناسب کام کا تصور بھی نہیں کرسکتا تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے و انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئاً مجھے خطرہ ہوا کہ شیطان تمہارے دلوں میں میرے بارے کسی تہمت کے کام کا وسوسہ نہ ڈال دے (بخاری ج ۲ ص ۲۷۲ کتاب الصوم باب الاعتکاف) اس حدیث کی شرح میں امام بدرالدین عینی حنفی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں

قال الشافعی معناہ انہ خاف علیھما الکفر لو ظنا بہ ظن التھمۃ فبادرالی اعلامھا بمکانھما نصیحۃً لھما (حاشیہ بخاری ص مذکورہ) امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ نے انہیں روک کر یہ اس لئے فرمایا کہ اگر ان کے دل میں میرے متعلق کوئی غلط ظن بھی ہوگیا تو یہ صحابی کافر ہو جائیں گے ۔ محرر سطور کہتا ہے کہ ان صحابہ کا حضور ﷺ کے ہر قسم کے گناہ سے پاک ہونے کا اعلان سبحان اللہ سے کرنا صاف بتا رہا ہے

کہ اللہ کا پاک ہونا حضور کا پاک ہونا ہے اور حضور کا پاک ہونا اللہ کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت (پاک ہونے) کے مظہر اتم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا آپ کے پاک ہونے میں ظاہر ہے۔ لہٰذا جو شقی عالم ہو یا جاہل، محدث ہو یا استاذ، شاہ کہلائے یا شیخ الشیوخ، مفسر ہو یا علامہ، حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ بولے لکھے پھر اس کی کوئی بھی وجہ بتاتا پھرے وہ اللہ تعالیٰ کو گناہ کا الزام لگاتا ہے۔ کافر ہے، مرتد ہے اور ملعون ہے۔ کیونکہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی سبحان (پاک) نہیں مانتا اور جب حضور ﷺ کے متعلق گناہ یا نبوت کے لئے غلط کام یا خلاف اولیٰ کا ظن کرنے سے صحابہ کے کافر ہو جانے کا بھی امکان ہے تو یہ شقی علماء، ولی اللہ و تھانوی و محمود الحسن دیوبندی، محمد زبیر ابلہ رکنی اور فتح محمد جالندھری جو لفظ ذنب کے بہانے آپ کے لئے لفظ ''گناہ'' لکھ رہے ہیں اور وہ مفسرین جو حضور ﷺ کے لئے اس سب سے گندے لفظ کے جواز کی تاویلات و بہانے بنا رہے ہیں ان کے پاس کون سا کفر پروف جبہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوسکتے۔

لفظ ذنب کے معانی اور بلحاظ موقعہ ان کا تعین قرآن مجید میں مادہ لفظ ذنب بفتح ذال و سکون و فتح نون مختلف صورتوں سے ۴۰ بار استعمال ہوا ہے اور کتب لغت میں تقریباً اس کے ۳۰ معانی لکھے گئے ہیں۔ یہ لفظ غیر انبیاء کے لئے ۳۶ جگہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک بار اور حضرت معدن تقویٰ ہر [illegible] کے لئے ۳ [illegible] وارد ہوا ہے۔ غیر انبیاء کے لئے اس کا ترجمہ معصیت اور معصیت کا ترجمہ فارسی اور اردو میں گناہ کا آیا ہے مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام چونکہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں لہٰذا ان کی ذوات مقدسہ کے لئے وارد اس لفظ کا معنی گناہ کرنا بتاویل ہو یا بلا تاویل ہر صورت حرام اور انکار اجماع امت و کفر ہے۔ لفظ ذنب بفتحہ ذال و سکون نون اسم بھی ہے اور بروزن ضرب یضرب و نصر ینصر مصدر بھی ہے۔ بصورت اسم اس کا معنی معصیت، نافرمانی و گناہ کا آتا ہے مگر بصورت مصدر اس کا معنی تابعداری و فرمانبرداری کا آتا ہے۔ تمام کتب لغت میں ہے ذنبہ ذنباً تبعہ فلم یفارق اثرہ۔ یعنی ذنب کا معنی ہے ایسی تابعداری کرنا کہ متبوع کا نقش قدم نہ چھوڑے (منجد۔ قاموس۔ لسان العرب) اور صاحب تفسیر روح البیان کی غلط توجیہات کے آخر میں اس کی ہمارے نزدیک قدرے مناسب اس توجیہ کے بھی موافق ہے۔ فمن صحت له متابعة النبی علیه السلام اثابه الله مغانم کثیرة و فتوحات فان حسن المتابعة سبب لفیضان الانوار الالهیة بواسطة روحانیة النبی علیه السلام (روح البیان

ج ۹ ص ۱۰) یعنی آپ کی متابعت اور آپ کے سبب سے آپ کی تابعین پر غنائم و فتوحات (مغفرت و جنت) کے دروازے کھلتے ہیں اور کبھی اس لفظ ذنب بفتحہ ذال و سکون نون کو ذنب بفتحہ ذال و نون جس کا معنی دم اور پیچھے لگنے والی چیز ہے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی الزام کا بھی کیا جاتا ہے کیونکہ الزام بھی پیچھے لگا دیا جاتا ہے۔

بحرالعلوم علامہ عبدالنبی احمد نگری اپنی متداول و مستند بین العلماء کتاب " دستور العلماء" میں لکھتے ہیں۔ ان الاشتقاق علیٰ ثلثۃ انواع۔ صغیر و کبیر و اکبر۔ اما الاشتقاق الصغیر فکون اللفظین المتناسبین فی احد المدلات الثلثۃ و مشترکین فی الحروف و الترتیب کضرب من الضرب و اما الاشتقاق الکبیر فھو ان تکون بینھما مناسبۃ ومشارکۃ فی الحروف دون الترتیب کجبذ و جذب ۔ و اما الاشتقاق الاکبر فھو ان تکون بینھما مناسبۃ و مشارکۃ فی اکثر الحروف مع تقارب ما بقی فی المخرج کنعق من نہق (دستور العلماء ج ۱ ص۱۱۹)۔

واضح رہے کہ اشتقاق کبیر کو اشتقاق اوسط بھی کہتے ہیں ۔ (دیکھو ردالمحتار ج ۱ ص۶۸) تو ذنب اور ذنب کو بطور اشتقاق صغیر ایک دوسرے سے مشتق مان کر ذنب کا معنی ذنب ۔ پیچھے چمٹ جانے اور لازم ہو جانے والی چیز کا ملحوظ کر کے ذنب کا معنی لازم و الزام کا ہو سکتا ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ مصدر بہ معنی اسم فاعل جیسے عدل بہ معنی عادل اور واحد مثلاً عادل بول کر اس سے مراد جنس عادل یعنی عادلین بھی استعمال لغت عرب ہے ۔قرآن مجید میں الانسان واحد سے جنس انسان یعنی جمع انسان مراد ہونا اکثر وبیشتر مستعمل ہے ۔تو ذنب مصدر بہ معنی تابعداری کرنا سے ذانب تابعداری کرنے والا اور اس سے ذانبین مراد ہونا یہ کوئی بعید تاویل نہیں بلکہ عام استعمال لغت و مقتضائے لسان عرب ہے (دیکھو فقہ اللغۃ ثعالبی ص۱۸۶ و ص۲۰۱)۔

تو روز روشن کی طرح واضح و ثابت ہوگیا کہ ذنب کا معنی معصیت ، گناہ بھی ہے اور تابعداری کرنے والے ، پیروکار ، نقش قدم پر چلنے والے متبعین بھی ہے اور الزام بھی ہے۔

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے وارد لفظ ذنب کا معنی

عصمت انبیا امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے اور جس طرح نص قطعی قرآن مجید کا منکر کافر ہے اور حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اسی طرح ضروریات دین عصمت انبیا اور اجماع عقلی قطعی برعصمت انبیا کا منکر بھی کافر ہے ۔ عصمت انبیا کے اجماعی قطعی ہونے

کے متعلق تفسیر جلالین کی تصریح و عبارت گزر چکی ہے ، پڑھ لیں ! اور عصمت کا معنی ہی یہ ہے کہ معصوم سے گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا تو عصمت و گناہ ضدین ہیں اور الضدان لا یجتمعان ضدین جمع نہیں ہو سکتیں تو نبوت و گناہ جمع نہیں ہو سکتے ۔ یعنی نبی گنہگار نہیں ہو سکتا اور گنہگار نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص کسی مقدس نبی کو گنہگار سمجھتا ہے یا لکھتا ہے خواہ بتاویل گنہگار سمجھے ، لکھے یا بتائے وہ نبی کی نبوت کا منکر ہے ۔ تو نبی کی نسبت لفظ ذنب کا معنی باضافت حقیقیہ الی النبی گناہ نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے متبادل معانی پیروکاران ، متبعین یا الزام کے ہوں گے ۔ اور یہ امر قطعی ہے اور اس کا منکر شقی و جاہل ہے ۔ اب دیکھئے یہ لفظ موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس طرح وارد ہے ۔ ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون (پارہ ۱۹ سورہ شعراء) اور ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ یہاں یہ صرف الزام کا معنی ہو سکتا ہے ، گناہ اس لئے نہیں کہ آپ معصوم ہیں اور تابعداری کرنے والے اس لئے نہیں ہو سکتا کہ علیٰ بہ معنی "مجھ پر" سے مطابقت نہیں رکھتا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ولھم علی ذنب اللہ تعالیٰ سے اس وقت عرض کی تھی جب آپ ایک کافر کو جائز طور پر قتل کر کے مدین گئے اور مدین سے واپسی کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلان نبوت کا حکم فرمایا تھا تو یہاں ذنب کا ذنب سے اشتقاقی معنی الزام کا ہی متعین ہے ، گناہ و جرم نہیں ۔کیوں کہ نبی کے لئے کافر کو قتل کرنا حلال تھا ، گناہ و جرم نہیں تھا ۔ لہٰذا اصل فساد شیخ احمد اور اس کے بیٹے رفیع الدین اینڈ عبدالستار وہابی کراچوی کا یہ ترجمہ کہ " ان کو اوپر میرے ایک گناہ ہے " اور اشرفعلی کا یہ ترجمہ کہ " ان لوگوں کا میرے ذمہ ایک جرم ہے " گستاخیٔ نبوت بھی ہے اور انکار عصمت نبی بھی اور اللہ تعالیٰ کی تغلیط بھی کہ معاذ اللہ موسیٰ علیہ السلام اقراری مجرم بنے اور اللہ تعالیٰ نے ایک اقراری مجرم و گنہگار کو نبوت دے دی ۔

دارالعلوم دیوبند کے دار الجہل محمود الحسن کا یہ ترجمہ کہ "ان کو مجھ پر گناہ کا دعویٰ ہے" بھی غلط ہے ۔کیونکہ بقول دیوبندیہ کے چیتی بھائی قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف " رحمت اللعالمین "(ج ۳ ص ۸) الزام اور دعویٰ میں فرق ہے ۔ الزام بلا ثبوت بھی ہو سکتا ہے مگر دعویٰ بغیر سرسری ثبوت کے دعویٰ نہیں کہلا سکتا۔ موسیٰ علیہ السلام پر ناحق قتل کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا ۔ لہٰذا اسے الزام تو کہا جا سکتا ہے دعویٰ نہیں ۔ منصور پوری بھی جاہل ہے ، اسے اشتقاق اوسط کہتا ہے حالانکہ یہ اشتقاق صغیر ہے ، اوسط نہیں ۔ وہابیت کے یہی نتائج ہوتے ہیں ۔

حضور مظہر سبحانیت حق ﷺ حضور معدن عصمت ہر معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے برائے امتحان مومن و منافق لفظ ذنب قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے۔

(۱) فاصبر ان وعداللہ حق واستغفر لذنبک (پارہ ۲۴ سورۃ غافر۔مومن) تو اے محبوب! صبر کرو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے متبعین کے گناہوں کی معافی مانگو۔ یہاں لذنبک والا لام مکسورہ تعدیت کیلئے ہے اور یا تو ذنب کا معنی ہے "متبعین" گناہ نہیں ۔ دریں صورۃ اس آیت میں کوئی ایسا لفظ ہی نہیں جس کا معنی گناہ ہو ۔ ترجمہ میں "گناہوں" کا لفظ اس لئے لایا گیا ہے کہ استغفر جس کا معنی ہے معافی طلب کر ۔ یہ لفظ خود متضمن ہے معنی گناہ کو ، اس لئے کہ بخشش و معافی ہوتی ہی گناہ و خطا کی ہے اور بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ ذنب کا معنی تو یہاں گناہ کا ہی ہے مگر ک سے حقیقت خطاب امت کو ہے ۔ امام زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں ۔ فالمراد بخطابہ خطاب امتہ و اضافۃ الذنب لہ لادنی ملابستہ الخ (زرقانی ج۶ ص۲۶۱) تو یہ توجیہہ بوجہ ملابست رحمت و شفاعت نبی ﷺ بہ امت بطور مجاز عقلی ہے ۔ مجاز عقلی میں اسناد الی ملابس غیر ما وضع لہ کی طرف ہوتا ہے مگر مجاز عقلی میں مراوی مفہوم حقیقت عقلیہ ہی ہوتی ہے ۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے بھی حضور ﷺ کے متعلق لفظ ذنبک والی ہر دو آیات میں (۱)اور اپنوں کے گناہوں الخ۔ (۲)اپنے خاصوں الخ۔ کا ترجمہ حقیقت عقلیہ کے مطابق کیا ہے یہ بھی درست ہے کہ مراد آپ کی امت کے گناہوں کی بخشش ہے ۔ ذنب کا معنی گناہ اور ک کے خطاب سے حقیقتاً مخاطب امت ہو یا ذنب کا معنی تابعین کا ہو ، دونوں صورتوں میں مقصد حضور ﷺ کی امت کے گناہوں کی بخشش ہے مگر تابعین والا معنی مع مطابقت مراوی ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی موافق حقیقت عقلیہ و یکے از معانی لغوی لفظ ذنب بھی اقرب الی الفہم ہے۔ للذا دہلی کے خارجیت زدہ ولی اللہ رفیع الدین و نجدیوں وہابیوں کا یہ ترجمہ کہ" اور بخشش مانگ واسطے گناہ اپنے کے" سراسر عصمت رسول سے بغاوت و جہالت و شقاوت ہے ، نبی کی نبوت کا انکار اور کفر ہے ۔ دیوبندی فرقہ کے محمود الحسن کا یہ ترجمہ کہ" اور بخشوا اپنے گناہ "اس کی بے ایمانی و شیطنیت ضمیری ہے ۔ حضور مظہر حسن ذات حق نے واللہ باللہ تاللہ قطعاً کوئی گناہ نہیں کیا۔

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

اور ان کے گستاخ نبوت اشرفعلی تھانوی کا یہ ترجمہ کہ" اور اپنے اس گناہ کی جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا معافی مانگئے " اور بھی زیادہ خباثت ہے ۔کیونکہ اپنے پاک محبوب اور

آئینہ حسن لایزال کے حقیقتاً نا گناہ کو مجازاً گناہ بنا دینا، کوئی دشمن تو اپنے دشمن کی عداوت میں ایسا ظالمانہ اقدام کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مقدس عادل ذات اپنی رحمت سے اپنے محبوب کی امت کی برائیوں کو یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات کے مطابق نیکیوں میں تبدیل تو فرما دیتی ہے، یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے محبوب کی نیکیوں کو گناہ قرار دے کر انہیں گناہ کہہ دے۔ الا عند المفتری الکذاب التھانوی، فتکفروا یا اولی الالباب۔

(۲) واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات (پارہ ۲۶ سورۃ محمد) اور اے محبوب! اپنے خاص متبعین صحابہ کرام اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو! یہاں بھی لذنبک میں لام تعدیت کے لئے ہے اور حسب صورت آیت سابقہ کے سے مجازاً خطاب آپ کو مگر حقیقتاً خطاب بطور حقیقت عقلیہ امت کو ہے اور مراد حضور ﷺ کے خواص متبعین صحابہ واہل بیت و دیگر متبعین عام مؤمنین و مؤمنات کے لئے طلب مغفرت ہے۔ لہٰذا جن دہلوی شاہوں اور فکر ولی اللہی کے گماشتوں وہابیوں دیوبندیوں نے ذنب کا ترجمہ "آپکے گناہ" کیا ہے یہ ابلیسی سازش ہے۔ اس گروہ کے تھانوی کا یہ ترجمہ کہ "اب اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے" ملعون قول ہے۔ پھر اس کا شیطانی چرخہ یوں گھومتا ہے کہ معاذاللہ! اللہ تعالیٰ حضور کو فرما رہا ہے کہ "اگر احیاناً کوئی غلطی سرزد ہو جائے جو کمال دین میں مخل ہے۔ سو وہ آپ سے صادر ہونے کے وقت میں بوجہ معصوم ہونے کے واقع میں خطا نہ ہوگی، بلکہ مباح ہوگی بلکہ بعض اوقات عبادت ہوگی" (بیان القرآن)۔

سمجھ گئے آپ یہ تھانوی دیوبندی حکمت! کہ معصوم سے خطا تو سرزد ہوتی ہے مگر عبادت ہو جاتی ہے۔ عصمت کی یہ تعریف دیوبند کی خارجیانہ فیکٹری کا جدید شاہکار ہے۔ "احیاناً" حین کی جمع ہے جس کا معنی ہے کئی اوقات۔ تھانوی یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ! حضور پاک ﷺ سے کسی ایک وقت نہیں بلکہ بسا اوقات خطائیں سرزد ہوتی رہتی تھیں۔ پھر اسی پر شقی کے دل کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی اور کہتا ہے کہ "عمل افضل کا ترک آپ کی شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے، اس لئے آپ اپنی خطائے صوری کی معافی مانگئے (بیان القرآن)۔

عمل افضل کا ترک کس نے؟ افضل الانبیا نے؟ شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا تو کسی مجبوری کی بنا پر اس سے ہو سکتی ہے جو اپنے منصب رفیع کی صورت حسنہ کے تحفظ کا اہل نہ ہو۔ کیا اس تھانوی گستاخ نے میدان کرب و بلا میں جگر گوشۂ رسول کو

اپنی شان کے تحفظ کی پاسبانی کرتے نہیں دیکھا کہ "تاجدار لولاک" کے لئے عمل افضل کا ترک کہہ رہا ہے؟ کیا یہ شقی کسی راجپال کے لئے عظمت رسول پر حملوں کے لئے تو میدان ہموار نہیں کررہا؟ یا ذا الجلال! تیرے تقدس کے مظہر اتم ﷺ کے لئے تھانوی کے یہ شرمناک الفاظ! اللھم احفظ اھل الاسلام من مکر ھذا الخداع لعبۃ الخوارج اللئام۔ اب اس تھانوی کے چیلے اور فرقہ دیوبندیہ کے سب سے بڑے مفتی محمد شفیع کراچوی کے ہذیانات بھی پڑھ لیجئے۔ کہتا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں ذنب بہ معنی خطا و لغزش ہے اور اس مغفرت سے مراد معاذاللہ حضور ﷺ کی "تمام اگلی پچھلی لغزشوں اور خطاؤں کی معافی ہے" (الی قولہ) "غیر افضل پر عمل کرنا بھی ایسی لغزش ہے جس کو قرآن نے بطور تہدید کے ذنب وگناہ سے تعبیر کیا ہے" (الی قولہ) "اور ماتقدم سے مراد وہ لغزشیں ہیں جو نبوت سے پہلے ہوئیں اور ما تأخر سے مراد وہ لغزشیں ہیں جو نبوت کے بعد صادر ہوئیں" (معارف القرآن ج ۴ ص ۶۶) مظہر ذات کے لئے عمر بھر لغزشوں پر لغزشیں۔ یہ معارف کوئی آریہ، سکھ، یہودی جھاڑ رہا ہے یا امتی؟ بار بار غور کیجئے! کوئی مفتی لہ اگر اس پر بھی اسے مفتی نہیں مانتا تو واقعی اس کی حق تلفی ہوگی۔ "تہدید" کا معنی ہے "ڈانٹنا" یہ ڈانٹ کس کو دلائی جا رہی ہے؟ جسے علیٰ الصراط المستقیم کا تاجدار بنایا گیا؟ غیر گناہ کو گناہ کس کے لئے گھڑا جارہا ہے جو شفیع للمذنبین ہیں؟ اور اب ان کے شیخ الاسلام کی شیخی بھی دیکھئے۔ یہ الطامۃ الکبریٰ لکھتا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک کی سب کوتاہیاں جو آپ کے مرتبہ رفیع کے اعتبار سے کوتاہی سمجھی جائیں بالکلیہ معاف ہیں (تفسیر عثمانی بر حاشیہ ترجمہ محمود الحسن صدر دیوبند) "ہمیشہ سے ہمیشہ تک کوتاہیاں ہی کوتاہیاں۔ مرتبہ رفیع کے اعتبار سے۔ سمجھی جائیں" ان کفر خیز الفاظ کو بار بار پڑھئے۔ سمجھی کس نے؟ خود مرتبہ رفیع دینے والے نے؟ یہ شیخ الاسلام ہے یا مذل الاسلام؟ جس کی نظر میں بانی اسلام اپنے مرتبہ رفیع میں کوتاہیاں کرتے رہے۔ کتنی کوتاہیاں؟ کہتا ہے "ہمیشہ سے"۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے تو کوتاہیاں کرنے والے کو یہ جانتے ہوئے کہ یہ کوتاہیاں کریں گے، سید الانبیاء بنانے میں کیا اللہ تعالیٰ سے بھی کوتاہی ہوگئی تھی؟ واحیرتاہ۔

(۳) **آمدم برسر مطلب** قرآن مجید میں حضور ﷺ کی طرف اضافت سے واقع لفظ ذنب کے غلط اور کفریہ معنی کرنے والے بعض شاہی و خارجی علما کی مختصر نشاندہی کے بعد اب ہم نے جس رسالہ "مغفرت ذنب" کے ابطال کے لئے قلم اٹھایا ہے اس میں موضوع بحث سورۃ فتح کی پہلی آیت انا فتحنالک (الآیۃ) کے جملہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما

تاخر میں لفظ لک اور لفظ ذنبک کا غلط ترجمہ کرنے والے یار بد بد ترود از مارے بد نام نہاد سنی علماء اور ان کے غلط استدلالات کا جائزہ لیتے ہیں۔

بظاہر یہ فساد مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کے رسالہ "مغفرت ذنب" سے رونما ہوا ہے۔ مگر پوری تحقیق کے بعد ثابت ہو گیا ہے کہ محمد زبیر نے یہ سارا مواد مولوی غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ سے اکٹھا کیا ہے اور اس سعیدی نے اپنے استاذ جناب احمد سعید شاہ صاحب کا ظمی ملتانی کے ترجمہ قرآن "البیان" میں حضور علیہ السلام کے لئے بظاہر خلاف اولی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے یہ سب پاپڑ بیلے ہیں۔ اب پوری دنیائے اسلام کا معتمد علیہ اور ہر مفسدہ سے محفوظ و اول آخر پاک ترجمہ "کنز الایمان" پڑھئے۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ (پارہ ۲۶ سورہ فتح)	بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں لیغفر لک میں لک والا لام تعلیلیہ بہ معنی سبب ہے اور ذنبک میں ذنب سے مراد پیروکاران و متبعین لے کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے جن کی تعبیر اگلوں پچھلوں سے کی گئی ہے لام کے تعلیل کے لئے ہونے اور ذنب بہ معنی تابعین کی مزید تشریح آگے آ رہی ہے۔

یہاں شرعاً و عقلاً فقط اور فقط یہی مفہوم متعین ہے۔ اس صراط مستقیم کی پٹری سے اتر کر کوئی بھی اردو ترجمہ خواہ وہ میڈ ان دہلی ہو یا دیوبند یا امرتسر یا جالندھر یا ملتان، لام تعدیت کا بنا کر اس کا ترجمہ "معاف کر دے۔ آپ کے یا آپ کے لئے" کرنا اور ذنب کا معنی "گناہ یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ" کرنا، پھر اسے حضور علیہ السلام کی طرف اضافت سے "آپ کے" کہنا غلط اور قطعاً غلط ہے۔ اب جناب احمد سعید شاہ صاحب کا ظمی ملتانی کا مجموعہ تضادات ترجمہ بھی پڑھ لیجئے۔

انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ (پارہ ۲۶ سورہ فتح)	اے حبیب بیشک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ سب کام جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورت ذنب ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے بھی افضل ہیں۔ (البیان)

یہ ترجمہ ہے یا کسی میلاد شریف کا وعظ؟ پوری جماعت اہل سنت کا متفق علیہ اور صحیح ترجمہ "کنز الایمان" چھوڑ کر اس قدر لمبی تقریر جھاڑنے کی آخر کیا مجبوری تھی؟ پٹڑی سے اترنے اور خطرات میں گھر جانے والوں کو آخر اِدھر اُدھر ہاتھ مارنے ہی پڑتے ہیں۔

کاظمی صاحب خلاف اولیٰ تو نہیں مانتے مگر اس کے ساتھ بظاہر کی پچر سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خلاف اولیٰ تو نہیں، ہاں بظاہر خلاف اولیٰ کام کئے تھے جو قابل معافی تھے اور صلح حدیبیہ کے بعد بشارت فتح مکہ کے وقت آپ کی ۵۹ سال کی عمر شریف تک ہوچکنے والے وہ قابل معافی، اس کے بعد بھی جو خلاف اولیٰ کام آپ نے تا وفات مبارک کرنے تھے معاف کر دیئے گئے۔ تھانوی نے خطاء صوری کہا، کاظمی صاحب پہلے ایڈیشن میں صورۃ گناہ اور دوسرے میں صورۃ ذنب کہہ رہے ہیں۔ اس نے شان ارفع بولا، یہ کمال قرب بتا رہے ہیں۔ وہ عبادت کہہ رہا ہے، یہ حسنات بول رہے ہیں۔ وہ بھی معاف فرمادے کہتا ہے، یہ بھی معاف فرمادے لکھ رہے ہیں۔ حضور تاجدار مظہریت حسن ذات حق ﷺ سے قابل معافی کام سرزد ہونے پر دونوں متفق ہیں۔

کاظمی صاحب ہمارے محترم اکثر علوم میں ماہر ذکی الذہن بزرگ تھے۔ ان کی تقریری و تحریری ملی خدمات کے بھی ہم معترف ہیں مگر ان کے اس ترجمہ میں حضور ﷺ کے لئے لفظ "معاف فرمادے" اور آپ کے "بظاہر خلاف اولیٰ" کے الفاظ سے ہمیں اختلاف ہے۔ اور شائد یہ الفاظ ان کے کسی معاون و کاتب مسودہ ترجمہ کی غلطی یا سہو ہے۔ ان کے مریدین و تلامذہ ضد نہ کریں! جوش کی نہیں ہوش کی ضرورت ہے۔ تھانوی جیسے گستاخ نے تو لکھنا ہی تھا، کاتب "البیان" نے یہ لکھ کر پوری سنیت کے سینہ میں یہ خنجر پیوست کیوں کیا؟ اس کے ترجمہ کے پانچوں الفاظ معیار سے گرے ہوئے ہیں:

(۱) "معاف فرمادے" یہ الفاظ قطعاً شان نبوی کے خلاف ہیں۔ معافی جرم کی ہوتی ہے، حسنات کی نہیں۔ من جآء بالحسنت فله عشر امثالها نص قطعی اس پر شاہد عادل ہے کہ نیکیاں بڑھائی جاتی ہیں، مٹائی نہیں جاتیں۔

(۲) "بظاہر خلاف اولیٰ" بھی غلط ہے۔ کیونکہ جس طرح محمد قاسم نانوتوی کی عبارت مندرجہ "تحذیر الناس" میں اس کے جملہ "پھر مقام مدح میں ولکن رسول الله وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" کی تصریح سے پہلے اس کی عبارت کے ابتدائی حصہ میں اس کے الفاظ "تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" میں قید بالذات کچھ بھی مفید نہیں۔

کاظمی صاحب کے الفاظ "معاف فرمادے" کے بعد خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر

کی قید بھی قطعاً مفید نہیں ۔ کیونکہ بہر حال بڑی ہو یا چھوٹی ، معافی غلطی کی ہی ہوتی ہے ۔ نیکی کی نہیں ۔ اور مفتی محمد اقبال صاحب اپنے حالیہ فیصلہ مکتوب قلمی ص ۲۴ پر حضور ﷺ کے لئے بغیر قید لفظ بظاہر کے فقط خلاف اولیٰ بھی اپنا اور تمام ۲۵ سعیدیوں کا واجب مسلک لکھ چکے ہیں (مکتوب قلمی کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)

حالانکہ صاحب شرح عقائد جن کے حوالے سے مفتی صاحب خلاف اولیٰ کو واجب قرار دے رہے ہیں ، کے کئی اقوال خود متنازعہ فیہا ہیں ۔ دیکھو "نبراس شرح شرح عقائد" ایسے اقوال سے کچھ واجب نہیں ہوتا ۔ صاحب شرح عقائد کو والا فمحمول علی ترک الاولیٰ کی بجائے یوں کہنا چاہئے تھا و الا فھو من المتشابهات لا یعلم تأویله الا الله نیز صاحب شرح عقائد یہ اس وقت لکھ رہے ہیں جب انبیا کی طرف مضاف لفظ ذنب وغیرہ کی کوئی اور صحیح توجیہہ نہ ہو سکے حالانکہ اس کی کئی اور توجیہات صحیحہ بھی ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی بھی ترجمہ میں ایک صحیح تاویل کر چکے ہیں۔

(۳) لفظ کمال قرب کے بعد " صورۃ ذنب " کا لفظ بھی غلط ہے ۔ بخاری کی مشہور حدیث یتقرب الی العبد بالنوافل سے واضح ہے کہ کسی امتی کو قرب حاصل ہو جائے تو اس کے سمع، بصر، ید اور رجل ، اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں ۔ تو واسطہ ، قرب الٰہی بلکہ تعین و مقرب الیہ قرب ذات حق ﷺ سے باوجود مصدر قرب الٰہی ہونے کے بھی اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد ہوتے رہیں تو آپ کی باطناً و ظاہراً مرکزیت کو کمال قرب مان کر آپ کے افعال مبارکہ کو ظاہراً و صورتاً ذنب بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ کہنا بھی غلط ہے۔

(۴) "حسنات الابرار سے بھی افضل ہیں" کا جملہ بھی محل نظر ہے ۔ اس لئے کہ یہ الفاظ ابو سعید خراز کے مقولہ حسنات الابرار سیات المقربین کی طرف مشیر ہیں اور یہ مقولہ امت کے ابرار و مقربین کے لئے ہے ، نبی کے لئے نہیں ۔ اور اس مقولہ کی رو سے مقربین کا درجہ ابرار سے بالا ہے ۔ مقربین کے حسنات ابرار کے حسنات سے فاضل ہوتے ہیں (روح المعانی سورۃ مطففین) تو کاظمی صاحب کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ حقیقتاً حسنات المقربین سے بھی افضل ہیں ۔ کوئی راضی ہو یا ناراض ہم برملا کہتے ہیں کہ اس ترجمہ کا یہ سب لفظی گورکھ دھندا بارگاہ رسالت میں سوء ادبی ہے۔

(۵) انکا "بظاہر" کا لفظ بھی نا مفید ہے۔ کیونکہ بظاہر سے ان کی مراد اگر افعال مبارکہ تعبیر

ظاہرہ ہیں تو آپ کی حقیقت محمدیہ کے متعلق یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی اے ابوبکر میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں ، فرمان نبوی (بحوالہ الحدیقۃ الندیہ ، علامہ عبدالغنی نابلسی) کتب قوم میں موجود ہے تو امت کے لئے اسوۂ حسنہ آپ کے ظاہر افعال مبارکہ میں ہی ہے۔ امام قاضی عیاض نے "شفاء" میں اورامام قسطلانی نے "مواہب اللدنیہ" میں تصریح کی ہے کہ وھو ﷺ تجری احکامہ علی الظاھر یعنی حضور ﷺ کی شریعت ظاہر افعال پر ہی جاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو آپ کے افعال مبارکہ ظاہرہ کی اتباع اور انہیں میں اسوۂ حسنہ کی ہدایت فرمائی ہے ۔ آپ کی شریعت سب شرائع سے اولیٰ شریعت ہے' اگر آپ خلاف اولیٰ کریں تو آپ کی شریعت اولیٰ از شرائع نہیں رہے گی ۔ صحابہ کرام آپ کے ہر فعل ظاہری کی ہی اقتدا کرتے تھے ، آپ نے انگوٹھی مبارک اتاری تو سب نے اتار دیں نیز خلعوا نعالھم حین خلع نعلہ (شفاء ج ۲ ص ۱۴۶) ابن عمرو کو فرمایا کہ رضا و غضب دونوں حالتوں میں میرا کلام لکھ لیا کرو (شفاء ج ۲ ص ۱۲۳) اگر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ افعال سرزد ہونے کا امکان ہوتا توامت کو فرما دیا جاتا کہ نبی کے ہر فعل کے بارے میں پہلے چیکنگ کرلینا کہ وہ اولیٰ کر رہے ہیں یا خلاف اولیٰ ،پھر ان کی اتباع و اقتدا کرنا۔

ترجمہ منسوب بہ طرف کاظمی صاحب کے مجوزہ "بظاہر خلاف اولیٰ کام" ماتقدم یعنی آپ کر چکے اگر مان لئے جائیں تو سارا نظام شریعت مشکوک ومفلوج ہوتا ہے اور امت کا نبی پر سے اعتماد متزلزل ہوتا ہے ۔لہٰذا بظاہر کی یہ توجیہہ تو قطعاً باطل و مردود ہے اور اگر بظاہر سے کاظمی صاحب کی مراد یہ ہے ۔ اور ان کا آخری فقرہ " حقیقتاً حسنات الابرار سے بھی افضل ہیں" اس پر قرینہ بھی ہے کہ کام تو حضور ﷺ کے سب اولیٰ ہی تھے مگر دیکھنے والوں کو خلاف اولیٰ نظر آتے تھے تو یہ غلطی حضور ﷺ کی نہ ہوئی بلکہ غلطی ان کج نظروں کی ہوئی تو معافی حضور ﷺ کو نہیں بلکہ ان غلط بینوں کو ہونی چاہیے تھی ۔کرے کوئی اور بھرے کوئی ۔

کہاں وہ فلسفہ ، عشق نبی ،نکتہ فراوانی عمر کے آخری حصے یہ آخر حادثہ کیا ہے
کسی کی غلط بینی پر ملے معافی پیغمبر کو تمہارا عدل یہ ہے تو بتاؤ پھر جفا کیا ہے

افسوس کہ یہ ترجمہ "البیان" کاظمی صاحب کی وفات کے بعد ہماری نظر سے گزرا ورنہ شائد ہماری اپیل پر خود کاظمی صاحب ان الفاظ سے رجوع کر لیتے۔ اس

لئے کہ اولیٰ اور خلاف اولیٰ ضدین ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اولیٰ ہونا نص قطعی النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم (پارہ ۲۱ سورۃ احزاب رکوع ۱ آیت ۶) سے ثابت ہے قرآن مجید کے اس عام حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بباطن بھی اولیٰ ہیں اور بظاہر بھی اولیٰ ہیں اور آپ کا ہر ظاہر کام بھی اولیٰ ہے۔ لہذا آپ اولیٰ ﷺ سے بباطن یا بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد نہیں ہوسکتا ، اس لئے کہ الضدان لا یجتمعان۔ اولیٰ و خلاف اولیٰ جمع نہیں ہو سکتے ورنہ سلب الشیئ عن نفسہ لازم آئے گا کہ اولیٰ خلاف اولیٰ کرکے اولیٰ نہ رہے۔ بباطن و بظاہر اولیٰ ﷺ کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ کا لفظ نص قطعی قرآن مجید و احادیث مرفوعہ نبویہ کے خلاف ہے۔ کاظمی شاہ صاحب جیسے مداح رسول اور متبحر عالم سے عمر کے اس آخری پیٹے میں حضور ﷺ کیلئے بظاہر خلاف اولیٰ اور معافی کے الفاظ ایک عظیم حادثہ اور قیامت سے کم نہیں شائد یہ الفاظ کاظمی صاحب کی طرف غلط منسوب ہیں جس کا ہم ابھی ذکر کرتے ہیں نیز یہ کہ کسی بھی لغت کی کتاب میں ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ نہیں لکھا گیا ، یہ ایک غلط تاویل کی گئی ہے۔ تاویل ترجمہ نہیں بن سکتی مراد بن سکتی تھی مگر یہاں مراد بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ خلاف اولیٰ خود ممنوع شرعی و باعث غضب الٰہی کام ہیں جیسا کہ مفصلاً آئندہ صفحات میں آپ اپنی آنکھوں سے پڑھنے والے ہیں اور بظاہر کا ترلہ بھی بے کار ہے کیونکہ کاظمی صاحب کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام معاف کئے گئے جو حقیقتاً تو اولیٰ (بہتر) تھے مگر بظاہر یعنی دیکھنے میں خلاف اولیٰ (نہ بہتر) نظر آتے تھے۔ تو یہ توجیہ بھی غلط ہے کیونکہ لوگوں کے دیکھنے میں بھی نہ بہتر، معیوب و ناپسندیدہ کام کرنے سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔ امام قاضی عیاض کے قول والخساسۃ کی تشریح میں امام خفاجی لکھتے ہیں خسیساً فی اعین الناس یعنی جو لوگوں کی نظروں میں ہلکے کام ہوں، نبی ان سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ آگے امام قاضی عیاض کہتے ہیں وھذا ایضاً مما یعصم منہ الانبیاء اجماعاً (نسیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۰) یعنی مزیل حشمت ومتانت و وقار ونا مناسب کاموں سے نبیوں کے معصوم ہونے پر بھی اجماع امت ہے۔ تو لوگوں کی نظروں میں ظاہر خلاف اولیٰ ممنوع شرعی و باعث غضب الٰہی کام کا حضور ﷺ کو مرتکب اور پھر اس کی معافی بارگاہ سید الانبیاء ﷺ میں بہت بڑی جسارت اور سنگین گستاخی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ قرآن "البیان" کے متعلق محرر سطور کی رائے یہ ہے کہ "البیان" میں سورۃ فتح کی پہلی آیت مذکورہ کا ترجمہ مذکورہ جو ہمارے نزدیک درست نہیں۔ ترجمہ

قرآن میں کاظمی صاحب کے مشیر ومعاون وکاتب ترجمہ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی محمد اقبال صاحب کی غلط کارروائی کا شاخسانہ ہے۔ حضرت کاظمی صاحب مرحوم جیسا وسیع العلم علامۂ زمان و عاشق رسول محدث اس سے بری الذمہ ہے کیونکہ مفتی صاحب مذکور اپنے حالیہ فیصلہ بابت تنازعہ علمائے اہل سنت و مولوی محمد زبیر حیدر آبادی (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں "البیان" میں اس ترجمہ کے درج ہونے کی ایک وجہ تو یہ لکھتے ہیں:

> تفسیر رازی میں اس قول کے مختار ہونے کو متعلقہ آیت سے آگے چل کر لکھا تو میری توجہ نہیں ہو سکی جب کہ حضرت کے بڑھاپے کے باعث حوالے نکالنا میری ذمہ داری تھی (فیصلہ قلمی ص ۳۵)

مفتی صاحب کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہاں یہ ترجمہ امام رازی کی تفسیر کبیر میں درج تمام توجیہات میں سے امام رازی کی مختار و پسندیدہ توجیہہ کے مطابق کرنا تھا اور رازی نے متعلقہ آیت لیغفرلک اللہ (الآیۃ) میں حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ کاموں کی حضور ﷺ کے لئے بخشش کی توجیہہ تو آیت کے موقعہ پر لکھ دی جو میں نے دیکھ کر کاظمی صاحب کو سنا دی اور لکھ دی گئی مگر رازی نے اپنی مختار و پسندیدہ توجیہہ کہ یہاں بخشش سے حضور کے سبب سے حضور کی امت کے مؤمنین کے بخشش ہی مراد ہے۔اس مذکورہ آیت کی تفسیر سے آگے چل کر لکھی اور میں اس کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے رازی کی مختار توجیہہ کاظمی صاحب کو نہ سنا سکا تو "البیان" میں درج یہ ترجمہ میری عدم توجہ کی وجہ سے لکھ دیا گیا اور پسندیدہ و مختار ترجمہ چھوٹ گیا۔حالانکہ رازی نے آگے چل کر لیدخل المؤمنین والی آیت میں بھی یہ مختار توجیہہ بالفاظ علیٰ ما قلنا المراد ذنب المؤمنین کے لفظ قلنا سے اس متعلقہ آیت لیغفر کے ذکر میں ہی مذکور اول توجیہہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو یہ ہے کہ یہاں بخشش سے حضور ﷺ کے ذنب کی بخشش مراد نہیں بلکہ آپ کی امت کے مؤمنین کے ذنب کی بخشش مراد ہے اور سورۃ محمد میں بھی پہلی توجیہہ یہی ہے احدھما ان یکون الخطاب معہ والمراد المؤمنون اور سورۃ مومن میں بھی توجیہہ ترک افضل کے بعد چوتھی سطر میں واستغفر لذنب امتک موجود ہے اور پھر اب تو مدت سے مفتی صاحب کو رازی کی اس مختار توجیہہ کا علم ہو چکا ہے ،اب وہ اسے کیوں صحیح نہیں کراتے؟ بلکہ اسے اپنا اور سب سعیدیوں کا واجب مسلک قرار دے رہے ہیں،دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ دوسری وجہ مفتی صاحب یہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے "البیان" میں اعلیٰ حضرت کا ترجمہ "آپ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش" چھوڑ کر

حضور کے لئے آپ کے خلاف اولیٰ کاموں کی بخشش کا ترجمہ اس لئے لکھا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر خصوصاً اس آیت کے ترجمہ میں اعلیٰ حضرت کے الفاظ "آپ کے سبب سے" الخ۔ کی وجہ سے سعودی عرب کے وہابیوں نے پابندی لگادی تھی۔ اگر ہم بھی ایسا ترجمہ لکھ دیتے تو اس پر بھی پابندی لگ جاتی۔ بایں وجہ ہم نے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ چھوڑ کر یہ ترجمہ کر دیا (فیصلہ قلمی ص ۳۵)

واضح رہے کہ "البیان" میں درج یہ ترجمہ خوارج وہابیہ کے مرکزی مفسر محمد علی شوکانی کی تفسیر "فتح القدیر" میں پسندیدہ والمراد خلاف الاولیٰ (فتح القدیر ج ۵ ص ۳۴) کے عین مطابق کیا گیا ہے۔ اولیاء اللہ اور اعلیٰ حضرت کی پسندیدہ توجیہہ چھوڑ کر پابندی سے بچنے کے بہانے اولیٰ ذات اقدس حضور ﷺ کو خلاف اولیٰ ماتقدم۔ اگلے ہو چکے کہہ کر گناہ کا مرتکب بنا کر مفتی صاحب نے وہابیت کی ترجمانی کی ہے اور کاظمی صاحب کے عشق رسول کو داغدار کیا ہے۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ میں مفتی محمد اقبال صاحب کا اقبال جرم | کاظمی صاحب کے ترجمہ قرآن "البیان" کے ۲ ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ پہلے میں اسی آیت کے ترجمہ میں "صورتاً گناہ" کا لفظ تھا۔ کاظمی صاحب کی وفات کے بعد دوسرے ایڈیشن میں "صورۃ ذنب" کا لفظ آیا ہے۔ یہ تبدیلی کیوں کی گئی؟ اس کے متعلق حق ناحق جھگڑنے کے لئے انوار العلوم کے پالے ہوئے یہ رستم زماں مفتی محمد اقبال صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تبدیلی "مقدمہ البیان" میں آپ کی ہدایت کے مطابق کی گئی ہے اور وفات کے بعد حضرت کاظمی صاحب مجھے خواب میں ملے اور فرمایا کہ "گناہ" کا لفظ درست نہیں۔ اس لئے میں ذنب کا معنی گناہ سمجھنے سے باز آیا۔ جس سے واضح ہے کہ مفتی صاحب خواب سے پہلے حضور ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ صحیح سمجھتے تھے تو شائد پہلے ایڈیشن میں آپ کاتب نے ہی گناہ لکھا ہوگا۔

حالانکہ صورۃ ذنب کا لفظ بھی آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کے مفہوم میں یہاں غلط ہے۔ علاوہ ازیں ترجمہ میں پہلے گناہ کا لفظ کس نے گھسیڑا؟ فرماتے ہیں کہ "وہاں لفظ گناہ سہو کاتب سے ہے" (مکتوب قلمی ۲۰ صفحے والا ص ۱۲۔ فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)

پہلے کاتب خود مفتی صاحب تھے جن سے کاظمی صاحب نے لکھوایا، دوسرا کاتب خوشنویس تھا جس نے اسے طباعت کے لئے تیار کیا۔ میرے خیال میں تو کوئی بھی خوشنویس لفظ بدلنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ اول کاتب ترجمہ مفتی صاحب کی ہی یادگار ہے۔ مفتی صاحب نے اگر خود گناہ کا لفظ نہیں لکھا یا لکھایا تھا تو وہ بتائیں کہ وہ لفظ کیا تھا جسے خوشنویس نے بدل کر "گناہ" لکھا۔ اور پھر وہ گناہ کا لفظ چھپا اور جگر گوشان کاظمی

صاحب اور مفتی صاحب نے وہ لفظ ''گناہ'' جس نے کوئی سلیمانی ٹوپی پہنی ہوئی تھی نظر نہ آیا۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کو فروخت کر کے حضور ﷺ کو لگے۔ ہو چکے کا ''صورتاً گناہ'' پڑھایا اور مال بنایا۔ بالآخر کاظمی صاحب کی نص یاد آئی تیز آپ بجائے اپنے سجادہ نشین کے ملنے کے اپنے مرید برحق مفتی صاحب سے ملے کہ ''گناہ کا لفظ درست نہیں''۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ جرم انہیں مفتی صاحب کا تھا جنہیں تنبیہہ کی گئی۔ بہر حال کاظمی صاحب کا ترجمہ جزوی طور پر ان کی وفات کے بعد بدلا جا چکا ہے کیونکہ وہ غلط تھا تو ''معاف کر دے آپ کے لئے آپ کے'' کے الفاظ کے بعد بے شک ترک کاتب لفظ صحابہ بسہو کاتب اگر صحابہ کا لفظ لکھ لیا جائے اور عبارت یوں ہو جائے کہ ''آپ کے صحابہ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام'' تو مفتی صاحب کے لئے اس کی جزوی اجازت ہو چکی ہے۔ ورنہ وہ اپنی عدم توجہ کی وجہ سے غلط ترجمہ کا اندراج مان چکے ہیں تو اس غلط کارروائی کے وہ ذمہ دار ہیں، جس کا ثبوت ہم دے آئے ہیں۔ حسن ظن محرر سطور حضرت کاظمی صاحب جیسا عاشق رسول تبحر عالم دین بارگاہ عصمت ﷺ میں ایسے نا مناسب لفظ نہیں بول سکتا۔

باقی رہا حالیہ فیصلہ میں کسی کام کی حقیقت حسنہ اور صورتاً خلاف اولیٰ کے جواز میں مفتی صاحب کی یہ مثال کہ ''میری صورت کا کوئی دوسرا آدمی میرے بیٹوں کا باپ نہیں ہو سکتا''۔ یہ مثال غلط اور قیاس مع الفارق ہے۔ مثال میں دو آدمی ہیں اور ممثل لہ میں ایک ہی ذات کا ایک ہی کام حقیقت میں حسنہ اور صورتاً ذنب کہا گیا ہے۔ فعل مخلوق ایک عرض حادث ہے اور اس کا مقتضی ہی اس کی حقیقت ہے۔ مقتضی اولیٰ ہو تو فعل صادر خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ سے خلاف اولیٰ مقتضی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ شیطان کی سازش سے پاک ہیں لہٰذا آپ کا کوئی فعل خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ مفتی صاحب ہوش کے ناخن لیں اور یہ کہہ کر کہ اس ترجمہ سے پہلے اس آیت کی توجیہہ مغفرت گناہ امت کا کاظمی صاحب کو علم ہی نہ تھا (جب کہ تمام تفاسیر میں اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں تو خصوصاً حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش کی ظاہر توجیہہ مذکور ہے) اور یہ کہہ کر کہ کاظمی صاحب نے سعودی عرب کے وہابیوں کی پابندی کے ڈر سے ایسا ترجمہ لکھوا دیا، اپنے استاذ اور مرشد برحق کی توہین نہ کریں۔

باتفاق اہل حقائق و عارفین ، گناہ و خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ صفات ممکنات و مظاہر واطوار عالم خارج سے ہیں ۔ مرتبہ وجود مطلق و مرتبہ حقائق و اعیان ثابتہ سے نہیں۔ وجود خارجی تجلی اسماء بر اعیان ثابتہ سے ہو یا اعدام پر بہر حال مرتبہ اسماء الٰہیہ کے بعد ہے اور اسما و شیونات الٰہیہ مستفیض از حقیقت محمدیہ ہیں ۔ حقیقت محمدیہ باتفاق اہل وحدۃ وجود و اہل شہود

مرتبہ اسماء سے متقدم ہے وتجلی ذات ہے۔ وجود ممکن حضرت محمد مصطفی ﷺ بھی اسی تجلی ذات یعنی الذات مع الوصف الاول اور التعین الاول للوجود المطلق کا ظہور خارجی وامکانی ہے۔ حقیقت محمدیہ کا مرتبہ اسمائے الٰہیہ سے متقدم ہے اور قرب ذات کے لئے عروجاً حد آخر ہے۔ اسی لئے قرب ذات اسی حقیقت محمدیہ سے قرب کا نام ہے ورنہ لاتعین ذات مطلق کے لئے ظروف قرب و بعد کا اطلاق نہ متصور ہے۔

اے بروں از وہم وقیل وقال من   خاک بر فرق سر وتمثیل من

لہٰذا حقیقت محمدیہ کا مرتبہ حکم گناہ و خلاف اولیٰ وغیرہ سے مقدم ہونے کی وجہ سے باطن یا بظاہر خلاف اولیٰ کا حضور ﷺ کے کسی فعل مبارک پر حکم کرنا غلط ہے۔ آپ ﷺ مظہر ذات ہیں، آپ کی حقیقت تجلی ذات ہے، آپ کا ممکناتی بیرونی وجود مسعود اسی حقیقت کا ظہور ہے۔ باہر وہی آتا ہے جو اندر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ اندرو باطن تجلی ذات و اولیٰ ہیں تو دنیا میں بھی اولیٰ ہیں۔ آپ کا وجود مبارک، آپ کا کوئی فعل مبارک ظاہر میں بظاہر خلاف اولیٰ نہیں ہوسکتا۔ بطون وظہور وجود کے مراتب ستہ (۱) احدیت (۲) وحدت (۳) واحدیت (۴) ارواح (۵) امثال (۶) اجساد میں سے اطلاق شر مرتبہ رابعہ ارواح سے شروع ہوتا ہے مگر روح محمدی مرتبہ ثانیہ تعین وتجلی اول سے فیضان لیتی ہے، مرتبہ رابعہ ارواح سے نہیں۔ لہٰذا اس کی حقیقت بھی اولیٰ۔ عنصریت و جسدیت مقدسہ بھی اولیٰ اور عنصریت مقدسہ کے تمام افعال مقدسہ بھی اولیٰ۔ صورۃ حقیقۃ بھی احسن، صورت عنصری انسانی بھی سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک اور افعال مبارکہ بھی۔

حسنت جمیع خصالہ   صلوا علیہ وآلہ

لہٰذا کاظمی صاحب کا ترجمہ مفتی محمد اقبال کی عدم توجہ کا شاخسانہ لازم التصحیح و بہ صورت موجودہ سوء ادبی ہے۔ کتابت ترجمہ کے وقت تو چلو مفتی صاحب کی توجہ اصل صحیح توجیہہ کی طرف نہ ہو سکی اور حضرت کاظمی صاحب کے ذہن میں بھی اس خلاف اولیٰ کی قباحت نہ آسکی مگر اب ہمارے مطالبہ و احتجاج کے بعد تو یہ قباحت عیاں ہو چکی ہے، اب کیوں ضد کی جا رہی ہے اور تصحیح کیوں نہیں کی جا رہی؟ انصاف باید۔ مفتی محمد اقبال صاحب خدا کا خوف کریں اور اسے صحیح کرائیں اور ہر صورت کنز الایمان کا ہی ترجمہ صحیح ہے جس کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب سے گناہ بخشے آپ کے نقش قدم پر چلنے والے بشارت فتح مکہ سے پہلے صحابہ کے اور اس کے بعد والے صحابہ کے۔ اس بخشش خاص سے غالباً عام امت کا کوئی تعلق نہیں، یہ ساری سورۃ حضرات صحابہ کرام کے شان میں نازل ہوئی ہے اور وہی ہی اس

مغفرت خاصہ و اجر عظیم سے مشرف ہوئے ہیں ہاں البتہ تمام امت کے لئے قرآن مجید کی متعدد دوسری آیات و احادیث مژدۂ بخشش سنا رہی ہیں۔

کاظمی صاحب کے الفاظ "بظاہر خلاف اولیٰ" اور "صورت ذنب" بتا رہے ہیں کہ ان کے نزدیک خلاف اولیٰ اور گناہ ایک ہی چیز ہیں کیونکہ خلاف اولیٰ پر لفظ "بظاہر" اور ذنب (گناہ) پر "صورۃ" کا ہم مفہوم لفظ برابر لایا گیا ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ و صورتاً گناہ کی معافی ترجمہ میں ظاہر کی گئی ہے۔ مجھے رب العزت کی قسم! کسی گھپلا اور ڈنڈی مارے بغیر ہمارا فرض ہے کہ ہم پوچھ لیں اور شاہ صاحب کے اتباع کا فرض ہے کہ وہ بتائیں کہ حضور علیہ السلام سے بظاہر و صورتاً گناہ کام جن کی بموقعہ حدیبیہ بمقام کراع الغمیم اللہ تعالیٰ کو آپ علیہ السلام کے لئے معافی کا اعلان کرنا پڑا۔ یہ کام آپ نے عمداً کئے تھے یا نسیاناً یا سہواً ہوگئے تھے۔ نسیاناً تو ہو نہیں سکتے کیونکہ نسیان دماغی عیب ہے اور غفلت سے ہوتا ہے اور آپ علیہ السلام اس سے پاک ہیں۔ اسی لئے آپ نے فرمایا لست انسی ولکن انسی لاسن (شفا، موطا امام مالک) یعنی میں بھولتا نہیں بلکہ کوئی حکم شرعی بتانے کے لئے مجھ سے کوئی کام چھڑا دیا جاتا ہے۔ لہٰذا آپ کو اللہ تعالیٰ کے کوئی کام چھڑا دینے کی صورت میں پھر آپ کو مجرم قرار دے کر معافی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر ایسے قابل معافی صورۃ گناہ کام آپ سے بقول مردود بعض علماء سہواً ہوئے تو سہو کسی اور کام میں مشغولیت کی وجہ سے ہوتا ہے (شفا) تو وہ شغل کسی بد کام کا تھا یا نیک کام کا؟ پہلی صورت کا قول تو کوئی بدانسان ہی کر سکتا ہے، مومن نہیں۔ اور اگر وہ مشغول فیہ کام نیک تھا اور کسی تشریعی ضرورت کی وجہ سے تھا تو نیکی اور تشریع کی معافی ہونا، کوئی بھی عقل سلیم اسے قبول نہیں کر سکتی لانه شغل عن طاعة بطاعة (شفا) اگرچہ ہمارے نزدیک آپ سہو سے بھی پاک ہیں اور اگر وہ بظاہر خلاف اولیٰ کام آپ نے عمداً کئے تو حدیث نبوی اذبنی ربی فاحسن تادیبی میری تمام سیرت و افعال کی تعلیم مجھے خود میرے رب نے سکھلائی اور بہت خوب سکھلایا، کا خلاف ہوگا کہ رب نے آپ کو اولیٰ بنا کر اولیٰ کام سکھلائے مگر آپ خلاف اولیٰ کرتے رہے۔ نیز آپ کی اقتدا مشکوک ہوگئی کیونکہ خلاف اولیٰ شرعاً ممنوع و باعث غضب الٰہی ہے۔ امت کو کیا معلوم کہ کس کام میں اقتدا کرے اور کس میں اقتدا نہ کرے۔ بہر حال لام تعدیہ کا لے کر ذنب کا معنی گناہ بتاویل آپ کا بظاہر خلاف اولیٰ کر کے کاظمی صاحب کے کسی کاتب نے عظیم غلطی کی ہے، جس سے ہم برأت کا اظہار کرتے ہیں اور تمام سنی حضرات کو خبردار کرتے ہیں کہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے مفتی محمد اقبال صاحب اور مولوی غلام رسول سعیدی

و محمد زبیر حیدر آبادی کے ان گستاخانہ خیالات سے بچیں اور ترجمہ "البیان" تا تصحیح نہ پڑھیں۔

کاظمی صاحب نے "البیان" کی ابتدا میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں کسی فروگذاشت پر اگر کوئی اہل علم مطلع ہو تو ہمیں مطلع کرے ہم اس کے دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دیں گے۔ محرر سطور کے مجبور دل نے ہی کاظمی صاحب کے جگر گوشوں سے بات چیت کے لئے مجھے کہا تو میں نے مورخہ ۷ مارچ ۱۹۹۹ء موضع کچی پکی برلب سڑک لڈن (بورے والہ) حافظ خادم حسین کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جگر گوشۂ غزالی زماں سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی سے اسی آیت مذکورہ کے اسی ترجمہ کی فروگذاشت پر گفتگو کی تھی۔ جو مایوس کن بات چیت ہوئی، سن لیجئے:

محرر سطور | شاہ صاحب! آپ کے والد کاظمی صاحب نے "البیان" میں آیت لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر کا ترجمہ کیا ہے" تاکہ اللہ معاف فرما دے آپ کے لئے آپ کے اگلے اور پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ کام۔ الخ" حضور علیہ السلام کے لئے "معاف فرما دے" اور "آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام" یہ دونوں الفاظ سنگین اور کسی بھی حساس ذہن کے لئے نا قابل برداشت ہیں۔ کیونکہ معافی جرم کی ہوتی ہے اور بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی ظاہراً و باطناً اولیٰ ذات کے لئے کہنا سوء ادبی ہے اور حدیث ادبنی ربی فاحسن تادیبی کے خلاف ہے۔ سیرت افعال کا نام ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ و افعال مبارکہ اللہ تعالیٰ نے سکھائے اور پھر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ بظاہر گناہ سرزد ہو، ایسا کہنا سکھانے والے اور سیکھنے والے پر سراسر ظلم ہے۔

جگر گوشہ صاحب | روح البیان والے نے ایسی توجیہہ کی ہے۔ لہٰذا ابا جی کا ترجمہ درست ہے۔

محرر سطور | حضور علیہ السلام کی عصمت اجماع سے ثابت ہے۔ مگر مفسرین کے اقوال و توجیہات اصول شرع و ادلہ اربعہ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس۔

میں سے کوئی بھی حجت نہیں کہ اجماع کو باطل کر سکے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں بعض مفسرین کا یہ قول بھی لکھا ہے کہ و وجدک ضالاً فھدیٰ کا مطلب یہ ہے کہ معاذاللہ آپ علیہ السلام نزول قرآن تک یعنی ۴۰ سال کی عمر تک کافر رہے تھے۔ کیا مفسرین کی یہ توجیہہ بھی مان لی جائے گی؟ تفسیر روح البیان و روح المعانی والے کی یہ توجیہات خود مردود ہیں، حجت نہیں۔

جگر گوشہ صاحب | تو اچھا پھر آپ ابا جی کو بھی انہیں میں شمار کر لیجئے (مسکرا کر)

محرر سطور | تو پھر آپ کاظمی صاحبان کے نزدیک بھی حضور ﷺ سے ایسے کام ہو گئے تھے جو قابل معافی تھے۔

جگر گوشہ صاحب | ہاں ہوئے تھے۔

محرر سطور | کیا کوئی کام آپ دکھا سکتے ہیں؟ کہ حضور ﷺ سے بظاہر خلاف اولیٰ و نا مناسب کام ہوا ہو جس کی معافی کی ضرورت ہو؟

جگر گوشہ صاحب | سورۃ عبس وتولیٰ سے ظاہر ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کی طرف آپ کا توجہ نہ فرمانا ایسا کام تھا۔

محرر سطور | عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی تھے، کوئی شی پوچھنا چاہتے تھے، وہ نہ دیکھ سکے کہ حضور ﷺ بسلسلہ دعوت ایمان کفار سے مصروف کلام ہیں۔ خلاف آداب گفتگو انہوں نے حضور کو مخاطب کیا تو آپ نے کفار سے فرمودات جاری رکھے۔ کیونکہ ایک مسلمان کو کوئی مسئلہ بتانے سے کفار کو دعوت اسلام کا معاملہ اہم تھا۔ سورۃ عبس نازل ہوئی اور اسی عبداللہ کو جسے حضور نے بصیر فرمایا تھا، بوجہ اس کی کلام نبوی میں خلاف اداب کلام مداخلت کے اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر اعمیٰ اندھا فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ کا کام ہی خلاف اولیٰ تھا۔ آپ ﷺ کا فعل مبارک بر محل و اعلیٰ و اولیٰ تھا۔ اعمیٰ کہنے میں تنبیہ عبداللہ کو ہوئی ہے، حضور ﷺ کو نہیں۔

اس پر جگر گوشہ صاحب یہ کہہ کر کہ "نماز پڑھتے ہیں" اٹھ کھڑے ہوئے اور بات مایوسیوں سے ہمکنار ہوتی ہوئی وہیں ختم ہو گئی۔ ان جگر گوشہ کاظمی صاحب نے اپنے ابا جی کے مذکورہ ترجمہ کی تائید میں روح البیان کی جس توجیہہ کا حوالہ دیا تھا۔ ہم آئندہ مولوی محمد زبیر کی پسندیدہ توجیہات اور ان کے حشر کے ذکر میں دکھانے والے ہیں۔

فیصلہ کن مرحلہ

(۱) کاظمی صاحب کی طرف منسوب غلط ترجمہ میں خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر کی قید سے انہیں تسلیم ہے کہ یہ بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی چونکہ صورت ذنب ہیں لہٰذا آپ ﷺ کے مرتبہ کمال قرب کی وجہ سے یہ کام اچھے سے اچھے نہیں۔ اس لئے قابل معافی ہیں اور ان کا جملہ "تا کہ معاف کر دے آپ کے لئے۔ آپ کے، اس پر شاہد ہے۔

(۲) حضور ﷺ بحوالہ فرمان نبوی انا اولی الناس اور بشہادت عبارت نص قطعی النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم مطلقاً، باطناً و ظاہراً اولیٰ ہیں۔ لہٰذا آپ کے لئے بظاہر خلاف اولیٰ

کی معافی کا تصور غلط ہے۔ آپ ﷺ نور ہیں۔ خلاف اولیٰ بھی اگر نور ہے تو معافی کیسی؟ اگر ظلمت ہے تو نور سے ظلمت کا صدور کیسے؟

(۳) فرمان نبوی ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام افعال زندگی کی خود تعلیم دی اور ساری مخلوق میں سے مجھے احسن سیرت وافعال وصورت والا پیدا فرمایا۔ اب بھی حضور ﷺ سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہوں اور اللہ تعالیٰ کو معافی دینی پڑے، تو یا تو معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو احسن افعال پیدا کرنے میں کمی رہ گئی اور یا معاذاللہ آپ ﷺ میں کمزوری تھی کہ آپ حسن نہ بن سکے، یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ لہٰذا آپ کے لئے کاظمی صاحب کا جملہ "معاف کردے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام" باطل و مردود ہے۔

(۴) مترجم "البیان" کے نزدیک بھی بظاہر خلاف اولیٰ کام قابل معافی تھے اور قابل معافی کام احسن نہیں ہوسکتے۔ حسان بن ثابت کا فیصلہ واحسن منک لم ترقط عینی (بخاری شریف) کہ میری آنکھ نے آپ سے احسن کبھی نہیں دیکھا۔ اور خود احسن الخلق ذاتاً و افعالاً ﷺ کا فرمان فاحسن تادیبی (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴۔ صحیح) اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرا سب کچھ بہتر بنایا، صحیح حدیث ہے۔ ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ کاظمی صاحب کا ترجمہ "معاف کردے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام" غلط و مردود ہے۔ کیونکہ معافی احسن کی نہیں ہوسکتی، ظاہراً ہو یا باطناً قبیح امر کی ہوتی ہے۔

(۵) حضور ﷺ کے تمام ظاہر افعال بھی احسن ہیں۔ اگر کسی کو وہ احسن نظر نہیں آتے تو وہ صرف اس کج بین کی نظر کا دھوکہ ہے۔ پوری جماعت اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے الا التھانوی و المفتی (الاستثناء منقطع اولا ومتصل ثانیا) حضرت کاظمی صاحب کے صاحبزادگان اپنی تقریروں میں ان کے حوالے سے کہا کرتے ہیں کہ ابا جی فرماتے تھے تو ابا جی نے مقدمہ "البیان" میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ترجمہ البیان میں کوئی فرو گذاشت ہوگئی ہو تو اسے صحیح کر دیا جائے۔ خود مفتی محمد اقبال صاحب کے بیان کے مطابق جو گذر چکا ہے۔ مفتی صاحب کی عدم توجہ کی وجہ سے یقیناً فروگذاشت ہوئی ہے۔ صاحبزادگان حضرت کاظمی صاحب کے عشق رسول کی لاج رکھتے ہوئے توجہ کریں اور ترجمہ ہماری تجویز کے مطابق جو گذر چکی ہے یا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے مطابق ترجمہ صحیح کرادیں۔ جب کہ دوسرے ایڈیشن میں کچھ بدلا بھی جا چکا ہے۔ صاحبزادگان و مفتی صاحب عزت رسول ﷺ کو معافی اور بظاہر خلاف اولیٰ سے متنازع فیہا نہ بنائیں۔

کاظمی صاحب کے ترجمہ میں "معاف فرمادے آپ کے لئے" اور "آپ کے بظاہر

خلاف اولیٰ کام" کے الفاظ کی تمام ممکنہ توجیہات میں ہم نے بارہا غور کیا ہے، ہمارے ذہن میں اس کی کوئی بھی لائق شان نبوت توجیہہ نہیں آسکی۔ اس سلسلہ میں مزید افہام و تفہیم کے لئے ہم نے مولانا سید حامد سعید شاہ صاحب کاظمی سے رجوع کیا تو انہوں نے تفسیر "روح البیان" و "روح المعانی" کے حوالہ سے ٹال دیا، جب کہ ان مفسرین کی توجیہات خود ہمارے نزدیک متنازع فیہا ہیں جیسا کہ آئندہ آپ پڑھ لیں گے۔

پھر حضرت مولانا سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی، انہوں نے اپنے مدرسہ کے مفتی محمد اقبال صاحب کے سپرد کردیا، وہ ہمیں مبشرات سناکر ہم پر لال پیلے ہونے لگے اور بجائے افہام و تفہیم کے اپنی پرانی پولیسانہ پالیسی کے مطابق کہ آدمی کو پہلے ریکاؤ اور اگر وہ نہ ریکے تو خود ریک جاؤ۔ چنانچہ مفتی صاحب نے پہلے ۳۸ صفحات پر مشتمل مکتوب میں (جس کی فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے) میں مولوی محمد زبیر حیدر آبادی کو لفظ گناہ پر ریکایا اور جب اس نے ترجمہ "البیان" کاظمی صاحب میں آپ کے مجوزہ خلاف اولیٰ کا لٹھ اٹھا کر آپ کی مالش کردی تو محمد زبیر کے سامنے خود ریک کر حالیہ اپنے فیصلہ آمدہ از حیدر آباد میں حضور ﷺ کے لئے گناہ لکھنے والوں کو ولی اللہ اور اہل سنت وجماعت قرار دے دیا اور محمد زبیر کے بقلم خود منکر اجماع ہونے کی نشاندہی کے باوجود اس کے پکے سنی ہونے کی ڈگری دے دی (فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)۔

مجھے بھی مجھ پر متعلقہ وغیر متعلقہ ۳۵ سوالات بناکر اپنا علمی تبحر جھاڑنے لگ گئے اور اس پر طرہ یہ کہ میرے خدشات کا جواب دیئے بغیر مجھ پر الٹے سیدھے سوالات کی علمی نمائش اور اپنے مرشد کا حق بیعت اداکرنے کے لئے ان کے ترجمہ "البیان" میں اپنے مجوزہ ومقررہ ترجمہ حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ پر میرے خدشات کی نقول خود پورے ملک میں ارسال کردیں تاکہ مفتی کے علامۃ الدہر ہونے اور مرشد کے ترجمہ کے متنازع فیہا ہونے کی وہ خود خدمت کرسکیں۔ لہٰذا جگر گوشگان کاظمی سے ۳ بار مایوس ہوکر اور مفتی صاحب کی جارحانہ حرکات سے مجبور ہوکر جواب النشر بالنشر کے لئے یہ چند سطور مجبوراً لکھ رہا ہوں۔

علاوہ ازیں مفتی صاحب رضوی بھی ہیں اس لئے مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کی مخالفت میں کسی بھی ترجمہ کی حمایت کا انہیں پورا پورا حق حاصل ہے۔ اور ایک دفعہ عزیز محترم حضرت مولانا سید احمد کمال شاہ صاحب مہتمم مدرسہ فیض العلوم فقیر والی کے ذریعہ مولانا سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی سے بات چلانے کی کوشش کی

تو ارشد صاحب نے احمد کمال شاہ صاحب سے یہ کہہ کر بات آئی گئی کردی کہ لباجی کا ترجمہ کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے، رد کرتا ہے تو کرتا پھرے ، ہماری صحت پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

محرر سطور کے نزدیک چونکہ کاظمی شاہ صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ سے حضور سرورِ کونین ﷺ کی عصمت وعظمت پر اثر پڑتا ہے، لہٰذا ہم مولوی ولی اللہ و رفیع الدین و عبدالقادر دہلوی ، اشرفعلی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، فتح محمد جالندھری، ثناء اللہ امرتسری، مولوی مودودی، مولانا سید کرم شاہ صاحب ازہری کے غلط تراجم کی طرح مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی طرف غلط منسوب غلط ترجمہ'' ذنب بہ معنی بظاہر خلاف اولیٰ کی بھی تغلیط کرتے ہیں اور اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں ۔ تجلیٔ ذات اور خلاف اولیٰ؟ نور اور قابل معافی ظلمت خلاف اولیٰ؟ ایں چہ بوالعجبی است؟

ایک ضروری سوال آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کے کاظمی ترجمہ میں ایک اور قباحت بھی قیامت خیز ہے کہ حضور اکرم ﷺ بہ نص قطعی یٰسین ۔ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ ہمیشہ اور ہر حال ہی صراط مستقیم پر ہیں۔ اگر آپ سے بظاہر خلاف اولیٰ کا صدور اور اس کی معافی مان لی جائے (جیسا کہ کاظمی صاحب کے ترجمہ سے ظاہر ہے) تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جس وقت معاذ اللہ حضور سے بظاہر خلاف اولیٰ کام سرزد ہوا، اس وقت آپ صراط مستقیم پر رہے یا نہ۔ اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام بھی علیٰ الصراط المستقیم تھا تو اس کی معافی کا کیا مطلب؟ کیا صراط مستقیم کی بھی معافی ہوتی ہے اور اگر بظاہر خلاف اولیٰ کام کرتے وقت آپ صراط مستقیم سے معاذ اللہ اتر گئے تھے تو قرآن مجید کا جملہ ''علی صراط مستقیم'' بھی غلط ہوتا ہے اور حدیث ادبنی ربی فاحسن تادیبی اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قول و فعل احسن خود سکھایا۔ اور حدیث انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق مجھے بھیجا ہی اس لئے گیا ہے کہ میں بہترین کاموں کی تکمیل کروں۔ اور امت کو فرمان تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کی صفات وعادات کے مظاہر بن جاؤ، کے صریح خلاف ہوتا ہے۔

معاملہ کو ''ملاں آں باشد کہ چپ نہ کند'' میں الجھانے کی بجائے کوئی ہے مفتی یا ڈاکٹر جو ہمارے اس سیدھے سے سوال کا جواب دیدے؟ کہ آپ سے غیر احسن اور غیر بہتر کام بظاہر خلاف اولیٰ کیسے سرزد ہوگئے۔ ورنہ ''معاف کردے آپ کے لئے'' اور ''آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام'' کے الفاظ واپس لیں ۔ نور سے قابل معافی ظلمت خلاف اولیٰ کام صادر نہیں ہوسکتا۔

دعویٰ حصول تبرک نبوت مفتی صاحب لکھتے ہیں۔"حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ سچا خواب نبوت کے ثمرات سے ایک ثمرہ ہے۔جس سے کچھ امت کو بطور تبرک عطا ہوا ہے (مکتوب قلمی ص ۱۲ فوٹو سٹیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)اس کے بعد مفتی صاحب نے اپنے مرشد کریم کی خواب میں زیارت کا مفصل واقعہ بھی لکھا ہے۔یعنی مفتی صاحب یہ تبرک حاصل بھی کر چکے ہیں۔آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ حالانکہ اس خواب میں کاظمی صاحب نے مفتی صاحب کو تنبیہ کی ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے گناہ کا لفظ صحیح نہیں ہے۔لہٰذا یہ رؤیا مفتی صاحب کے لئے مبشرہ نہیں بلکہ منذرہ ہے۔

حضرت کاظمی صاحب پر افتراء آپ پڑھ چکے ہیں کہ بقول خود مفتی محمد اقبال صاحب کاظمی کے ترجمہ میں آیت لیغفرلک اللہ (الآیۃ) میں مغفرت ذنب سے حضور علیہ السلام کے بظاہر خلاف کاموں کی آپ کو معافی کی توجیہہ حضرت کاظمی صاحب کو دوسری توجیہہ امت کے گناہوں کی بخشش سے غافل رکھ کر انہیں مفتی صاحب کی عدم توجہ کا شاخسانہ ہے۔اس کے باوجود ان مفتی صاحب کا یہ اعلان بقول ان کے واجب الاذعان کہ: "غزالئی زمان رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی (بظاہر) خلاف اولیٰ کا ہے"(مکتوب قلمی ص ۳۲) اور مفتی صاحب کا یہ نادر شاہی حکم کہ ان کے تمام عقیدت منداور مریدین وتلامذہ بھی اسی مسلک کے قرار پائے(مکتوب قلمی ص ۳۲) صریح طور پر حضرت کاظمی صاحب پر افتراء اور آپ کے معتقدین کو گمراہ کرنے کی خطرناک سازش ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی پر افتراء مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ بھی خلاف اولیٰ کے قائل ہیں"(مکتوب قلمی ص ۳۲) میرے خیال میں مفتی صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا سچ یہی ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی آیت مذکورہ میں حضور علیہ السلام کے خلاف اولیٰ کی مغفرت کے قائل ہیں یا حضور کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش کے قائل ہیں۔اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھ کر مدرسہ انوارالعلوم کی مسند افتاء کے لئے دعا فرمایئے اور مفتی صاحب کے لئے بھی۔

ایک اور دھوکہ مفتی صاحب مذکور نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے "خلاف اولیٰ" کے قائل ہونے کی دلیل یہ دی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے "المستند المعتمد" میں لکھا ہے کہ "کئی توجیہیں معلوم ہیں لیکن الاحب الینا ان استغفر لذنوب ذویک فخصھم ثم عم الامۃ الی آخرہ (مکتوب قلمی ص ۳۲) پھر مفتی صاحب اور کھلتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ کو زیادہ پیارا لکھ کر باقی تشریحات کے صحیح اور پیارے ہونے کو بیان فرما دیا(مکتوب قلمی ص ۳۲)

دیکھ رہے ہیں آپ کہ مفتی صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ زیادہ پیارا ہے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے متعلق "مغفرت ذنب" کی باقی توجیہات جن میں "خلاف اولیٰ" کی مغفرت بھی شامل ہے گو اعلیٰ حضرت کو زیادہ پیاری تو نہیں مگر صحیح اور پیاری ضرور ہیں۔ غالب گمان یہی ہے کہ مفتی صاحب سچ بولتے ہیں اور یہ ان کا گذشتہ سچ کی طرح دوسرا سچ ہے میں مفتی صاحب سے تو نہیں البتہ ان کے متولی حضرت مظہر سعید شاہ صاحب سے ضرور انصاف کی اپیل کروں گا کہ وہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت نے سب تاویلات کا لفظ بولا ہے کہ اس سے خلاف اولیٰ کی توجیہ کا پیارا ہونا بھی ثابت ہو جائے یا آپ نے کئی توجیہات کا لفظ بولا ہے جس سے صرف ممکنہ توجیہات بھی مراد ہو سکتی ہیں اگر ہو سکتی ہیں تو گندی توجیہات "ترک افضل، خلاف اولیٰ، گناہ قبل نبوت، اولیٰ بمصبہ الجلیل، اولیٰ فی نظرہ العالی، خطاء، کوتاہیاں جن کو محقق علما رد کر چکے ہیں اور محرر سطور بھی بعض کا رد کر چکا ہے اور بعض کی گندگی اگلے صفحات میں بیان ہونے والی ہے

کے علاوہ ایسی کئی ممکنہ توجیہات" بھی ہیں مثلاً (ا) ذنب بطور اشتقاق، ذنب سے لے کر یہ معنی الزام جس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ "تاکہ مٹادے اللہ آپ پر سے کفار کے الزامات اور ذنبک میں ذنب اور ک کے درمیان لفظ امت مقدر مان کر آپ کی امت کے گناہوں کی بخشش کی توجیہات" چنانچہ اعلیٰ حضرت خود واستغفر لذنبک میں لام تعدیت کا لے کر بطور مجاز عقلی توجیہہ مذکور اور لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک میں لام تعلیل کا لے کر بطور معنی تابعین، اگلوں، پچھلوں کی بخشش کی توجیہہ کے علاوہ توجیہات معلومہ میں سے تقدیر لفظ امت کا خصوصی ذکر کر کے انہیں غیر احب قرار دے رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت کے لفظ احب الینا سے اس مفتری صاحب کا اپنی مجوزہ توجیہہ خلاف اولیٰ کو اعلیٰ حضرت کے نزدیک صحیح و پیارا کہنا دیانت و انصاف کے صریح خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا مسلک حضور کے کاموں کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی کا فیصلہ یہ ہے۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

اور لکھتے ہیں۔ مصرعہ۔

ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

خلق آپ کے عادات مبارکہ و افعال مقدسہ ہیں اور ادا بھی آپ کی حرکات طیبہ اور آپ کے مبارک کام ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی تو علی رغم انف قائلین خلاف اولیٰ، حضور ظاہراً

وباطنا احسن ذات اقدس علیہ السلام کے حسن صورت وسیرت وافعال کی احسنیۃ پر قربان ہو کر ان کے خالق کی قسم اٹھا رہے ہیں اور رضوی کہلانے والے یہ مفتری صاحب اعلیٰ حضرت پر حضور علیہ السلام کے خلاف اولیٰ، نہ بہتر، کاموں کے صحیح و پیارے ہونے کا بہتان تراش رہے ہیں۔

شرح عقائد | مفتی صاحب نے شرح عقائد سے علامہ تفتازانی کے قول ترک اولیٰ کا ذکر بھی کیا ہے حالانکہ اس علامہ صاحب کے کئی اقوال خود غیر اولیٰ ہیں بلکہ غلط ہیں چنانچہ قرآن مجید کے الفاظ اولئک علیٰ ھدی من ربھم میں استعارہ تبعیہ و تمثیلیہ کی بحث میں علامہ میر سید شریف کے ہاتھوں شکست کھا کر اسی غم میں وفات پا گئے تھے، خود شرح عقائد میں ان کے کئی اقوال پر جرح ہو چکی ہے۔ دیکھو نبراس ص ۱۱۲ و ص ۵۵۰ وغیرہ۔ تفتازانی کے ہر قول کی اتباع واجب نہیں۔ حضور علیہ السلام کو ہر گناہ صغیرہ وکبیرہ اور ہر مکروہ ہر خلاف اولیٰ، نہ بہتر ونہ مناسب کام سے پاک ماننا بھی لازم اور عین ایمان ہے اور یہی مسلک اولیاءاللہ و عارفین وعلمائے اہل سنت ہے۔ مفتی صاحب حضرت کاظمی صاحب کو آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں رازی کی مختار توجیہہ سے غافل رکھ کر جیسا کہ ان کا اقرار ان کے قلم سے گذر چکا ہے، حضور علیہ السلام کے لئے لفظ ذنب کا ترجمہ (بظاہر) خلاف اولیٰ لکھوا کر اہل سنت میں انتشار کا باعث بنے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت دے۔

خامہ انگشت بدنداں ہے، اسے کیا لکھئے | صاحب شرح عقائد نے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے لفظ ذنب بہ معنی گناہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر وہ تواتر سے ثابت ہو تو بھی اسے ظاہر سے پھیر دینا چاہئے مگر افسوس کہ مفتی صاحب حضور علیہ السلام سے ظاہر پھیرنے کی بجائے خود بظاہر لکھ کر ظاہر خلاف اولیٰ کو حضور علیہ السلام پر چسپاں کر رہے ہیں جب کہ ان کے ترجمہ میں ذنب اور (بظاہر) خلاف اولیٰ ایک دوسرے کی تشریح لاکر خلاف اولیٰ کو ذنب بہ معنی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ خلاف اولیٰ ذنب کا معنی ہے یا ترجمہ یا تاویل؟

ہمارے نزدیک تینوں صورتیں باطل ہیں۔ معنی اس لئے نہیں کہ کتب لغت میں ذنب کا مدلول یا المعصیۃ ہے یا تبعاً ہے اور ترجمہ اس لئے نہیں کہ ذنب اور خلاف اولیٰ دونوں عربی لفظ ہیں اور تاویل اس لئے باطل ہے کہ خلاف اولیٰ حضور علیہ السلام کے منصب نبوت کے لائق نہیں۔ اس پر ہمارے کچھ دلائل گذر چکے اور کچھ آرہے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مظہر سعید شاہ صاحب کی خدمت میں میرے استفساری عریضہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ حضور علیہ السلام احسن ہیں۔ اس لئے آیت لیغفرلک اللہ میں واقع لفظ ذنب کا

ترجمہ بظاہر خلاف اولی پر میرے خدشات ہیں کہ یہ خلاف اولیٰ تحسین کام ہے تو ترجمہ میں "آپ کے لئے معاف کر دے آپ کے۔الخ" کے الفاظ درست نہیں اور اگر تحسین نہیں تو تحسین ذات اقدس کی طرف غیر تحسین چیز کی نسبت درست نہیں اور بظاہر کی قید بھی دافع قباحت نہیں۔ جس کا بیان ہو چکا ہے۔

یہی موضوع تھا جس پر افہام و تفہیم ہونا تھی مگر مفتی محمد اقبال صاحب اپنی عادت ثانیہ یا اولیٰ کے مطابق میرے ساتھ جارحانہ رویہ پر اتر آئے اور بجائے میرے خدشات کا جواب دینے کے مجھ پر بعض متعلقہ موضوع اور بعض محض بات کو الجھانے اور علمی دنگل رچانے کے لئے غیر متعلقہ ۳۵ سوالات جڑ دیئے۔ جن میں سے متعلقہ سوالات میں سے اکثر کے جوابات تو میرے اس مضمون کے ضمن میں آچکے ہیں اور علمی اکھاڑے والے سوالات کے جوابات اور ان پر میرے سوالات کا سالہا سال تک ختم نہ ہونے والا تھبہ تیار ہے۔

مفتی صاحب نے مجھے ان سوالات میں دھمکی بھی دی ہے کہ میں آپ کو موضوع سے باہر نہیں جانے دوں گا، میں تو اب بھی موضوع پر قائم ہوں مگر مفتی صاحب موضوع پر بات کو بایں الفاظ کہ "سمجھانے کی خدمت تو انشاء اللہ فقیر سرانجام دے گا" (پرچہ سوالات ص ۱) ادھار رکھ کر مجھ پر اپنا تبحر علمی جھاڑنے لگ گئے۔

میرا دعویٰ ہے کہ مفتی صاحب انشاءاللہ زندگی تک کاظمی صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ پر میرے سوالات نہیں اٹھا سکتے۔ مفتی صاحب پہلے اس مسئلہ پر میرے خدشات دور کریں۔ پھر مجھ سے ان کے لازم المذہب اور قطعی ظنی اقتضاء نص، اجماع حقیقی اور راجح مرجوح وغیرہ پر علمی دنگل لگا لیں اور ہم بھی مفتی صاحب کی طرح اپنے سوالات سارے ملک کے مشائخ و علماء کو بھیج کر ان سے انصاف مانگیں گے۔ ورنہ حضرت کاظمی صاحب کے تلامذہ و مریدین پر رحم کریں، اپنے لکھوائے ہوئے غلط ترجمہ کے حوالے سے انہیں گمراہ نہ کریں۔

امام قاضی عیاض نے "شفا" میں اور قسطلانی نے "مواہب اللدنیہ" میں امام خفاجی اور زرقانی نے ان کی شروح میں تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ صرف گناہ سے ہی معصوم نہیں، آپ ہر مکروہ و نا مناسب و نہ بھتر و قابل نفرت کام سے بھی پاک ہیں، ثبوت گذر چکا اور پھر آرہا ہے۔

مفتی صاحب صرف علما کے اقوال پر فیصلے نہ کریں، مشائخ و اولیاءاللہ کے ارشادات کی اتباع اور عام امت کے عقائد کا بھی خیال کریں۔ علماء میں گستاخ رسول علماء بھی ہوتے ہیں، عامۃ الناس لوگ صحیح العقیدہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں۔اذا کان آخر

الزمان واختلفت الا هوا فعلیکم بدین اہل البادیۃ والنساء (جامع صغیر ج ا ص ۴۳)
آخر زمانہ میں جب لوگوں میں نظریاتی اختلافات رونما ہوجائیں تو دیہاتی لوگوں اور عورتوں کے عقائد کا کار بند ہوجانا۔ اس لئے کہ غیر تعلیم یافتہ دیہاتی مرد اور عورتیں عموماً علما کی بداعتقادانہ تخریب کاریوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

مفتی صاحب نے اصل صحیح تاویل سے عدم توجہ کی بنا پر حضرت کاظمی صاحب سے یہ ترجمہ لکھوایا ہے، اسے "کنز الایمان" کے مطابق صحیح کرائیں، وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔

مفتی صاحب نے محمد زبیر کے فتنہ میں ان سے پہلے ۳۸ صفحات پر مشتمل اور پھر ۶۰ صفحات میں علمی دنگل رچایا، مگر مفتی صاحب کا "البیان" والا یہی ترجمہ خلاف اولیٰ مفتی صاحب کے جوڑوں میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ محمد زبیر و غلام رسول سعیدی اور یہ مفتی صاحب اس میں برابر کے شریک جرم ہیں بلکہ مفتی محمد اقبال صاحب مسلک اہل سنت شاہ احمد رضا کے سینہ میں خنجر پیوست کرنے کے اول مجرم ہیں۔ اس لئے یہ مفتی صاحب محمد زبیر کی طرف سے حضور علیہ السلام کی عصمت کی ضد لفظ "گناہ" کے ترجمہ کو صرف مرجوح قرار دے کر "کھلی ہار" مان گئے اور اہل سنت کے سر شرم سے جھکا دیئے۔

خود کردہ را چہ علاج

ایک اور آفت ترجمہ "البیان" میں آیت واستغفر لذنبک کے ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ تعلیم امت کے لئے اپنے بظاہر خلاف اولیٰ (بظاہر نہ بہتر) کاموں کی معافی مانگیں۔ اس حیرت ناک ترجمہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر تعلیم امت کا مقصد نہ ہوتا تو آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر آیت لیغفرلک اللہ کے ترجمہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ فتح مبین آپ کو اس لئے ہی دی گئی کہ آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ (نہ بہتر) کاموں کی معافی کر دی جائے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ جب ہر جگہ آپ کے خلاف اولیٰ جرموں کی معافی بھی مطلوب ہے تو بظاہر اور تعلیم امت کی چپڑ لگا کر ہر صورت بارگاہ نبوت میں گستاخی کی ضرورت ہی کیا تھی؟ جب کہ بطور مجاز عقلی مراد مغفرت امت و ذنب بہ معنی تابعین امت کی مغفرت کی صحیح توجیہات موجود ہیں۔ "البیان" کے مقدمہ میں کاظمی صاحب کا خود لکھنا کہ ہم نے ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے، مفتی محمد اقبال کی عدم توجہ سے رازی کی مختار توجیہہ مغفرت امت کی بجائے آپ کے خلاف اولیٰ کاموں کی توجیہہ کے دل میں راسخ ہونے کی بنا پر ہے اور جب وہ توجیہہ ہی دھوکہ نکلی تو البیان کے مقدمہ والا قول از خود مرفوع ہوگیا اور سب کا سب جرم مفتی اقبال صاحب کے پلڑے میں پڑ گیا۔ کاظمی صاحب صرف اس پر

اعتماد کی وجہ سے یہ سب کچھ لکھ گئے ہیں، وہ خود اس سے بری الذمہ ہیں۔

مولوی باز آ، مفتی باز آ، صاحبزادہ باز آ! مفتی محمد اقبال صاحب سعیدی ملتانی و مولوی غلام رسول صاحب سعیدی و مولوی محمد زبیر صاحب حیدر آبادی رکنی نے حضور تجلی ذات حق ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا ترجمہ خلاف اولیٰ۔ بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یہاں ذنب عین خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ عین ذنب ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضور نور تجلی حق ﷺ باجماع عقلی قطعی ذنب سے معصوم ہیں۔ تو آپ بوجہ خلاف اولیٰ کے عین ذنب ہونے کے خلاف اولیٰ سے بھی باجماع قطعی معصوم ہیں تو پھر آپ کے لئے خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ کا اثبات اور پھر اس کی معافی سراسر حماقت وجہالت ہے اور انکار عصمت رسول وکفر ہے۔ حضور انور ﷺ کی عصمت کو ہر لازم المذہب ہمارا مذہب ہے۔ یجعل الله خاتمتنا علیہ۔ آمین۔

مفتی محمد اقبال صاحب کی ہوشربا تضاد بیانی آیت لیغفرلک الله ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے غلاموں کی بخشش چھوڑ کر کاظمی صاحب کا ترجمہ حضور ﷺ کے ہی خلاف اولیٰ کاموں کی معافی کا کرنے کی مفتی صاحب نے دو وجہ بیان کی ہیں۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں، پہلی وجہ تو یہ کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی مؤید امام رازی کی مختار توجیہہ کی طرف مفتی صاحب کی توجہ نہ ہو سکی۔ دوسری وجہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ خصوصاً اسی آیت میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پر سعودی وہابیوں کی پابندی کے خوف سے کہ کہیں کاظمی صاحب کے ترجمہ پر بھی پابندی نہ لگ جائے، کی وجہ سے وہابیوں کے مطابق بظاہر خلاف اولیٰ ترجمہ کر دیا گیا۔

مفتی صاحب اگر برا نہ مانیں تو ان کے اس عذر سے ظاہر ہے کہ پہلی وجہ کی رو سے تو کاظمی صاحب کا ترجمہ مفتی صاحب کی عدم توجہ ونادانستگی میں ہو گیا اور دوسری وجہ کی رو سے یہ ترجمہ پابندی کے ڈر سے دیدہ دانستہ کیا گیا۔ ثالث ثلثہ یہ مفتی صاحب ملہم چونکہ لازم السعیدیت و کاظمیت اور مدرسہ انوار العلوم کے لئے نص قطعی واجماع حقیقی ہیں اس لئے ہم ان کا احترام کرتے ہوئے پورے ایشیا میں ان کے مثالی جدالی عالم صرف باقتضاء النص ہی نہیں بلکہ بعبارت النص ہونے کی وجہ سے ان کو دروغ گو کہنے کی جسارت تو نہیں کر سکتے البتہ ہمارا اغالب گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ مفتی صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، عمر نوح بنائے) اگر کچھ عرصہ اور اسی طرح مسند افتاء انوار العلوم کے لئے وبال جان بنے رہتے ہیں اور اسی طرح مکتوبات شریفہ و ملفوظات طیبات برآمد فرماتے رہتے ہیں تو یہ مرید

برحق بلاشک اپنے مرشد کریم کے مزار انور کے لئے سونے کا کلس اور کاظمیت وسعیدیت کے لئے چودھویں کا چاند ثابت ہوگا۔ حضرت مظہر سعید صاحب ان کے حق محنت میں اوراضافہ فرمادیں، تجربہ شرط ہے۔

تفسیر ضیاء القرآن | اس تفسیر میں آیت واستغفر لذنبک (پارہ ۲۴ سورۃ مومن) کا ترجمہ کیا گیا ہے "استغفار کرتے رہیے اپنی موہومہ کوتاہیوں پر"۔ اس ترجمہ میں "موہومہ" اور "کوتاہیوں" کے دونوں لفظ حضور علیہ السلام کے لئے نازیبا ہیں۔ "موہومہ" سے ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کو وہم ہوتا تھا۔ حالانکہ وہم کی دماغ میں خیز ش ایک عیب ہے، آپ کا وہم کرنا تو کجا، وہم میں مبتلا کسی راوی کی روایت حدیث بھی نا قابل قبول ہوتی ہے۔

امام قاضی عیاض لکھتے ہیں وترک المحدثون والعلماء الحدیث عمن عرف بالوھم (الشفا ج ۲ ص ۱۲۶) یعنی وہم میں مبتلا راوی کی روایت مجروح و متروک ہوتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں والطعن من جھۃ الوھم والنسیان (مشکوٰۃ ص ۶) یعنی جو راوی وہم میں مبتلا ہو وہ مجروح و مطعون ہوجاتا ہے۔

بحرالعلوم عبدالنبی لکھتے ہیں الوھمیات قضایا کاذبۃ یحکم بھا الوھم (دستور العلماء ج ۳ ص ۴۰۷) وہمیات جھوٹے خیالات ہوتے ہیں، جنہیں وہم گھڑتا ہے۔ بہر حال وہمی آدمی کی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی اور اس کی ثقاہت مجروح ہوجاتی ہے۔ للذا عیب وہم کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کرنا سوء ادبی ہے۔

علاوہ ازیں معاذ اللہ اگر آپ کو اپنی کوتاہیوں کا وہم مان لیا جائے تو آپ کی دعا الحمدللہ علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۲۱۲) میں اپنی ہر حالت پر اللہ کی حمد کرتا ہوں، کا خلاف ہوتا ہے۔ کیونکہ حالت کوتاہی پر اللہ کا شکر نہیں، بلکہ افسوس کرنا چاہیے۔ للذا یہ ترجمہ "کنز الایمان" کے مطابق صحت کا طالب ہے۔ نیز اسی طرح کی آیت واستغفر لذنبک پارہ ۲۶ سورۃ محمد میں ترجمہ کیا گیا ہے کہ "اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے"۔

حضور علیہ السلام تجلی ذات حق ہیں۔ للذا نہ تو متجلی کو اپنی تجلی ذات سے کسب گناہ کا خطرہ ہے اور نہ ہی تجلی ذات کو اپنے اندر اپنے متجلی سے خلق گناہ کا کوئی خوف ہے۔ للذا یہاں ترجمہ بھی قابل اصلاح اور "کنز الایمان" کے مطابق نہ کئے بغیر مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

غلام رسول سعیدی | آپ یقین کریں یا نہ، محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کا رسالہ "مغفرت ذنب" اس محمد زبیر کی ایجاد نہیں بلکہ یہ رسالہ اول تا آخر غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم جلد ۷ کے صفحہ ۳۰۷ تا ۳۴۶ کا من وعن چربہ ہے۔ سعیدی نے یہ تقریباً ۴۰ صفحات

اپنے استاذ کاظمی صاحب کے ترجمہ "معاف کردے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام" کی صحت کے لئے اس کی تقلید میں سیاہ کیے ہیں۔

ترجمہ البیان نے "بظاہر خلاف اولیٰ" کی چنگاری پھینکی، سعیدی نے اسی خلاف اولیٰ کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے اختلاف کی لکڑیاں جوڑیں، محمد زبیر رکنی نے ان پر حضور ﷺ کے لئے گناہ پر اجماع کا تیل چھڑک کر پوری دنیائے اہل سنت و جماعت کی وحدت ملی کو خاکستر کردیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ رکنی کے رسالہ "مغفرت ذنب" کی بیخ کنی سے پہلے سعیدی کے ہذیانات کی جڑ نکالی جائے، جس سے رکنی کے رکن الاسلام گناہ کی ساری عمارت خود زمیں بوس ہو جائے گی۔

یہ سعیدی صاحب چودہویں صدی کے صرف محدث ہی نہیں، مجدد المسائل بھی بننا چاہتے ہیں۔ اس کی ایسی شرانگیز حرکتوں سے پوری جماعت اہل سنت نالاں ہے۔ کسی پنساری کی دکان سے ہلدی کی گنڈھی کھسکا کر پنساری بننے والے چوہے کی طرح یہ فارغ از علم و عقل علامہ بھی نعمت اللہ فی دیار الہند، امام اہل سنت، بحر العلم والعرفان شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کے ترجمہ قرآن مجید میں سے اسی آیت مذکورہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کے بلا ریب ترجمہ صحیحہ پاسبان عظمت وعصمت معصوم رب رحمان ﷺ کہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے" سے اختلاف کی حرکت کر کے معدن عصمت، ہر معصوم ﷺ کے لئے کبھی شرعاً ممنوع کام "ترک اولیٰ" اور کبھی اپنے استاذ کی طرف منسوب "بظاہر خلاف اولیٰ" کی بخشش کا افترا گھڑ کر آداب نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ مشہور ہے کہ گرگٹ سات رنگ بدلتا ہے، مگر یہ علامہ صاحب اس سے بھی زیادہ رنگ بدلنے کے ماہر ہیں۔

شرح مسلم جلد اول میں کچھ اور رنگ تھا۔ سورۃ فتح کی اسی مذکورہ آیت میں "ذنبک" کی توجیہات میں سے سب سے پہلی توجیہ یہ لکھتے ہیں: "اعلیٰ حضرت بریلوی نے فرمایا۔ اور بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے" محی الدین ابن عربی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے (شرح مسلم سعیدی ج ۱ ص ۳۴۳) اور جب کراچی کا دانہ راس آگیا اور نئی کنج آئی تو اسی شرح کی آخری ساتویں جلد میں رنگ بدلتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ ترجمہ صحیح نہیں (شرح مسلم سعیدی ج ۷ ص ۳۲۰) کبھی کہتے ہیں "آپ کے اعتبار سے وہ مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ نہیں" (شرح مسلم سعیدی ج ۷ ص ۳۰۷) کہیں کہتے ہیں کہ یہاں ذنب کا معنی گناہ کرنا عصمت کے منافی ہے (ج ۷ ص ۳۲۵) کبھی کہتے ہیں "علمائے اہل سنت نے بھی اس جگہ ذنب

کا معنی گناہ کیا ہے (ج ۷ ص ۳۱۹) یعنی نبی کی عصمت کے منافی معنی کرنے والا بھی اہل سنت ہے۔ کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ "حضور علیہ السلام سے خطاء اجتہادی نہیں ہوتی" (ج ۷ ص ۳۳۹) کبھی گرگٹ یوں رنگ بدلتا ہے "مجازاً اجتہادی خطا۔ ترک اولیٰ یا کراہت تنزیہی کا ارتکاب مراد ہوتا ہے (ج ۷ ص ۳۱۹) اور کبھی ہوش ٹھکانے میں ہوتے ہیں تو استاذ کاظمی کے اسی آیت کے ترجمہ میں "محض صورت ذنب" کا بھی یوں دیوالیہ نکال دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا کوئی فعل مبارک "حقیقتاً گناہ ہے نہ صورتاً" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن حاجب اور میر سید شریف بھی آج زندہ ہوتے تو اس علامہ سعیدی صاحب کے اقوال پڑھ کر ائمہ علم معقول کے اصول الضدان لا یجتمعان پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو جاتے۔

بعض مسائل میں اختلاف کا سعیدی ورکنی بہانہ مولوی سعیدی و رکنی اپنے مقدر و مقسوم سوء خاتمہ کی بنا پر آیت مذکورہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماعاً متفق علیہ معنی "تاکہ معاف کردے اللہ آپ کے سبب سے گناہ آپ کے اگلوں کے اور پچھلوں کے" سے اختلاف کر کے خود

سبب ہر سبب منتہائے طلب
علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

(امام بریلوی)

کے لئے۔ کوئی مجازی گناہ اور اس کی معافی کا قول سراسر ہول کر کے بہانہ یہ بنا رہے ہیں کہ کئی مسائل میں خود امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی نے اگلے علما سے علمی اختلاف کیا اور کئی دوسرے سنی علما نے امام اہل سنت سے کئی مسائل میں اختلاف کیا۔

سعیدی و رکنی کا یہ عذر گناہ بھی بدتر از گناہ ہے۔ بالکل اسی شیطانی بہانے سے عصر حاضر کا کشتہ تدبیر غیر خطرۂ ایمان ڈاکٹر طاہر القادری، دیوبندیہ وہابیہ کے گستاخ نبوت طواغیب اربعہ نانوتوی، گنگوہی، تھانوی وانبیٹھوی کی کفریہ عبارات پر تمام اہل سنت کے فتوائے کفر سے اختلاف گھڑ کر کہا کرتا ہے کہ ان مرتدین پر اعلیٰ حضرت کے فتوائے کفر سے میرا اختلاف بھی ایسا ہے جیسا کہ بعض مسائل میں حضرت امام اعظم کے تلامذہ امام ابو یوسف و امام محمد نے اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ ائمہ کا بعض مسائل میں اختلاف بعض استنباطی و فروعی فقہی مسائل میں اختلاف ہے۔ ایمان و کفر کے کسی بھی اصولی مسئلہ میں اختلاف نہیں ہوا۔

ان دیوبندیوں کے کفر کے بارے اختلاف کسی فقہی مسئلہ کا اختلاف نہیں، توہین رسول ہر صورت کفر ہے۔ اسی طرح آیت مذکورہ میں "آپ کے سبب سے معاف کردے" اور "معاف کردے آپ کے لئے آپ کے" کا اختلاف کسی فقہی و فروعی مسئلہ کا اختلاف نہیں، یہ امت مسلمہ کے

اجماعی عقیدۂ عصمت نبی میں اختلاف ہے، اعلیٰ حضرت بریلوی سے اختلاف کا بہانہ ہے، خود معدن عصمت ﷺ کی عصمت سے اختلاف ہے۔ کیونکہ معافی جرم کی ہوتی ہے تقویٰ کی نہیں، بخشش مجرم کی ہوتی ہے معصوم کی نہیں۔ مفتی محمد اقبال و سعیدی و رکنی اس جرم کو "ترک اولیٰ" کے شاپر میں بند کر کے حضور اکرم ﷺ کے لئے تجویز کریں یا "بظاہر خلاف اولیٰ" کے غلاف میں لپیٹ کر اسے بارگاہ نبوت میں تحفہ قرار دیں، کسی بھی مفتی دوران یا سعیدی و رکنی فتان کو اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ آپ کے لئے معافی کا لفظ بول کر آپ کو مجرم ظاہر کرے۔

اب سعیدی کے من گھڑت شیطانی دلائل پر آرہ چلتا ہے۔ پھر رکنی کی پسندیدہ اور شرمناک توجیہات بلڈوز ہوں گی۔ دیکھئے یہ سومنات کی طرح ریزہ ریزہ ہوتا ہے اور اس میں سجے ہوئے اوثان علم سوز بتان آذری کی کس طرح دھول اڑتی ہے؟

سعیدی کے دلائل علما کے میٹر بہت گھومتے ہیں۔ شیخ احمد معروف بقلم خود ولی اللہ دہلوی نے کسی زمانہ میں لکھا تھا کہ "آنرا کہ شا محمد مے دانید نزد ماخدا است" بتاویل درست ہے (انفاس العارفین ص ۱۰۷) یعنی عین القضاۃ کا یہ قول کہ محمد خدا ہے، تاویلاً درست ہے اور جب میٹر گھوما تو "بیا مرزد گناہ تو" کہہ کر اسی ذات اقدس ﷺ کو گنہگار بنا ڈالا۔

اشرفعلی تھانوی کبھی خود محافل میلاد شریف میں شریک ہوتے، میٹر گھوما تو میلاد کے نام پر وظیفۂ بدعت بدعت کی ہزاردانہ کی مالا جپ کر سانس لیتے۔

یہ سعیدی بھی جب لاہور میں مفتی محمد حسین نعیمی کے "جامعہ نعیمیہ" کے لنگر سے لیول پر تھے تو اسی آیت مذکورہ کے ترجمہ "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے" سے نہ تو لغت مانع تھی، نہ اطلاقات قرآن کا خلاف ہوتا تھا، نہ ہی نظم و اضافت قرآن میں خلل پڑتا تھا (دیکھو اس کی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) مگر جب دارالعلوم نعیمیہ کراچی سے اوور ہوئے تو میٹر گھوم گیا، اب کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے سبب سے آپ کے اگلے پچھلے صحابہ کی بخشش ہونا درست نہیں، خود ترک اولیٰ کرنے پر آپ ﷺ کی بخشش ہوئی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ ایک وجہ تو یہ ہے کہ بھوک اور رُجج کے راہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ کراچی کا پانی ٹھیک ہے، حالات بدلتے رہتے ہیں، بلکہ مذہب بدلتا رہتا ہے حالات کے ساتھ ساتھ۔ اس لئے اب "آپ کے سبب سے" کا معنی کرنے سے لغت، اضافت قرآن، اطلاقات قرآن اور نظم قرآن وغیرہ میں گڑ بڑ ہوتی ہے۔

لغت کا بہانہ سعیدی صاحب نے اپنے اس دعوی کے ثبوت میں کہ حضور ﷺ کی نسبت قرآن مجید میں واقع لیغفرلک اللہ کے بعد والا لام تعلیل اور سببیت کے لئے نہیں ہو سکتا۔

لغت کی چند کتب سے جو عبارات پیش کی ہیں وہ یہ ہیں :

(۱) قال فغفره ای قال غفرالله واستغفرالله ذنبه علیٰ خذف الحرف طلب منه غفره (لسان العرب)

(۲) غفرله ذنبه واغتفر ذنبه مثله (صحاح جوہری)

(۳) غفره یغفره سترہ الی قوله غفر الله له ذنبه غطی علیه وعفا عنه (قاموس)

(۴) غفر الشيء غفراً ستره۔الله ذنبه غطی علیه وعفا عنه (اقرب الموارد)

(۵) غفر له الذنب غطی علیه وعفا عنه و غفر الشيء ستره (منجد) (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۶)

ان سب عبارات میں یہ تو ہے کہ غفر بغیر لام کے بھی متعدی ہوتا ہے اور لام کے ساتھ بھی متعدی ہوتا ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ مادہ غفر پر قانوناً پابندی ہے کہ اس کے بعد والا لام سببیت کے لئے نہیں آسکتا؟ مارو گھٹنا، پھوٹے آنکھ اسے کہتے ہیں۔

ہم نے یا امام اہل سنت نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ غفر کے بعد والا لام تعدیت کے لئے آتا ہی نہیں یا ہر جگہ تعلیل کے لئے آتا ہے۔ ہم نے سچ کہا ہے کہ سعیدی کی آنکھوں پر اب چربی چڑھ گئی ہے، اسے نظر نہیں آتا کہ استغفر اور یغفر میں فرق ہے۔ حضور ﷺ کے بارے استغفر میں لذنبک میں لام تعدیت کا ہوگا مگر یغفر میں لام سببیت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ استغفر کے بعد لذنبک ہے اور یغفر کے بعد من ذنبک ہے۔

حضور ﷺ کے لئے الفاظ کے معانی کے احکام خاص ہیں۔ چونکہ آپ معصوم ہیں اور معصوم کے لئے ذنب بہ معنی "گناہ" یا "ترک اولیٰ" عصمت کے خلاف ہے۔ للذا حضور ﷺ کی نسبت جہاں بھی لفظ مغفرت ذنب آئے گا، اس کا ترجمہ آپ کی امت کی مغفرت کے ہوں گے۔ للذا ایسے موقعہ پر غفر کے بعد والا لام بھی تعلیل کے لئے بہ معنی "آپ کے سبب" سے ہو گا کہ آپ سبب مغفرت ہوں گے اور مغفرت آپ کے تابعین کی ہوگی۔

سعیدی کو قاموس، لسان العرب اور منجد میں غفر کا متعدی بہ لام یا بلا لام تو نظر آتا ہے مگر "لسان العرب" میں وذنبه یذنبه ویذنبه واستذنبه، تلاذنبه فلا یفارق اثره اور "منجد" میں ذنبه ، ذنباً تبعه فلم یفارق اثره اور "قاموس اللغات" میں وذنبه یذنبه ویذنبه تلاه فلم یفارق اثره کا ستنذبه۔ یعنی ذنب بہ معنی تابعداری کرنا اور مصدر بہ معنی ذاتین حضور ﷺ کے تابعدار خاص صحابہ کرام ہو سکتا ہے، کیوں نظر نہیں آتا؟

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ مظہر ذات حق ہیں اس لئے خطائے اجتہادی و

خلاف اولیٰ و مکروہ سے بھی پاک ہیں لہٰذا آپ کی نسبت سے ذکر عطائے مغفرت ربانی کے موقعہ پر اگر لک اور لفظ ذنب آجائے تو لک والا لام بہ معنی سبب اور ذنب بہ معنی تابعین ہوتا ہے۔یا لفظ میں مجاز عقلی اور معنی میں حقیقت عقلیہ امت و تابعین مراد ہوں گے۔

باقی رہا یہ کہ ان لغت کی کتابوں میں غفر کے بعد والے لام کے سببیت کے لئے ہونے کا چونکہ ذکر نہیں، لہٰذا غفر کے بعد والا لام تعلیل و سببیت کے لئے ہو ہی نہیں سکتا، تو یہی سعیدی کی جہالت کا بین ثبوت ہے کیونکہ سب علما کے نزدیک یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ وبالجملة عدم النقل لا یدل علیٰ عدم الوجود (فتح القدیر امام الاحناف ابن ہمام ج ا ص ۱۴ طبع مصر) یعنی کسی چیز کا کتب میں منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں نیز صاحب روح المعانی آلوسی بغدادی فیصلہ کر رہے ہیں کہ "عدم الذکر لایدل علیٰ عدم الوجود" (تفسیر روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۳۵ طبع مصر) یعنی اگر کوئی چیز کتب فن میں موجود نہیں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کہ وہ چیز ہے ہی نہیں۔لہٰذا غفر یغفر کے بعد لام کا تعلیل و سببیت کے لئے ہونا کتب لغت موجود نہ بھی ہو تو بھی چونکہ اس کی ایک قسم وللتعلیل بھی ہے یعنی لام تعلیل کے لئے آتا ہے ، سب کتب نحو میں ثابت ہے۔

لہٰذا حضور ﷺ کی نسبت مغفرت کے بعد والے لام کے سببیت کے لئے ہونے کی قطعاً نفی نہیں ہوسکتی اور اگر سعیدی صاحب اب بھی بضد ہوں کہ کتب لغت میں ہر حرف یا ہر لفظ کا مراوی معنی مذکور ہونا ضروری ہے تو لیجئے دنیائے علم کے امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی شارح مواہب اللدنیہ کا آخری فیصلہ سن لیجئے۔

لفظ ضال کے معنی الشجرة الفریدة فی الفلات کے متعلق لکھتے ہیں ولم یذکر الجوهری واتباعه هذا وما قبله من معانی ضل ولکن اللغة واسعة (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۷) یعنی اگرچہ امام اللغت جوہری نے اپنی کتاب "الصحاح" میں اور دوسرے اہل لغت نے ضال کا یہ اور اس سے پہلا معنی اپنی لغت کی کتابوں میں ذکر نہیں کیا مگر کوئی حرج نہیں کیونکہ لغت عرب وسیع ہے، کتب لغت میں بند نہیں ہے۔

اگر اب بھی سعیدی صاحب کتب لغت میں غفر کے بعد لام تعلیل وسببیت کے لئے مذکور نہ ہونے کی بنا پر لیغفرلک میں لام سببیت نہ سمجھیں تو پھر ان سے خدا سمجھے۔ سعیدی نے کتب لغت کے حوالوں سے پہلے مولانا غلام رسول لائلپوری کی تفہیم البخاری سے جس حدیث کے ترجمہ کا حوالہ دیا ہے، اس کا جواب سعیدی کی پیش کردہ احادیث کی بحث میں آرہا ہے۔

محرر سطور کے نزدیک تو ہر مغفرت جو کسی کی طرف بھی متعدی ہو بے سببیت مصطفےٰ ﷺ کسی صورت بھی متعدی نہیں ہو سکتی للذا جہاں بھی مغفرت الٰہی کے بعد کاف خطاب نبوی سے پہلے لام ہو، ضروری ہوگا کہ آپ کی سببیت کے لئے ہو، کیونکہ آپ ہی ہیں:

سبب ہر سبب منتہائے طلب
علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

اور نص قطعی وما ارسلناک الا رحمت للعالمین کے حوالے سے فیصلۂ خداوندی ہے ولکن لا یسلمه السعیدی فالمسئلة خلافیة بین الله وبین المولوی السعیدی۔ نیز ہمارے پاس نسخہ بخاری طبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۳ھ میں حضور ﷺ کی دعا برائے صحابی عبید ابی عامر کے الفاظ یہ ہیں اللهم اعغفرلی لعبید ابی عامر اے اللہ میرے سبب سے عبید ابی عامر کو بخش دے (بخاری ج ۲ ص ۶۱۹ باب غزوۃ اوطاس) اصل صفحہ کا فوٹو اگلے صفحہ پر دیکھئے۔

نوٹ: بخاری کا یہ طبع شدہ نسخہ ۱۲۷۰ھ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارن پوری محشی بخاری کا تصحیح شدہ ہے۔ آج کل کے نسخوں میں اغفرلی لعبید کو بدل کر اغفر لعبید کر دیا گیا ہے۔ یہ نجدی عقیدہ کے طابعین کتب کی کارروائی معلوم ہوتی ہے۔ محرر سطور کے پاس نسخہ بخاری شریف کے الفاظ اللھم اغفرلی لعبید ابی عامر کی رو سے اغفر کے بعد لفظ لی کا معنی "میرے سبب سے" متعین ہے۔ فللہ الحمد۔ مزید آں کہ اس آیۂ لیغفرک اللہ ما تقدم (الآیۃ) میں مغفرت کی علت انا فتحنا لک فتحا مبینا ہے اور حضور ﷺ کو عطا فرمائی گئی ہے۔ للذا صحابہ کرام کی مغفرت کا سبب ہر صورت حضور ﷺ کی ہی ذات گرامی ہے۔ للذا لغت والا بہانہ اپنے انجام کو پہنچا اور اب اضافت کی سعیدی دلیل کے متعلق سن لیجئے:

نسبت واضافت ذنب سعیدی کہتا ہے کہ آیت فتح میں اللہ تعالیٰ نے من ذنبک فرما کر ذنب کی نسبت حضور ﷺ سے کی ہے۔ اگر اگلوں پچھلوں کے گناہ کی بخشش مراد ہو تو ذنب کے بعد لفظ امت مقدر ماننا پڑے گا اور ظاہراً یہ نسبت ٹوٹ جائے گی۔ للذا ذنبک سے حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کام کی معافی مراد لینے سے یہ نسبت قائم رکھنی ضروری ہے۔ ہم گذشتہ صفحات میں بھی بیان کر آئے ہیں اور آئندہ بھی خلاف اولیٰ میں دلائل سے ثابت کر دیں گے کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع شرعی ہے، حضور ﷺ سے سرزد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ حضور ﷺ کے لئے نالائق شان نبوت ہیں اور شان نبوی میں سوء ادبی ہے (دیکھو نسیم الریاض شرح شفا امام خفاجی

إلى فاستقبلت مدبرا فكان أول مال تأثلته في الإسلام **باب غزوة أوطاس** حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا أبو أسامة
عن بريد بن عبد الله عن أبي بردة عن أبي موسى قال لما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم من حنين بعث أبا عامر على جيش إلى أوطاس فلقي
دريد بن الصمة فقتل دريد وهزم الله أصحابه قال أبو موسى وبعثني مع أبي عامر فرمي أبو عامر في ركبته رماه جشمي بسهم فأثبته في
ركبته فانتهيت إليه فقلت يا عم من رماك فأشار إلى أبي موسى فقال ذاك قاتلي الذي رماني فقصدت له فلحقته فلما رآني
ولى فاتبعته وجعلت أقول له ألا تستحيي ألا تثبت فكف فاختلفنا ضربتين بالسيف فقتلته ثم قلت لأبي عامر
قتل الله صاحبك قال فانزع هذا السهم فنزعته فنزا منه الماء قال يا ابن أخي أقرئ النبي صلى الله عليه وسلم السلام وقل له استغفر لي و
استخلفني أبو عامر على الناس فمكث يسيرا ثم مات فرجعت فدخلت على النبي صلى الله عليه وسلم في بيته على سرير مرمل وعليه فراش قد أثر رمال السرير بظهره
وجنبيه فأخبرته بخبرنا وخبر أبي عامر وقال قل له استغفر لي فدعا بماء فتوضأ ثم رفع يديه فقال اللهم اغفر لعبيد أبي عامر
ورأيت بياض إبطيه ثم قال اللهم اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك من الناس فقلت ولي فاستغفر فقال
اللهم اغفر لعبد الله بن قيس ذنبه وأدخله يوم القيامة مدخلا كريما قال أبو بردة إحداهما لأبي عامر والأخرى لأبي موسى
باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان قاله موسى بن عقبة حدثنا الحميدي سمع سفيان قال حدثنا هشام عن أبيه

عکس صفحہ ۶۱۹ جلد دوم بخاری شریف مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۳ھ تصحیح شدہ نسخہ استاذ الکل محدث ایشیا محشی کتب صحاح ستہ شیخ المحدثین مولانا احمد علی سہارن پوری
استاذ الحدیث امام العلماء الربانیین سیدنا حضرت السید مہر علی شاہ گولڑوی والمحدث الجلیل الامام الشہیر حضرت مولانا وصی احمد السورتی محشی نسائی شریف قدست اسرارہم

ج ۴ ص ۱۴۱ سطر ۵) مگر اس سعیدی کی سکھا شاہی دیکھئے کہ کلام میں لفظ مقدر ماننے کے بہانے (جب کہ خود قرآن مجید میں متعدد جگہ الفاظ مقدر ہیں) حضور علیہ السلام کے لئے خلاف اولیٰ (جب کہ خلاف اولیٰ بارگاہ رسالت میں سوء ادبی ہے) اختیار کرکے اپنی شقاوت کا اظہار کر رہا ہے۔

ایک رات سکھوں نے گاؤں میں میٹنگ کی کہ اس سال زمین میں کماد کاشت کریں، تو ایک سکھ نے خدشہ ظاہر کیا کہ لوگ گنے توڑ کر چوس جایا کریں گے، نقصان کا خطرہ ہے۔ اس کا کوئی حل سوچنا چاہئے تو اس سعیدی کے ذہن کا ایک سکھ بولا کہ اس کا حل میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ سردی کا موسم ہے اور سب لوگ سرکنڈوں کے چھپروں میں سوئے ہوئے ہیں، آگ لگا کر پہلے سب آبادی جلا دو، جب سب لوگ جل مر جائیں گے تو کماد کاشت کرلینا، نہ کوئی ہوگا، نہ کماد توڑے گا۔

سعیدی بھی کہتا ہیں کہ حضور علیہ السلام کی گستاخی کرلو مگر لفظ مقدر نہ ماننا۔ حالانکہ بغیر لفظ مقدر ماننے بھی ذنب کی حضور علیہ السلام کی طرف اضافت کی صحیح توجیہیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) یہ ذنب بہ معنی گناہ ہو اور ک خطاب کی طرف اس کی اضافت بطور مجاز عقلی مجازی ہو اور ک کا مجازاً اسناد حضور علیہ السلام کی طرف ہو اور مراد حقیقت عقلیہ آپ کی امت اور آپ کے تابعین ہوں۔ جیسا کہ "زید شیر ہے" کہ یہاں زید کے لئے لفظ مجازاً بولا گیا ہے مگر مراد شیر جانور نہیں بلکہ مراد بہادری ودلیری ہے۔ اس کا کچھ بیان پہلے بھی کر آئے ہیں اور قرآن مجید میں بہت جگہ مجازاً استعمال بھی ہوا ہے جیسے واخفض لهما جناح الذل اور تجری من تحتها الانهار۔ دیکھو کتب علم بیان۔

(۲) یہ کہ ک کا حضور علیہ السلام سے خطاب حقیقی رہے مگر ذنب کا معنی تابعین لے لیا جائے جیسا کہ ہم کتب لغت سے ذنب کا یہ معنی بھی ثابت کر آئے ہیں اور ہم اسے اقرب الی الفہم بھی لکھ آئے ہیں۔ تو ان دونوں صورتوں میں ذنب کی حضور علیہ السلام کی طرف اضافت بھی قائم ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے گناہ یا خلاف اولیٰ ومکروہ کی معافی کا اثبات بھی نہیں ہوتا۔

سعیدی ورکنی اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ کی بنیاد خواہ مخواہ عطاء ادمی یا خراسانی کی توجیہہ پر سمجھ کر اس کے خلاف بلا وجہ بدزبانی کئے جا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی بنیاد عطاء کی توجیہہ پر کہ ما تقدم سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا گناہ ہے اور ما تأخر سے امت کے گناہوں کی بخشش مراد ہے، نہیں کیونکہ حضرت آدم نبی ہیں، ان کی طرف گناہ کی نسبت درست نہیں تو ک خطاب کی طرف اضافت مجازی مراد حقیقت عقلیہ

امت یا ذنب کا یہ معنی تابعین سے ذنب کی حضور کی طرف نسبت قرآنی بھی قائم ہے اور سعیدی اور رکنی کے وردِ نمونیا کا کرب والم کہ اگر ساری امت کی مغفرت ہو چکی تو قیامت کے دن شفاعت کس کی ہوگی اور یہ کہ آپ کی خصوصیت ختم ہوتی ہے۔ یہ دونوں تڑپتے ہوئے مریض ذنب بہ معنی تابعین جوان کے نزدیک زہر ہلاہل ہے اور حقیقت میں تریاق ہے کا ایک گھونٹ بھر کر تجربہ کرلیں۔ انشاءاللہ سارے روگ دور ہو جائیں گے، تجربہ شرط ہے۔ طاب اللہ ثری السری والامام الحنفی الشاہ احمد رضا البریلوی قدس سرہ العزیز۔

نظم قرآن کا سعیدی خدشہ آیت فتح میں آپ ﷺ کے بشارت فتح سے اگلے اور پچھلے صحابہ کی بخشش مراد لینے میں سعیدی اور اس کے ذنب رکنی کو چوتھا اشکال یہ ہے کہ نظم قرآن مجید میں خلل پڑتا ہے کہ اس آیت میں مذکور پانچ نعمتوں میں سے فتح اور اتمام نعمت و ہدایت صراط مستقیم و نصرت عزیز۔ تو حضور ﷺ کے لئے ہوتی ہیں مگر درمیان میں نعمت فتح کے بعد والی نعمت مغفرت ذنوب صحابہ کے لئے بنتی ہے۔ ان کا یہ اشکال بھی بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ مغفرت والی نعمت میں سببیت مغفرت کی نعمت حضور ﷺ کے لئے ہی ثابت ہو رہی ہے۔ آپ کا اپنی مغفرت کی بجائے صحابہ کی مغفرت کا سبب و وسیلہ ہونا ہی بڑی نعمت ہے۔ حدیث شفاعت میں حضور ﷺ کے سید الناس یوم القیامت ہونے کی وجہ یہی بیان ہوئی ہے کہ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام خود تو نجات یافتہ تو ہوں گے ہی مگر دوسرے لوگوں کا اول سبب مغفرت حضور ﷺ کی ذات گرامی ہی ہوگی تو آیت مذکورہ میں بھی۔ (۱) فتح (۲) سبب مغفرت ہونا (۳) اتمام نعمت (۴) تعبیر صراط مستقیم (۵) نصرت عزیزہ۔ پانچوں نعمتیں آپ کے لئے ہی ہیں۔ سعیدی و رکنی کی عقل اگر کام نہیں کرتی تو خدا کی مرضی ہم کیا کرسکتے ہیں۔

(۲) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خطاباً حضور ﷺ کے لئے مگر استفادۃً صحابہ کرام و امت کے لئے ہی ہے۔ فتح حضور ﷺ کے لئے مگر ورایئت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا انعام مؤمنین کو ملا۔ سببیت مغفرت کا تاج شفیع المذنبین کو پہنایا گیا مگر مغفرت صحابہ کرام کی ہوگئی۔ اتمام نعمت کی دولت آپ کو دی گئی مگر دین و دنیا کی نعمتوں فھدیٰ کم اللہ بی اور فاغناکم اللہ بی اور فجمعکم اللہ بی (مسلم ج ۱ ص ۳۳۹ طبع کراچی) سے صحابہ مالا مال ہوئے۔ ہدایت کا خطاب آپ کو ہوا مگر فھدیٰ کم اللہ بی کی جھولیاں صحابہ نے بھریں۔ نصرا عزیزا کی بشارت آپ کو ہوئی مگر یدخلون فی دین اللہ افواجا کے خزانے صحابہ نے لوٹے، نظم قرآن مجید میں خلل نہیں پڑتا۔ سعیدی و رکنی

کے نظم ایمان بعصمت رسول میں آگ لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کی سببیت برائے مغفرت اور صحابہ کی مغفرت کی رحمت سے بجھ سکتی ہے ورنہ نہیں۔

اطلاقات قرآن آیت لیغفر لک اللہ (الآیۃ) میں لک والے لام کے بہ معنی سبب ہونے پر مولوی سعیدی اور فساد ہذہ الامت محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی دوسری گیارہ آیتوں میں مادہ غفر کے بعد لام آیا ہے مگر خود امام اہل سنت نے وہاں "آپ کے سبب سے" کا معنی نہیں کیا۔ لہٰذا اس آیت فتح میں بھی یہ معنی نہیں ہوسکتا وہ آیات یہ ہیں۔

(۱) واستغفر لذنبک ۔ اوراپنوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔

(۲) واستغفر لذنبک و للمومنین و المومنات ۔ اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی چاہو۔

سعیدی کہتا ہے کہ یہ دونوں آیتیں نبی ﷺ سے متعلق ہیں۔ استغفر کے بعد لام ہے اور اعلیٰ حضرت نے یہاں حرف لام کا ترجمہ سببیت کے اعتبار سے نہیں کیا۔ دیکھ رہے ہیں آپ خود مصطفیٰ سببیت اپنے واسطہ فیضان مغفرت کو اپنی عطائے شرف سببیت مغفرت سے مشرف کرنے کا عطیہ دے رہا ہے۔ مگر یہ اندھا کہہ رہا ہے کہ یہاں لام کا معنی سببیت کا کیوں نہیں کیا۔ خود سبب کس کو سبب بنائیں ؟ کہاں استغفر امر استغفار اور کہاں بشارت لیغفر لک اللہ سے عطائے مغفرت! اسے کہتے ہیں دھکاشاہی۔

(۳) قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

(۴) رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی

(۵) ربنا اغفرلی ولوالدی

(۶) والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی

(۷) واغفر لابی

(۸) قال رب اغفرلی ولاخی

(۹) فاغفرلی فغفرلہ

(۱۰) فغفرنا لہ ذلک

(۱۱) قال رب اغفرلی وھب لی ملکا

ان آیات میں واقع تغفر، اغفر، یغفر کے بعد والے لام کے تعدیت کے لئے ہونے اور سببیت کا معنی نہ ہونے سے یہ دلیل پکڑنا کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک میں بھی لک والا لام بہ معنی سبب کے نہیں ہوسکتا، بہ چند وجوہ باطل ہے۔

(۱) ابتدائی دو آیات کے متعلق خدشات کے ہم جوابات دے چکے ہیں۔ آیت ۳ تا ۱۱ نو آیات میں حضور ﷺ کے متعلق مغفرت نہیں، دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ہے اور خود سعیدی نے حضور ﷺ و دیگر انبیائے کرام کے درمیان فرق لکھا ہے کہ "البتہ حضور ﷺ کے سوا باقی انبیائے کرام علیہم السلام سے وقتی طور پر اجتہادی خطا ہوئی" (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹) تو پھر سعیدی دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے مغفرت کے بعد لنا، لی، لابی اور لہ والے لام کے سببیت کے لئے نہ ہونے پر حضور ﷺ کے متعلق مغفرت کے بعد والے لام کو کیوں قیاس کرتا ہے؟ اس کا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

(۲) ان تمام آیات میں طلب مغفرت ہے جو تواضع پر محمول ہے مگر آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر میں عطائے مغفرت ہے جو تواضع پر محمول نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی خود تواضع کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کے لئے تواضع نہیں کرتا بلکہ اس کی رفعت شان فرماتا ہے۔

(۳) سعیدی نے آیت ۵، ۶ اور ۷ کے متعلق خود لکھا ہے کہ "حضرت ابراہیم کا میری خطائیں فرمانا تواضع وانکسار ہے" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۴۳) تو پھر وہ حضور ﷺ کے متعلق عطائے مغفرت کے بعد والے لام کو تواضع والی آیات میں طلب مغفرت کے بعد والے لام پر قیاس کیوں کرتا ہے؟

(۴) حضور ﷺ کی سببیت برائے مغفرت خلق کلی ہے جب کہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی سببیت جزئی ہے جیسا کہ احادیث شفاعت سے ظاہر ہے۔ لہٰذا لیغفرلک اللہ والے لام کا سببیت کے لئے ہونا ضروری ہے، آیات مذکورہ کے لئے ضروری نہیں۔

(۵) آیت ۳ تا ۱۱ میں لفظ ذنب نہیں، آیت لیغفرلک اللہ میں لک کے بعد لفظ ذنب ہے اور ذنب کا معنی تابعین کا باستعمال مصدر بہ معنی اسم فاعل ثابت ہے کما مر مراراً لہٰذا ہر مترجم کا فرض ایمانی ہے کہ اس آیت میں حضور ﷺ کو سبب مغفرت یقین کرے اور مغفرت آپ کے متبعین اور آپ کی امت کی قرار دے ورنہ لام تعدیت کی صورت میں حضور ﷺ کی مغفرت اور ذنب سے مراد آپ کے گناہ یا خلاف اولیٰ کام ماننا پڑیں گے جب کہ گناہ عصمت کے خلاف ہے اور خلاف اولیٰ شرعاً ممنوع و باعث غضب الٰہی ہے، جیسا کہ آگے صراحتاً آرہا ہے۔ تو حضور ﷺ کو گنہگار، غیر معصوم یا مرتکب امور ممنوعہ و مغضوب رب ماننا پڑے گا اور ایسا ماننا کفر ہے۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔ الا السعیدی والرکنی واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔

مفسرین کا بہانہ آیت مذکورہ میں جملہ لیغفرلک اللہ (الآیہ) میں لک والے لام کے

تعلیلیہ نہ ہونے اور اس کا معنی "آپ کے سبب سے" نہ ہونے کے دلائل میں سے اس کی آخری دلیل یہ ہے کہ "مفسرین میں سے کسی نے بھی اس لام کو تعلیل کے لئے قرار نہیں دیا" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) سعیدی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی مفسر نے خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر کی قید لگائی ہے؟ اگر نہیں تو سعیدی صاحب نے مفسرین کے خلاف یہ قید کیوں لگائی ہے نیز کتابوں کا تو یہ حال ہے کہ قرآن مجید کے بعد دنیا کی کوئی بھی ایسی کتاب بھی نہیں، جس میں غلطیاں نہ ہوں۔ جس کا ذکر ہم "اغلاط العلما" میں کریں گے۔ فی الحال ہم اس سعیدی سے پوچھتے ہیں کہ "مفسرین" سے اس کی کیا مراد ہے؟ وہ مفسرین جن کو یہ مفسرین ہونے کا سرٹیفکیٹ دیدے اور ایسے مفسرین جو حضور اکرم ﷺ کے لئے ذنب بہ معنی گناہ مان کر آپ کے لئے ماھو ادنیٰ بمنصبه الجلیل اور آپ کو سیآت المقربین کا مصداق بنا کر آپ کو اپنے منصب سے گرے ہوئے کام اور منصب نبوت کے لحاظ سے برائیوں کا مرتکب قرار دیں تو یہی سعیدی کے ذہن کا اصل روگ ہے۔ قرآن مجید اور سید الکل وکتاب لاریب فیه حضرت محمد ﷺ تو نور واحد ہیں کیونکہ دونوں کی صفت مشترک ہے کان خلقه القرآن اور وانک لعلی خلق عظیم اور و لقد آتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم۔ وحدت و جامعیت خلق و عظمت سے سب کچھ عیاں ہے۔ اسی لئے حضرت الشیخ الاکبر فرماتے ہیں۔ فلا فرق بین النظر الیه (القرآن) و بین النظر الی رسول الله ﷺ یعنی قرآن کا دیکھنا رسول اللہ کا دیکھنا ہے اور رسول اللہ کا دیکھنا قرآن کا دیکھنا ہے۔ الخ (فتوحات) تو قرآن کیسے حضور ﷺ کو مرتکب گناہ وخلاف اولیٰ قرار دے سکتا ہے اور آپ کیسے قرآن کو خلاف اولیٰ کہہ سکتے ہیں۔ تو سعیدی کے نزدیک اگر حضور ﷺ کو خلاف اولیٰ کاموں کا معافی یافتہ کہنے والے یا ادنیٰ امور وسیآت کا مرتکب بتانے والے مفسرین ہی مفسرین ہیں تو ہم انہیں مفسر نہیں مقصر کہتے ہیں۔ ایسے ہی اشقیاء مفسرین کے متعلق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کہتے ہیں۔ تنزیه الانبیاء مما نسب الیه المفسرون من الطامات (الیٰ قوله) یزعمون انهم فسروا کلام الله (الیٰ قوله) فلقد جاؤا فی ذالک باکبر الکبائر (فتوحات مکیه بقیه جز ثالث ص ۵۶۳) انبیا کرام علیہم السلام کی طرف غلط باتیں منسوب کرنے والے مفسرین سمجھتے ہیں کہ ہم کلام الٰہی کی تفسیر کر رہے ہیں حالانکہ یہ مفسرین سب سے بڑے مجرم ہیں۔ اور اگر محققین ائمہ تفسیر ملا حظین مقام رسول کو بھی یہ علامہ صاحب مفسر ماننے کی زحمت گوارا کرلیں تو ہم انہیں بیسیوں مفسرین کرام و مؤیدین کے نام بتاسکتے ہیں جنہوں نے آیت لیغفرلک الله میں لک والالام برائے تعلیل تسلیم کرکے حضور ﷺ کو سبب مغفرت قرار دیا ہے اور پسند کیا ہے۔

امام قسطلانی نے "مواہب اللدنیہ" میں اور قاضی عیاض نے "الشفا" میں اس آیت کی ایک یہ توجیہہ بھی بیان کی ہے کہ مغفرت ماتقدم من ذنبک سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ما تأخر سے مراد امت کی بخشش ہے۔ امام شہاب الدین خفاجی "نسیم الریاض" (شرح شفا قاضی عیاض) میں کہتے ہیں فاللام التعلیل ای غفر لاجلک ذنوب ابیک آدم لما توسل بک الی اللہ۔ اس توجیہہ کی صورت میں لک والا لام سببیت کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے حضرت آدم کی مغفرت فرمائی۔ حکاہ السمرقندی امام مفسر حسن بن احمد سمرقندی نے امام مفسر احمد بن عطا ادمی سے یہی نقل کیا ہے وحکاہ الثعلبی عن عطاء الخراسانی اور امام مفسر ثعلبی نے امام عطا خراسانی سے بھی یہی بیان کیا ہے۔ اسی جگہ سمرقندی کے ساتھ ہی مذکور ہے والسلمی یعنی صاحب طبقات الصوفیہ امام ابو عبد الرحمٰن سلمی نے بھی یہی کہا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں ولک معناہ لاجلک یعنی لک والا لام یہاں تعلیلیہ ہے۔ دیکھو (نسیم الریاض ج ۴ ص ۵۷ اور زرقانی شرح مواہب ج ۲ ص ۲۶۱) امام شہاب الدین خفاجی اور امام محمد بن عبدالباقی زرقانی بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ امام زرقانی تو اس توجیہہ پر امام سیوطی کے ایک خدشہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں لان اللام فی الآیۃ للتعلیل (زرقانی ج ۶ ص ۲۶۱) اور امام خفاجی لکھ رہے ہیں وھو مما لا یقال بالرائی (نسیم الریاض ج ۴ ص ۱۷۵) یعنی یہاں لام کا سببیت کے لئے ومغفرت آدم وامت کا ہونا قیاساً ہی نہیں، یہ امر قانوناً ولغۃً ونقلاً بھی مسلم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ لیا تھا اور لک والا لام تعلیلیہ ہے۔ سعیدی بتائے کہ امام خفاجی، امام زرقانی، ملا علی قاری، کیا یہ سب لغت سے جاہل تھے؟ یہ ۹ اجلۃ مفسرین حضور ﷺ کے متبعین وامت کی مغفرت مراد لے رہے ہیں۔

اگر سعیدی صاحب کو آپ ﷺ کی سببیت کی ابھی بھی کچھ تکلیف باقی ہے تو اسے ۱۱ کے انجکشن سے ۹ اور ۲ گیارہ کر دیتے ہیں۔ خود سعیدی نے لکھا ہے کہ امام الاجلۃ المفسرین نعمت اللہ فی دیار الہند از کی العلماء الامت المحمدیۃ الامام احمد رضا البریلوی اور اکبر العلماء العارفین غواص بحر التحقیق امام الکاشفین الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی نے بھی من ذنبک سے امت کے گناہوں کی بخشش لکھی ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا (الیٰ قولہ) تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے، الخ۔ پھر سعیدی خود اقرار کرتا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) واضح رہے کہ امام سیوطی نے بھی اس توجیہہ یعنی حضور ﷺ کے سبب سے مغفرت آدم و امت کی صورت میں لام کے سببیت کے لئے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں ان

صورت میں لفظ ذنب کی مغفرت آدم کی طرف نسبت ہونے کو نامناسب کہا ہے جس کا جواب امام زرقانی نے واللام للتعلیل سے دیا ہے، جس کا ہم بھی پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

امام سیوطی کے اس اعتراض سے ہمارا مؤقف اور بھی مضبوط ہو گیا کہ جب حضرت آدم کی طرف نسبت ذنب بہ معنی گناہ و خلاف اولیٰ محل نظر ہے کہ وہ معصوم ہیں تو سید المعصومین علیہ السلام کی طرف ذنب کی نسبت قطعاً درست نہیں اور سعیدی نے جو یہ کہا تھا کہ مفسرین میں سے کسی مفسر نے یہاں لام تعلیل کے لئے نہیں لیا، اس ثبوت کے بعد کہ اعاظم مفسرین (۱) حسن بن احمد سمرقندی (۲) احمد بن عطا ادمی (۳) امام ثعلبی (۴) امام عطا خراسانی (۵) امام سلمی (۶) ملا علی قاری (۷) امام شہاب الدین خفاجی (۸) امام زرقانی (۹) امام سیوطی (۱۰) امام بریلوی اور (۱۱) شیخ اکبر ابن عربی نے یہاں لام للتعلیل تسلیم کیا ہے، سعیدی کے جھوٹ کی ساری عمارت زمین بوس ہو گئی اور امام اہل سنت کے ترجمہ کو غلط کہنے کی سزائے روسیاہی اسے اسی دنیا میں مل گئی۔ آخرت کی سزا بھی قرض ہے۔

لغت میں قیاس نہیں ہوتا سعیدی نے آیت لیغفر لک اللہ میں لک واللام تعلیل کے لئے لے کر حضور علیہ السلام کو سبب بخشش صحابہ کے انکار اور خود سرور کونین علیہ السلام کے گناہ بہ معنی بخشش خلاف اولیٰ معاف ہونے کے اصرار پر ایک نیا مدارانہ کرتب دکھایا ہے کہ لام غفر کے بعد تعلیلیہ بنانا ایک قیاس ہے کہ حضور علیہ السلام چونکہ معصوم ہیں، لہٰذا معافی اور ذنب گناہ کی آپ کی طرف نسبت نہیں ہو سکتی لہٰذا لیغفر کے بعد لام تعلیل کے لئے لے کر آپ کو سبب اور بخشش گناہ صحابہ کی قیاساً مراد لے لی گئی ہے۔ سعیدی کہتا ہے کہ یہ محض قیاس ہے اور لغت میں قیاس نہیں ہوتا۔ اب ہم سعیدی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر لام سببیت کا لینا خلاف لغت ہے تو آپ نے شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۴۳ پر لام کے تعلیلیہ ہونے کی بنا پر کیے گئے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو بغیر تردید کے توجیہہ نمبر ۱ میں کیوں ذکر کیا۔ پھر اس کی تائید شیخ اکبر سے کیوں کرائی؟ صرف دس سال بعد اس کے قیاسی ہونے کا قانون بن گیا۔ قیامت میں ابھی کافی عرصہ معلوم ہوتا ہے مگر قبر قریب ہے اس کا خلاف قیاس ابھی تیار کر لیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر لغت میں قیاس نہیں تو یہ اوزان افعال و ابواب اور یہ سماعی و قیاسی کیا بلا ہے؟ "منجد" کی ابتدا میں عنوان ہے "بعض احکام قیاسیۃ" پھر اس کے الفاظ "نورد بعض تلک الاحکام القیاسیۃ" کا لغت میں ذکر کیوں؟ اور اگر ابھی سمجھ نہیں آئی تو بتائیے کہ "ذنب" کا معنی "بظاہر خلاف اولیٰ" کس لغت کی کتاب میں لکھا ہے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ولھم علیّ ذنب میں آپ نے ذنب کا معنی الزام کا کیا ہے۔ یہ کس لغت کی کتاب میں درج ہے۔ ہم نے اس

لک کے تعلیلیہ ہونے کے متعلق امام خفاجی کا قول کہ و ھو مما لا یقال بالرائی یعنی ان گیارہ مفسرین کا مادہ غفر کے بعد لام تعلیلیہ ماننا کسی مفسر کی رائے یا قیاس نہیں ازروئے لغت بھی صحیح ہے کیونکہ لغوی وسعت بقول امام زرقانی مذکور متحمل جمیع معانی ممکنہ ہے۔

ہم مادہ غفر کے بعد لام تعلیلیہ ہونے کے ثبوت میں گزشتہ صفحات میں دلائل دینے کے ساتھ خود حدیث میں مادہ غفر کے بعد لام تعلیلیہ ہونے کا غزوہ اوطاس میں حضور ﷺ کی دعا سے ثابت کر آئے ہیں۔فلینظر ثمہ تو یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح اور بے غبار ہے اوراب ہم اس آیت کے سعیدی ورکنی کے پسندیدہ وشرمناک ایمان سوز ترجمہ پر گفتگو کرتے ہیں۔

سعیدی و رکنی کا ترک اولیٰ، ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ و سیآت ان دونوں شقیوں نے امام اہل سنت کے ترجمہ کو نہ درست سمجھ کر مختلف نامراد مفسرین کے نامراد اقوال کی موافقت میں حضور سرور کونین ﷺ کی شان میں ایسی گستاخیاں کی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ سعیدی کہتا ہے کہ "علامہ اسماعیل حقی نے جو صحیح بات کی وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اولیٰ کام کو جو ترک کردیا یہاں اس کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے اور ترک اولیٰ کو آپ کے منصب جلیل کے اعتبار سے ذنب فرمایا گیا کیونکہ ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کی سیآت ہیں۔ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۰)

محمد زبیر رکنی نے اسی کو "خلاف اولیٰ" اور "ما ھو ادنی بمنصبہ الجلیل" کہہ کر حضور ﷺ کے لئے معافی بتایا ہے۔ (مغفرت ذنب ص ۱۵ و ۴۷) حامد سعید کاظمی نے بھی ان سے میری گفتگو کے دوران اپنے والد کاظمی صاحب پرافتراء ان کے ترجمہ کی تائید میں اسی "روح البیان" کے حوالے کا تذکرہ کیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان تینوں کے نزدیک حضور ﷺ سے ایسے کام سرزد ہوگئے تھے جو آپ کے منصب سے گرے ہوئے تھے اور آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے آپ سے آپ کے منصب کے لحاظ سے سیآت یعنی برائیاں سرزد ہوتی رہیں جو کہ حدیبیہ سے پہلے ہوچکنے والیں اور جو حدیبیہ کے بعد ابھی ہونی تھیں، معاف کردی گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ادنیٰ بمنصبہ الجلیل اور سیآت المقربین کے ماعلیہ کے متعلق تو ہم مولوی رکنی کی پسندیدہ توجیہات کے ذکر میں آئندہ بیان کریں گے۔ فی الحال ان دونوں مولویوں کے حضور ﷺ کے لئے تجویز کردہ خلاف اولیٰ کے متعلق سن لیجئے۔

خلاف اولیٰ ہم بتا آئے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ذنب ۱۱ دفعہ آیا ہے۔ ۷ دفعہ غیر معصوموں کے لئے آیا ہے اور ۴ بار معصوم ذوات مقدسہ کے لئے، یعنی ایک جگہ موسیٰ

علیہ السلام کے لئے اور تین جگہ مصدر معصومیت حضور علیہ ﷺ کے لئے بھی وارد ہوا ہے اور ان گیارہ جگہ کے علاوہ لفظ ذنوب کی صورت میں ۲۹ دفعہ ذکر ہوا ہے۔ ان ذنب و ذنوب کی کل ۴۰ صورتوں میں سے ۲ جگہ ذنوب بفتحہ ذال ڈول کے معنی میں اور ذنوب بضمہ ذال ۲۷ بار بہ معنی گناہ اور ذنب بھی ۷ دفعہ بہ معنی گناہ آیا ہے تو گویا یہ لفظ ۲ جگہ بہ معنی ڈول کے علاوہ اکثر و بیشتر ۳۴ جگہ بہ معنی گناہ ہی آیا ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر علماء اکابر و اصاغر نے تفسیروں و ترجموں میں اس گناہ والے معنی کے مشہور ہونے کی وجہ سے معصوم نبیوں کی نسبت ۴ جگہ وارد لفظ ذنب کا معنی بھی گناہ ہی کر دیا ہے اور یہ ان کی خطرناک غلطی بہت بڑے فساد و خطرات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

اس سلسلہ میں ۴ گروہ بن چکے ہیں۔ کیونکہ کتب لغت میں ذنب کا معنی تابعداری کرنا بھی ہے اور نافرمانی و گناہ بھی اور ذنب بفتحہ ذال وسکون نون کو ذنب بفتح ذال و نون سے مشتق قرار دے کر بہ معنی "الزام" بھی جیسا کہ ہم مفصل حوالہ کتب لغت ذکر کر آئے ہیں ۔ ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے لفظ ذنب کا معنی "الزام" اور حضور علیہ ﷺ کے بارے ذنب کی ک کی طرف اضافت یا تو مجازی ہے یا ذنب کا معنی تابعین کا لے کر دونوں صورتوں میں ترجمہ اپنوں یا اپنے خاصوں یا اپنے تابعین کا لیتا ہے۔ یہی مسلک مشائخ واولیائے وعلمائے اہل سنت ہے اور یہی حق ہے۔ دوسرا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضور علیہ ﷺ کے متعلق وارد اس لفظ کا ہر جگہ "گناہ" ہی معنی کرتا ہے۔ تیسرا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضور علیہ ﷺ کے بارے ہر جگہ "الزام" کا معنی کرتا ہے اور چوتھا گروہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے اس لفظ کا معنی "الزام" اور حضور علیہ ﷺ کے بارے "خلاف اولیٰ" یا "بظاہر خلاف اولیٰ" کا معنی کرتا ہے ۔ پھر خلاف اولیٰ و ترک افضل کا معنی کرنے والے (چونکہ ذنب کا معنی خلاف اولیٰ کسی لغت کی کتاب میں نہیں آیا) پریشان ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حقیقۃً تو یہاں خلاف اولیٰ ہی ہے ، قرآن نے خلاف اولیٰ کو مجازاً ذنب یعنی گناہ کہہ دیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقۃً تو ذنب یعنی گناہ ہی ہیں مگر ہم اس سے مجازی معنی خلاف اولیٰ مراد لے رہے ہیں۔ یہ آخری گروہ منافقین اہل سنت کا ہے۔ اور اسی گروہ کے تازہ فساد کے آخری شر رسالہ "مغفرت ذنب" و "شرح مسلم جلد ۷" میں درج بعض شعبدوں کا رد کرنا ہی اس وقت ہمارا موضوع بحث ہے۔

اول سواد اعظم۔ پوری دنیائے اسلام کے محقق علماء ربانیین واولیائے کاملین از امام المکاشفین شیخ اکبر محی الدین ابن عربی تا نعمۃ اللہ فی دیار الہند حضوری بارگاہ رسالت رأس الفقہاء مرجع العرفا بحر العلوم التفسیریہ والحدیثیہ امام اہل سنت الشاہ احمد رضا البریلوی کا ہے۔

دوسرا گروہ نجدی وخارجی ولی اللھیوں، تھانویوں، دیوبندیوں وہابیوں کا ہے۔ جس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

تیسرا گروہ چند خود ساختہ ڈاکٹروں کا ہے جن کا کوئی معیار نہیں۔

چوتھا گروہ ان منافق سنیوں کا ہے جو امام اہل سنت کے مسلک کے نام کا کھاتے بھی ہیں اور انہیں کو بھونکتے بھی ہیں بلکہ غلام رسول سعیدی تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے مسلک کے صدر الافاضل کے نام سے منسوب مدارس نعیمیوں کا اعلیٰ حضرت کے ہی خلاف منافرت پھیلانے کے لئے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔اب اس سعیدی اور اس کے پٹھے محمد زبیر رکنی حیدر آبادی کے خلاف اولیٰ کی سنئے۔

(۱) خلاف اولیٰ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے آپ اولیٰ کو سمجھیں کہ اولیٰ کیا ہوتا ہے پھر "خلاف اولیٰ" خود بخود سمجھ آجائے گا۔

شریعت کی زبان میں امت کے لئے "اولیٰ" امر مستحب کو کہتے ہیں۔ابن عابدین ردالمحتار میں کہتے ہیں ولاشک ان ترک المندوب خلاف الاولیٰ (ردالمحتار ج۱ ص ۱۱۷) یعنی یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ مستحب کا ترک کرنا خلاف اولیٰ ہوتا ہے جس سے واضح ہوگیا کہ مستحب کام کرنا "اولیٰ ہے" اور نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اب یہ ذہن نشین کر لیجئے کہ مستحب و اولیٰ کیا ہوتا ہے۔ اس اولیٰ و مستحب کی کتب فقہ میں دو تعریفیں کی گئی ہیں۔ امام حصکفی صاحب در مختار نے اس کی تعریف یہ کی ہے وھوما فعله النبی ﷺ مرۃ و ترکه اخری و ما احبه السلف یعنی مستحب کام وہ ہے جسے حضور علیہ السلام نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا، ترک فرما دیا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ تعریف سنت غیر مؤکدہ سے ملتی جلتی ہے لہٰذا مستحب کی سب سے اچھی اور جامع مانع تعریف امام ابن ہمام نے اپنی کتاب "التحریر" میں یہ کی ہے۔ فا الاولی ما فی التحریر ان ماواظب علیه مع ترک ما بلا عذر سنة و مالم یواظب علیه مندوب و مستحب وان لم یفعله بعد ما رغب فیه (ردالمحتار ج۱ ص ۸۷) یعنی آپ علیہ السلام جس کام کو کریں اور کسی عذر سے ترک فرما دیں آپ کا مستحب یعنی سنت مؤکدہ ہے اور بلا عذر ترک فرما دیں وہ سنت غیر مؤکدہ ہے اور جس کام کی امت کو ترغیب فرمادیں اور خود ہمیشہ ہی اس کو ترک بھی فرما دیں وہ امت کے لئے مستحب و اولیٰ ہے۔

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ امت کے لئے مستحب کی ان دونوں مذکورہ تعریفوں میں امت کے مستحب کے مستحب ہونے کے لئے نبی علیہ السلام کا اسے خود کرنا ضروری نہیں۔

ورنہ وہ کام مستحب نہیں رہے گا بلکہ سنت ہوجائے گا اور اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ دریں صورت کسی کام کا خلاف اولیٰ ہونا صرف امت کے لئے ہے کہ وہ اگر افضل و اولیٰ کام ترک کردے تو اس کے لئے یہ ترک خلاف اولیٰ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے کبھی کر کے اسے ترک بھی فرما دیا تو یہ بھی آپ کے لئے اولیٰ ہے اور صرف زبان مبارک سے اس کی فضیلت بیان فرما دیں اور خود کبھی بھی نہ فرمائیں تو بھی آپ کے لئے اولیٰ ہی ہے کیونکہ یہ اولیٰ و مستحب بنتا ہی آپ سے ہے اور اس کے لئے اس کا کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں۔

اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ سے آپ کے خلاف اولیٰ یا ترک افضل کا صدور ہو ہی نہیں سکتا۔ حضور علیہ السلام کا امت کے لئے کبھی کر کے اور کبھی ترک فرما کر یا زبان اقدس سے اس کی ترغیب فرما کر اور خود ہمیشہ ترک فرما کر کسی کام کو مستحب بنا دینا ہوتا ہے مگر اس کا کرنا مستحب اور نہ کرنے کا خلاف اولیٰ ہونا صرف امت کے لئے ہے۔ حضور اقدس علیہ السلام کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ آپ کے لئے اپنا اولیٰ بمنزلہ واجب کے ہوتا ہے جیسا کہ آگے عبارت آرہی ہے۔ فاحفظ ھذہ النکتۃ ترشدک فی مسئلۃ خلاف الاولی۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ آیت لیغفرلک اللہ میں حضور علیہ السلام کے لئے جس طرح گناہ کی معافی کا قول گستاخیٔ رسول ہے اسی طرح مفسرین یا دیگر علما کا حضور علیہ السلام کے لئے خلاف اولیٰ یا ترک افضل کی معافی کا قول بھی شقاوت وجہالت ہے۔

لہٰذا آج تک "آپ کے سبب سے آپ کے متبعین" یعنی اگلے پچھلے صحابہ کی بخشش کے سوا مفسرین یا علما کی باقی توجیہات کے ساتھ ساتھ کاظمی صاحب کی طرف غلط منسوب و سعیدی و رکنی کی یہ توجیہہ بھی باطل ومردود ہے۔

(۲) ترجمہ البیان وغلام رسول سعیدی کی خلاف اولیٰ کے ساتھ بظاہر خلاف اولیٰ کی بچر لگانے سے عیاں ہورہا ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی خلاف اولیٰ نبوت کے لئے مناسب کام نہیں مگر پھر بھی سعیدی اسی خلاف اولیٰ کو کبھی ترک افضل، کبھی ترک اولیٰ اور کبھی خطاء اجتہادی (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۱۹ و ۳۲۰) اور رکنی بار بار لفظ خلاف اولیٰ کی رٹ لگائے جا رہا ہے (دیکھو مغفرت ذنب ص ۲۴ و ۴۷) حالانکہ خلاف اولیٰ وترک افضل شرعاً ممنوع کام ہیں۔ امام قاضی عیاض اپنی کتاب الشفا میں لکھتے ہیں۔ فلو جوزنا علیہم الصغائر لم یمکن الاقتدا بھم اذ لیس کل فعل من افعالہ یتمیز مقصدہ بہ من القربۃ او من الا باحۃ او الحظر۔الخ (فصل واما ما یتعلق بالجوارح) یعنی اگر حضور علیہ السلام سے صغیرہ گناہوں کا

صدور ممکن مان لیا جائے تو ہمارے لئے آپ کی اقتداء ممکن نہ رہے گی۔جب کہ ہمیں لقدکان لکم فی رسول للہ اسوۃ حسنۃ سے آپ کی اقتداء کا مطلقاً حکم دیا گیا ہے۔الشفا کے لفظ اوالحظر کی شرح میں امام شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں۔ای المنع شرعاً لکونہ محرماً او مکروھاً او خلاف الاولی (نسیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۲) یعنی حرام اور مکروہ اور خلاف اولی، یہ سب کام ممنوعات شرعیہ سے ہیں۔

سعیدی کا معتمد علیہ امام ملا علی بھی یہی کہہ رہا ہے اوالحظر ای المنع حراماً او مکروھاً او خلاف الا ولی (شرح شفا ملا علی قاری صفحہ مذکورہ نسیم الریاض) امام قسطلانی نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں شفا کی یہی عبارت نقل کی تو امام زرقانی اسی لفظ اوالحظر کی شرح میں لکھ رہے ہیں بالمشالۃ ای المنع شرعاً لکونہ محرما او مکروھاً او خلاف الاولی۔لفظ حظر کے متعلق بالمشالۃ کہہ کر بتا رہے ہیں کہ یہ لفظ ض سے حضر نہیں بلکہ ض کے اوپر دُم لگا کر ظ سے ہے۔پھر کہتے ہیں کہ حظر بالظاء کا معنی ہے منع۔اور شرعاً منع کام کون کون سے ہیں؟ کہتے ہیں کہ وہ حرام اور مکروہ اور خلاف اولی ہیں (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۷)۔

مکروہ تنزیہی سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں امام قاضی عیاض کی شفا میں عبارت وقد ذھب بعضھم الی عصمتھم من مواقعۃ المکروہ قصداً کی شرح میں امام خفاجی لکھتے ہیں والمکروہ یکون کراھۃ تحریم وھو نوع من الحرام (الی قولہ) وکراھۃ تنزیہ کترک بعض المندوبات والمراد ھذا لان الاول داخل فیما تقدم مماجزموا بامتناعہ علیھم والثانی شامل بخلاف الاولی (نسیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۱) اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔ بلکہ امام قاضی عیاض نے تصریح کی ہے کہ خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی و تحریمی تو کیا جو چیز بھی او جبت الازراء والخساسۃ (الی قولہ) ویزری صاحبہ وینفر القلوب عنہ یعنی ہر چیز جو متانت و سنجیدگی کے خلاف ہو اور نبی کے بارے نفرت خیز ہو اور نبی کا رعب کمزور کرے، نبی اس سے بھی معصوم ہوتے ہیں بلکہ ماکان من قبیل المباح فادی الی مثلہ (نسیم الریاض ج ۴ ص ۱۴۰) یعنی مباح کام بھی جس سے نبی کے مقام و وقار میں فرق پڑے، اس سے بھی نبی معصوم ہوتے ہیں۔امام خفاجی شفا کے لفظ الخساسۃ کے تحت لکھتے ہیں ای الدناءۃ وکونہ مزوراً خسیساً فی اعین الناس یعنی ہر ایسا کام جو لوگوں کی نظروں میں خراب ظاہر ہو، اس سے بھی نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

اس مفتی محمد اقبال وسعیدی و رکنی کے بظاہر و صورت ذہب کی قید خود ان کے مخالف

ہو گئی کہ لوگوں پر ظاہر اور ہر بظاہر خلاف اولیٰ و بظاہر مکروہ و قبیح و بظاہر خسیس اور ہر بظاہر بیچ کام سے نبی معصوم ہوتے ہیں تو نبی کے لئے لوگوں کی نظروں میں ظاہر خلاف اولیٰ ثابت کرنے والا ان کی عیوب سے عصمت کا منکر شقی و مردود ہے اور ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ چونکہ معلم امور حسنہ ہیں اس لئے آپ کو صرف گناہ کبیرہ سے پاک مان لینے سے ہی مومن کی دوزخ سے خلاصی نہیں ہو جاتی بلکہ انہیں ہر گناہ کبیرہ، صغیرہ، ظاہر خلاف اولیٰ، ظاہر مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی، بلکہ ہر ظاہر خسیس و معیوب و ہر باعث نفرت و مخالف متانت و وقار بلکہ ایسا جائز کام جس سے نبی کی سنجیدگی و عزت و حشمت کو دھچکا لگے، سے بھی نبی کو معصوم ماننا ضروری ہے۔ علامۂ احناف میر سید شریف صاحب مواقف کے قول والقبیح عندنا ما نھی عنه شرعاً کی شرح میں لکھتے ہیں نھی تحریم او تنزیه یعنی حرام اور مکروہ تنزیہی سب قبیح کام ہیں (شرح مواقف ص ۴۲۴) اس سے ظاہر ہے کہ سعیدی کا یہ کہنا کہ خلاف اولیٰ سے مراد آپ کے مکروہ تنزیہی کاموں کی معافی ہے باطل و مردود ہو گیا۔

تو سعیدی کا یہ سارا پروگرام (کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے مغفرت ذنب کی اگلوں پچھلوں کی طرف نسبت سے قرآن میں آپ کی طرف اضافت میں خلل پڑتا ہے لہٰذا ذنب بتاویل خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی آپ کی طرف اضافت رکھ کر اضافت بھی باقی رہتی ہے اور حضور ﷺ کی عصمت میں بھی فرق نہیں پڑتا) جھوٹا ہو گیا، ولعذاب الآخرۃ اکبر۔

یہ رکنی و سعیدی اور ان کے جائے پناہ حقی و بغدادی خواہ صغیر باشد یا کبیر، مفتی شفیع باشد یا عثمانی و تھانوی باشد، کسے باشد، جس نے بھی حضور انور ﷺ کو مرتکب ترک افضل و خلاف اولیٰ قرار دے کر صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نازل آیت فتح میں آپ کے لئے خلاف اولیٰ کاموں کی معافی کا قول کیا ہے، انہوں نے معاذ اللہ آپ کو ممنوع کاموں کا مرتکب بنایا ہے ولا یقول به من فی قلبه مثقال ذرۃ من الایمان۔ ابھی کیا؟ اور سنئے۔

خلاف اولیٰ باعث غضب الٰہی ہے قاضی عیاض نے الشفا کی فصل واما الخصال المکتسبة میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت درج کی ہے جو کہ تفسیر روح المعانی وغیرہ میں بھی آیت وانک لعلیٰ خلق عظیم کی تفسیر میں درج کی ہے۔

قالت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها کان خلقه القرآن یرضی برضاہ ویسخط بسخطه حضور ﷺ کا خلق قرآن تھا جس کام پر اللہ راضی ہوتا تھا آپ بھی راضی ہوتے تھے اور جس کام پر اللہ ناراض ہوتا تھا آپ بھی ناراض ہوتے تھے۔ اس حدیث کے الفاظ ویسخط بسخطه کی شرح میں سعیدی کے مسلّم امام ملا علی قاری لکھتے ہیں

ای ویغضب ویکرہ ما ینافیہ من الحرام والمکروہ وخلاف الاولیٰ (شرح الشفا للقاری علی ہامش النسیم ج۱ ص ۴۸۱) یعنی اللہ تعالیٰ بھی حرام و مکروہ اور خلاف اولیٰ کام پر غضب کرتا ہے اور حضور ﷺ بھی حرام و مکروہ و خلاف اولیٰ کام کرنے والے پر غضبناک ہوتے تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ سے ترک افضل و خلاف اولیٰ کا صدور ماننے والے حضور ﷺ پر قرآن کے منافی کام کرنے اور آپ کو معاذاللہ خداوند کریم کا مغضوب علیہ بنا رہے ہیں۔فیا حیرتاہ۔نیز مطابق "توجیہہ مختار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی، اللہ تعالیٰ اولیٰ پر ہی راضی ہے فاولیٰ لھم طاعۃ و قول معروف اللہ تعالیٰ اولیٰ کام کرنے کا حکم فرما رہا ہے تو یہ تشریح حدیث مذکور اللہ تعالیٰ خلاف اولیٰ پر راضی نہیں بلکہ غضب فرماتا ہے ۔ ویطابقہ ما ذکرناہ من علی القاری ۔ لہٰذا حضور ﷺ خلاف اولیٰ نہیں فرماتے۔

(۳)اکثر علما کے نزدیک خلاف اولیٰ ومکروہ تنزیہی ایک ہی چیز ہیں۔علامہ شامی(باوجودیکہ ان کی رائے اس کے خلاف ہے) لکھتے ہیں کہ والظاھر تساویھما کما اشار الیہ اللامشی (ردالمحتار ج۱ ص ۸۷) یعنی امام شمس الائمہ حلوانی کے استاذ ابوالقاسم حسین بن علی لامشی نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ مکروہ اور خلاف اولیٰ(ترک افضل) ایک ہی شے ہیں(فرغانہ کے علاقہ میں ایک گاؤں کا نام لامش ہے)نیز یہ کہ مکروہ کا مقابل بھی اولیٰ ہی ہے۔

علامہ عبدالنبی احمد نگری مکروہ کے متعلق لکھتے ہیں وشرعا ما کان ترکہ اولیٰ، وھو علی نوعین، کراھۃ تحریم وکراھۃ تنزیہۃ (دستور العلماء ج۳ ص۱۱۹) مکروہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ترک کر دینا اولیٰ ہوتا ہے اور خلاف اولیٰ کا مقابل بھی اولیٰ ہی ہے۔

علامہ ابن رشد قرطبی نے بھی اپنی کتاب بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد میں مکروہ کی تعریف یہ کی ہے وان فھم منہ الحث علی ترکہ من غیر تعلق عقاب بفعلہ سمی مکروھا الخ(بدایۃ المجتہد ج۱ ص۵)اس کی مفصل عبارت ہماری کتاب "تحفۃ المناظرین" میں ہم دے چکے ہیں۔

مندوب کی تعریف مارغب فیہ اور اس کے ترک کے خلاف اولیٰ ہونے اور مکروہ کی تعریف الحث علی ترکہ وغیرہ سے خلاف اولیٰ اور مکروہ ایک چیز معلوم ہوتے ہیں اور نبی ﷺ سے مکروہ تنزیہی سرزد نہیں ہوسکتا۔کیونکہ یہ نفرت والا کام ہوتا ہے اور نبی سے نفرت کرنا کفر ہے۔

اسی لئے علامہ عبدالنبی لکھتے ہیں کراهة الشيء كراهة وكراهية فهو مكروه اذالم يرده ولم يرضه (دستور العلماء ج ۱ ص ۱۱۹) تو جب مکروہ ہوتا ہی نا پسندیدہ کام ہے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نا پسندیدہ کام کر کے خود نا پسندیدہ کیسے بن سکتے ہیں؟ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ و ترک افضل کی معافی ہونے کا قول شرعاً و عقلاً غلط اور غلط ہے۔

(۴) عام امت اور معدن عصمت ﷺ کے لئے خلاف اولیٰ کا حکم بھی علیحدہ علیحدہ ہے۔ عام امت کے لئے اولیٰ کام کرنا مستحب ہے اور نہ کرنا خلاف اولیٰ ہے مگر نبی کے لئے اولیٰ کام کرنا بمنزلہ واجب کے ہے اور ترک اولیٰ و ترک افضل بمنزلہ ترک واجب کے ہے اور یہ گناہ ہے۔ شرح مواقف کی عبارت گزر چکی ہے کہ مکروہ تنزیہی بھی قبیح کام ہے اور حضور ﷺ ہر نا پسندیدہ و قبیح کام سے پاک ہیں۔

جن علما نے لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ گناہ نہیں، ان کی مراد شائد یہ ہے کہ یہ گناہ کبیرہ نہیں مگر امام ابن حجر مکی کے قول کے مطابق جیسا کہ آگے آرہا ہے، خلاف اولیٰ بوجہ باعث غضب الٰہی ہونے کے گناہ کبیرہ ہے اور یا یہ کہ عوام کی نسبت یہ گناہ نہیں کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے احکام خاص بھی ہیں۔

علامہ عبدالعزیز نبراس شرح شرح عقائد میں لکھتے ہیں: لان ترك الافضل منهم كترك الواجب نبیوں کے لئے اولیٰ کام مثل واجب کے ہے اور ترک افضل و خلاف اولیٰ مثل ترک واجب کے ہے (نبراس ص ۴۵۴) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام معلّم افضل و اولیٰ ہی ہوتے ہیں، غیر افضل و خلاف اولیٰ کی تعلیم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے۔ وہ اگر خود ہی خلاف اولیٰ کریں گے تو امت بد ظن ہو جائے گی اور دین کا سارا نظام مختل ہو جائے گا۔

اس لئے حضور ﷺ کے لئے ترک افضل و خلاف اولیٰ کی معافی کی توجیہہ کرنے والے تمام اکابر و اصاغر مفسرین اور ان کے اذناب کی یہ توجیہہ شرعاً و عقلاً سراسر باطل و مردود ہے۔

الآن يحمي الوطيس | خلاف اولیٰ و مکروہ کے بارے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور عام آدمی کے احکام میں فرق ہے۔ عام آدمی کے لئے اولیٰ کام کرنا مستحب ہوتا ہے مگر نبی کے لئے واجب ہوتا ہے جیسا کہ نبراس کی عبارت میں آپ پڑھ چکے ایسی مکروہ تنزیہی بھی عام آدمی کے لئے بمنزلہ ترک مستحب ہے مگر نبی کے لئے مثل ترک واجب ہے اور جن علما نے لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ گناہ نہیں، وہ عام آدمی کی نسبت سے لکھا ہے

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت سے نہیں۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خلاف اولیٰ مثل ترک واجب اور گناہ ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ فاحفظ ھذا لئلا تقع فی دارلبوار۔

(۱) النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم (پارہ ۲۱ سورۃ احزاب) نبی مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ مالک ہے۔

(۲) ان اولی الناس با براھیم للذین اتبعوہ و ھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین (پارہ ۳ سورۃ آل عمران) بے شک ابراہیم کے ساتھ اولیٰ وہ لوگ تھے جو ان کے تابعدار ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے۔

ان آیات میں النبی و ھذالنبی سے حضور علیہ السلام کو مطلقاً اولیٰ فرمایا گیا ہے اور اولیٰ کے تمام معانی کے لحاظ سے آپ اولیٰ ہیں۔ متعدد احادیث میں حضور علیہ السلام نے خود اپنے آپ کو اولیٰ فرمایا ہے۔

(۱) انا اولی بکم بہ (جامع صغیرج ۱ ص ۲۹)

(۲) انا اولی الناس بعیسی ابن مریم اور

(۳) انا اولی الناس بالمؤمنین من انفسھم (جامع صغیرج ۱ ص ۱۰۸)

کے حوالوں سے آپ قطعاً خود اولیٰ ہیں اور اولیٰ کے تمام معانی الاجدر زیادہ لائق (منجد) احری زیادہ مناسب (صحاح جوہری) الیق زیادہ لائق (قاموس) زیادہ قریب، زیادہ مالک، زیادہ فضیلت والا، زیادہ مدد کرنے والا، زیادہ حقدار، زیادہ محبت کرنے والا کی رو سے اصل اولیٰ آپ ہی ہیں، دوسرا کوئی بھی آپ کے واسطہ فیضان سے ہی اولیٰ ہوسکتا ہے بالذات نہیں۔ ولا ریب فی ان ۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا   بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ ۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی   سب سے بالا و والا ہمارا نبی

تو آپ کی ذات اقدس بھی اولیٰ ہے اور آپ کی ذات مبارک کی اولویۃ اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کا ہر فعل مبارک بھی اولیٰ و افضل ہو ورنہ سلب الشیٔ عن نفسہ لازم آئے گا اور کبھی بھی آپ سے خلاف اولیٰ کام سرزد ہونے اور ترک افضل سے لازم ہوگا کہ آپ بوقت صدور خلاف اولیٰ و ترک افضل اولیٰ نہیں رہیں گے۔ فاذا بطل اللازم بطل الملزوم (روح المعانی ج ۲۵ ص ۸۰) اور یہ من بعض الوجوہ نص قطعی کا انکار ہوگا جو کہ کفر ہے ۔ کسی بھی اولیٰ فرد کے لئے اس کے کردار و افعال کا اولیٰ ہونا ضروری ہے ۔ تو

غلام رسول سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی نے جن جن مفسرین کے حوالوں سے آپ کی طرف مضاف لفظ ذنبک کا ترجمہ آپ کے گناہ بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ کیا ہے وہ سب مردود و باطل ہے۔ خلاف اولیٰ حسین کام نہیں ورنہ "معاف کردے" کا جملہ غلط اور حضور کا ہر فعل حسین ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس پر شاہد عادل ہے لہٰذا آپ کے خلاف اولیٰ کام ماننا شقاوت و جہالت ہے۔

خلاف اولیٰ و مکروہ کام کرنا گناہ ہے ہم نے مستند دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ و ترک افضل و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع شرعی و باعث سخط و غضب الٰہی کام ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے باعث غضب الٰہی کام کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے چنانچہ وہ کبیرہ گناہوں کی بحث میں لکھتے ہیں الکبیرۃ الثالثۃ والعشرون بعد الاربعمائۃ ارضاءُ القاضی وغیرہ الناس بما یسخط اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد متعدد احادیث ذکر کر کے امام حاکم کی یہ روایت بھی لکھتے ہیں من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج من دین اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سخط و غضب والا کام کر کے بادشاہ کو راضی کرنا گناہ کبیرہ ہے اور ایسا کرنے والا بے دین ہے (الزواجر عن ارتکاب الکبائر ج ۲ ص ۱۶۲) اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ سے خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی کام بھی مثل ترک واجب ہے اور ترک واجب فسق و گناہ ہوتا ہے۔

اب مفتی اقبال صاحب سعیدی و غلام رسول صاحب سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی سوچ لیں کہ خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ و ترک افضل و مکروہ تنزیہی جو بھی قرآنی ما تقدم یعنی ہو چکے، اگلے صغیرہ ہوں یا کبیرہ، گناہوں کا مرتکب قرار دے کر کیا ہوئے؟

میں انہیں ان کے ایمان کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ فوراً توبہ کریں، ان سے یقیناً غلطی ہوئی ہے۔ کسی عالم یا امام یا مفسر نے اگر ایسا لکھا ہے تو اس کی غلطی ہے۔

لاکھ ٹکریں مارلو! اعلیٰ حضرت بریلوی کی توجیہ ترجمہ کے علاوہ کسی صورت بھی گستاخی سے نہیں بچا جا سکتا۔ جگر گوشگان کاظمی صاحب سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ بھی توجہ فرمائیں، ضد بری چیز ہے۔ میں سب کا خیر خواہ ہوں ورنہ خدا کی مرضی۔

واضح رہے کہ ہماری کسی سے مخالفت صرف اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ کو غلط یا سہو کہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اصل مخالفت حضور ﷺ کی طرف نالائق شان نبوت گناہ، خلاف اولیٰ (نہ بہتر)، ترک افضل، خطاء، بظاہر خلاف اولیٰ (بظاہر نہ بہتر)، کوتاہی، مکروہ، کام منسوب کر کے آپ ﷺ کے لئے معافی کہنے کی وجہ سے ہے اور پھر یہی وجہ ہی اعلیٰ حضرت بریلوی کے صحیح ترجمہ کا خلاف کرنے والوں بنے ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو تو غلط نہ کہے مگر حضور ﷺ کے لئے مذکورہ امور میں سے کوئی امر لکھے یا بولے یا کہے کہ خلاف اولیٰ والے ترجمہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ میں معاذاللہ کوئی فرق نہیں، وہ بھی برابر کا مجرم ہے ۔ جیسے مفتی محمد اقبال سعیدی ملتانی وغیرہ ۔

اعلیٰ حضرت ذنب بہ معنی گناہ یا بتاویل خلاف اولیٰ وغیرہ باسناد حقیقی حضور ﷺ کی طرف منسوب ہی نہیں کرتے، امت کی طرف کرتے ہیں۔ مگر ان ترجموں میں گناہ بلا تاویل یا بتاویل آپ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ فاین ھذا من ذالک الحق حق والباطل باطل۔

تمام دنیا کے خلاف اولوی علماء کو چیلنج گمراہ فرقہ معتزلہ حسن و قبح اشیا کا عقلی مانتا ہے مگر تمام اہل سنت اشاعرہ و محققین ماتریدیہ، احناف، شوافع، حنابلہ، موالک، بحکم نص وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ ہم کسی کو رسول بھیجے بغیر عذاب نہیں دیتے (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵) ہر شے کی اچھائی برائی بہ حیثیت استحقاق ثواب وعذاب شرعی مانتے ہیں، عقلی نہیں۔

علامہ احناف میر سید شریف تصریح کرتے ہیں القبیح عندنا ما نھی عنہ شرعاً فھی تحریم او تنزیہ والحسن بخلافہ (شرح موقف ص ۶۴۴) اس سے ایک تو یہ ثابت ہو گیا کہ مکروہ تنزیہی بھی قبیح کام ہے اور دوسرا یہ معلوم ہو گیا کہ مُوجِب احکام اللہ تعالیٰ ہے اور مُعَرِّف و رہنماوبانی شریعت رسول ہی ہوتا ہے، اسی لئے کسی سابق رسول کی شریعت کے نشان مٹ جانے اور نئے رسول کے نہ آنے کے عرصہ کو زمانہ فترت کہتے ہیں دریں زمانہ اگر کوئی شخص وحدانیت اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لاسکے تو وہ معذور وغیر مکلف ہونے کی وجہ سے جنتی ہوگا، دوزخی نہ ہوگا۔

اس لئے بھی اہل سنت حضور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی مانتے ہیں تو جب مدار اجرائے شریعت و نفاذ احکام حسن و قبح رسول کی ہی ذات اقدس ہے تو اگر معاذاللہ خود خاتم النبیین اکمل مُعَرِّف ورہنما حسن و قبح اشیاء رسول اللہ ﷺ ہی گناہ، خلاف اولیٰ، ترک افضل، خطا، لغزش، بظاہر خلاف اولیٰ، صورۃ ذنب وغیرہ کی صورت میں بھی قبیح کام کرنے لگ جائیں تو پھر مُعَرِّف و رہنما حسن و قبح کون ہوگا ؟ کیونکہ آخری نبی تو آپ کی ہی ذات اقدس ہے۔

واضح رہے کہ خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ وغیرہ کے قائلین علمائے سوء کو بھی یہ تسلیم ہے کہ آپ کی شریعت حسن ہے اور یہ کہ خلاف اولیٰ امور قبیحہ ہیں ورنہ انکے الفاظ "معاف کر دے آپ کے لئے" کا کوئی مطلب ہی نہیں بن سکتا لہذا یہ توجیہہ قطعاً باطل و مردود ہے۔

آپ ﷺ کے لئے ماتقدم ہو چکے و ما تاخر جو بعد میں ہونگے خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف

اولی کا م ثابت کرنے والے علما جو ابھی زندہ ہیں وہ ملک کے کسی بھی مقام پر اور جو مردہ ہیں وہ عالم مثال (خواب میں) جس وقت چاہیں مجھ سے گفتگو کرلیں ورنہ تاجدار ختم نبوت ﷺ کی معصوم رہنمائی و ظاہر و باطن احسن مُعتَرِفِیْہِ و مُتَعَلِّمِیْہِ پر اس الزام سے فوراً رجوع کریں بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاھق ولکم الویل مما تصفون۔

تاویل و مجاز مثال مشہور ہے کہ جب کسی کا ایمان چلا جاتا ہے تو اس کی عقل بھی جواب دے جاتی ہے۔ سعیدی و رکنی اس بات پر تو متفق ہیں کہ خلاف اولیٰ و ترک افضل ذنب کی تاویل ہے یا مجاز ہے مگر اس میں مختلف ہیں کہ ذنب کا یہاں کیا معنی ہے۔

سعیدی تو کہتا ہے ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ ہے یا ہم معنی کرتے ہی نہیں مگر رکنی کہتا ہے کہ ذنب کا معنی تو گناہ ہے مگر اس کی تاویل خلاف اولیٰ ہے۔ امام و مقتدی بولی بھی ایک نہیں بولتے۔

جیسے کہ کسی جاٹ نے کسی بیٹے کو مرے ہوئے بچے والی بھینس بیچی اور رات کے وقت بھینس کے ساتھ گدھی کا کھوتہ بیٹے کو بھینس کا بچہ کہہ کر بھینس اور کھوتہ بیٹے کے گھر باندھ آیا۔ صبح بیٹے نے جب کھوتہ بھینس کے نیچے چھوڑا تو بھینس اچھل کر اُدھر اور کھوتہ ڈر کر دوسری طرف، بھینس اپنے کٹے کے لئے رینگ رہی ہے اور کھوتہ اپنی ماں کے لئے ہینک رہا ہے۔ بیٹے نے جاٹ سے شکایت کی کہ بھینس کا معاملہ گڑبڑ ہے۔ جاٹ نے کہا کہ جگہ نئی ہے، صبر کرو! سب معاملہ ٹھیک ہوجائے گا۔ بیٹے نے کہا کہ دودھ تو قسمت سے ملے گا مجھے تو یہ حیرانگی ہے کہ ماں اور بچہ بولی تو ایک بولیں۔

سعیدی صاحب بولتے ہیں کہ "ہم نے اس بحث میں ذنب کا ترجمہ بظاہر خلاف اولیٰ کیا ہے" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۵) اس سے پہلے کہتے ہیں "ذنب کے معنی میں تاویل کی جائے" مگر رکنی کہتا ہے کہ اس کا ترجمہ یا تشریح لفظ گناہ، خطاء اور کوتاہی (الیٰ قولہ) یہ امت کا اجماع ہے (مغفرت ذنب ص ۴۰) سعیدی صاحب ذنب سے مراد ترک اولیٰ کو مجاز کہتے ہیں (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۱۹) رکنی اس خلاف اولیٰ کو ہی کبھی تاویل مفہوم اور کبھی مجازی معنی کہتا ہے (رسالہ مغفرت ذنب ص ۷، ۴ سطر ۶ و ۲۲) علمائے فن کے نزدیک مجاز لفظ اور کلمہ میں ہوتا ہے، تاویل مفہوم میں ہوتی ہے کہ کسی مفہوم کی ادائیگی کے لئے بعلاقہ تشبیہ کوئی لفظ اپنے غیر ماوضع لہ معانی میں استعمال کرنا مجاز ہوتا ہے اس کو مجاز مفرد کہتے ہیں جیسے زید، اسد اور مجاز مرسل و مستعار کے لئے عام علماء کے نزدیک ۲۵ علاقوں میں سے اور محرر سطور کے نزدیک ان ۲۵ کے ساتھ علاقہ ظاہریت و

مظہریت ملا کر ۲۶ علاقوں میں سے کوئی ایک علاقہ ہو تو کوئی لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے علاوہ کسی دوسرے معنی میں مجازاً استعمال ہو سکتا ہے۔ تو مجاز کا استعمال لفظ میں ہوتا ہے معنی میں نہیں۔ یہ کہتے ہیں معنی میں مجاز ہے۔

مفتی محمد شفیع نے "معارف القرآن" میں یہی گستاخی بایں الفاظ کی ہے کہ خلاف اولیٰ کے لئے بطور ڈانٹ کے لفظ ذنب مجازاً استعمال ہوا ہے (معاذاللہ) سعیدی یہ گستاخی یوں کر رہا ہے کہ یہاں لفظ ذنب تو حقیقتاً گناہ کے معنی میں ہی مستعمل ہے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حقیقی معنی گناہ میں استعمال کردہ کو اس کے مجازی معنی میں بدل رہا ہے۔

محمد شفیع نے سنگل گستاخی کی کہ معاذاللہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے خلاف اولیٰ (جو محمد شفیع کے نزدیک بھی معمولی بات ہے) کو گناہ کہہ دیا۔ محمد شفیع کی توجیہ کے خطرناک نتائج ہم بیان کر چکے ہیں ضرور دیکھیں۔

سعیدی و رکنی نے ڈبل گستاخی کی ہے،اول یہ کہ (معاذاللہ) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ذنب بہ معنی موضوع لہ گناہ کی ہی معافی دی۔ دوم یہ کہ انہوں نے اس اللہ تعالیٰ والے معنی کو خلاف اولیٰ و ترک افضل سے بدل ڈالا،اس طرح قرآن کی معنوی تعریف کی۔ سعیدی و رکنی چونکہ چودھویں صدی کے تازہ بتازہ علامہ و ڈاکٹر ہیں، اس لئے ہمیں ان کے ایسے شاہکاروں کے ایسے نتائج برداشت کر لینے کی پاور میں مداخلت کا تو کوئی حق نہیں مگر ان سے یہ پوچھ لینے کا ہمیں ضرور حق ہے کہ:

(۱) آپ نے ذنب کی تاویل کا لفظ بار بار بولا ہے اور تاویل کی تعریف یہ ہے انه من الاول و هوالرجوع الى الاصل یعنی اصل مراد کی طرف لوٹنا علماً ہو یا عقلاً (روح المعانی)طلب مأل الشئی (دستورالعلماء ج ۱ ص ۲۶۷) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ لفظ ذنب سے اللہ تعالیٰ کی مراد حضور کے گناہ نہیں خلاف اولیٰ کام ہیں اور سعیدی یہ بھی کہتا ہے کہ یہ "کسی قسم کا گناہ نہیں" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) تو سعیدی یہ بتائے کہ حضور ﷺ کے نہ گناہ کو اللہ نے ذنب گناہ کیوں بتایا؟ تمہارا اللہ تعالیٰ پر یہ افتراء ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا ۔تم ظالم ہو اپنا انجام سوچ لو اور حشر میں ان کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔

(۲) آیت لیغفر لک الله (الآیۃ) میں لک والا لام بہ معنی سبب ہونے کا آپ نے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ کتب لغت میں مادہ غفر کے بعد والا لام تعلیل کے لئے ذکر نہیں ہوا۔ ہمیں بھی آپ کے پاس لغت کی تئیس کتابوں میں سے کسی ایک میں ہی ذنب کا معنی ترک افضل ،خلاف اولیٰ دکھا دیجئے!

آپ نے اپنے خودساختہ ترجمہ کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبہ و ماتاخر" تاکہ معاف کردے آپ کے اگلے پچھلے بظاہر خلاف اولیٰ کام" کے شوق میں امام اہل سنت کا حرف آخر صحیح ترجمہ "اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے" کا انکار کر کے کئی مظالم کئے ہیں۔

(۱) شرعاً ممنوع ومکروہ کام خلاف اولیٰ کا الزام افضل الانبیاء پر لگایا۔ (۲) حضور ﷺ کو ترک افضل و خلاف اولیٰ کام جو کہ باعث غضب الٰہی ہے کا مرتکب گردان کر آپ کو مغضوب علیہ گردانا (۳) محبوب خدا ﷺ کے لئے نہ گناہ پر گناہ کا لفظ بولنے کا اس کے محب رب العالمین پر افتراء کیا۔

ان سب ہذیانات سے فوراً رجوع کر کے اسے شائع کیجئے !اورشرح مسلم سے یہ تقریباً ۴۰ صفحات نکلوا کر ان کی جگہ امام اہل سنت کے ترجمہ باعث نجات دارین کی تائید میں ۴۰ صفحات لکھئے۔ حضور اکرم ﷺ کی عصمت از گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ کو اصل سمجھ کر اس میں مخل ہمہ اخبار احاد و اقوال مفسرین و کتب لغت کو رد کردیجئے ورنہ حشر میں لغت کی کتابیں اور تفسیر اسماعیل حقی وآلوسی وابو سعود اورابھی زیر بحث آنے والے اقوال صحابہ غفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر اپنے ساتھ رکھنا!

بارگاہ رسالت میں یہ کیس پیش ہونے والا ہے۔ حضور پرنور بتول پاک سیدہ زہرا کا یہ خاکروب محررسطور بھی انشاءاللہ آپ کے ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ پر جھاڑو پھیرنے کے لئے وہاں حاضر ہوگا ۔ فاعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال یعنی امت کے مفسرین

ہوں یا محدثین ، ان کے اقوال کو حق من الحق ﷺ کی عصمت کے حوالے سے قبول کرو ورنہ رد کردو (روح المعانی ج ۶ ص ۷۹)

احادیث و اقوال صحابہ | سعیدی اوراس کی پیروی میں رکنی حیدرآبادی نے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ آیت مذکورہ میں ذنبک سے مراد گناہ بہ معنی خلاف اولیٰ کام حضور ﷺ کے ہی معاف ہوئے ہیں، بطور مجاز عقلی امت کے گناہ یا ذنب بہ معنی تابعین لے کر آپ کے اگلے پچھلے صحابہ کی بخشش مراد نہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ۲ مرفوع حدیثیں اور ۵ روایات آثار صحابہ بھی پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ نے خود فرمایا:

(۱) غفر لی ما تقدم من ذنبی وما تأخر اور

(۲) خود فرمایا کہ قیامت کے دن عیسٰی علیہ السلام میرے متعلق کہیں گے غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ و ماتأخر۔

(۱)حضرت عائشہ نے حضور سے کہا غفر اللہ لک الخ۔ اور
(۲)عمر بن ابی سلمہ نے بھی آپ سے یہی لفظ کہے۔ اور
(۳) تین اور صحابیوں نے بھی ذنب بہ معنی گناہ کی انہیں الفاظ غفر اللہ لہ سے آپ کی طرف نسبت دی۔

بس انہیں اخبار آحاد کی بنیاد پر سعیدی و رکنی نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے کہ ذنب سے مراد آپ ﷺ کے ہی گناہ یا خلاف اولیٰ ہیں اور انہیں کی بخشش ہوئی ہے، آپ کے اگلے پچھلوں کی نہیں۔ ان بعض ضعیف و بعض غلط روایات سے ان کے استدلات کا فراڈ دیکھیے!

غلام رسول سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۱ سے یہ روایات اس ترتیب سے درج ہیں:

سعیدی و رکنی کی دلیل حدیث اوّل عن انس بن مالک قال لما نزلت هذه الاية علی النبی ﷺ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر مرجعه من الحدیبیة و هم یخالطهم الحزن والکابة وقد نحر الهدی بالحدیبیة فقال لقد انزل علی آیة هی احب الی من الدنیا جمیعا قالوا یا رسول اللہ قد علمنا ما یفعل بک فما یفعل بنا فانزلت لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها و یکفر عنهم سیآتهم وکان ذالک عنداللہ فوزا عظیما۔ قال عبدالوهاب فی حدیثه و اصحابه یخالطون ان الحزن والکابة و قال فیه هنیأمریئا لک یا رسول اللہ قد بین اللہ عز و جل ماذا یفعل بک (مسند احمد)انس بن مالک سے روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں داخل ہو کر مناسک عمرہ ادا کیے بغیر صلح نامہ حدیبیہ مکمل فرما کر ہمیں حدیبیہ میں ہی حضور ﷺ و صحابہ قربانیاں ذبح کر کے واپس مدینہ جا رہے تھے اور صحابہ سخت اندوہ و غم میں مبتلا تھے کہ بمقام کراع غمیم آپ پر آیات سورۃ فتح انا فتحنا لک فتحا مبینا ۔ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ما تأخر نازل ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیۃ نازل ہوئی ہے جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے ۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ! ہمیں معلوم ہو گیا جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا تو ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا ؟ تو یہ آیت نازل کی گئی لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات (الآیۃ) تاکہ مؤمنین و مؤمنات کو بہشت میں داخل کردے الخ۔ عبدالوہاب نے کہا ہے کہ جب آیت انا فتحنا تا آخر اتری تو صحابہ نے کہا هنیئا مریئا یعنی آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ جو کرنا ہے ، بیان فرما دیا ہے (شرح مسلم سعیدی ج ۷ ص ۳۲۱

ترجمہ بالاختصار)۔

رکنی نے بھی یہی روایت "مغفرت ذنب" کے صفحہ ۲ پر درج کی ہے۔ انس کی اس روایت کے بعد ۱۱ کتابوں میں بخاری و مسلم کا بھی حوالہ دینے کے بعد سعیدی لکھتا ہے کہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ حدیبیہ سے لوٹتے وقت جب آپ نے لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی تلاوت کی تو صحابہ کرام نے کہا یانبی اللہ ! آپ کو مبارک ہو، آپ کو بتا دیا گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ تب آپ نے بعد والی آیت پڑھی، جس میں مؤمنین کی مغفرت کا ذکر ہے۔ اس حدیث میں یہ صریح نص ہے کہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک میں آپ کے ذنوب (بظاہر خلاف اولیٰ) کی مغفرت کا بیان ہے۔ اگلوں پچھلوں یا امت کے ذنوب کی مغفرت کا ذکر نہیں (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۲)۔

محرر سطور کہتا ہے کہ اس روایت سے سعیدی کا یہ استدلال چند وجوہ صریح جھوٹ اور مردود و باطل ہے۔

(۱) عربی زبان میں ذنب کا معنی گناہ کا ہے یا تابعداری کا ہے، خلاف اولیٰ یا ترک افضل وغیرہ قطعاً نہیں۔ اگر تابعداری یعنی تابعداران کریں تو امام اہل سنت کا ترجمہ "آپ کے اگلوں پچھلوں کی بخشش" والا صحیح ہے اور اگر گناہ کا معنی کرتے ہیں تو آپ (حضور ﷺ) کے گناہ کی بخشش کا معنی ہوگا جو کہ خود سعیدی کو بھی پسند نہیں۔ اسی لئے خلاف اولیٰ کی طرف پھر خلاف اولیٰ سے بظاہر خلاف اولیٰ کی طرف بھاگا اور یہ "بظاہر خلاف اولیٰ" بھی غلط ہے۔

ترجمہ "البیان" میں فروگذاشت کے ذکر میں ہم مفصل دلائل سے اس کی تردید کر چکے ہیں، اس لئے اس مذکور روایت سے استدلال باطل ہے۔

(۲) مسند امام احمد کی انس بن مالک سے اس روایت میں ہے کہ آپ پر انا فتحنا لک فتحا مبینا اور لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر دو آیتیں نازل ہوئیں۔ مگر سعیدی صرف لیغفر لک اللہ والی آیت ذکر کرتا ہے، یہ اس کا جھوٹ ہے اور اگر کہے کہ ترمذی کی روایت میں صرف لیغفر لک اللہ والی آیت مذکور ہے تو باوجودیکہ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے " یہ روایت یا تو موضوع ہے یا کم ازکم ضعیف ضرور ہے کیونکہ ترمذی کی اس روایت کے راوی یہ ہیں۔ حدثنا عبد بن حمید نا عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ عن انس ۔ عبدالرزاق کذاب راوی ہے وانہ لکذاب یہ جھوٹا راوی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۴) پھر اوپر معمر عن قتادہ ہے،

معمر کی قتادہ سے روایت مردود ہے کیونکہ قتادہ عراق (بصرہ) کا رہنے والا ہے اور ناقد الرجال امام یحیی بن معین کہتے ہیں اذا حدثک معمر عن العراقین فخالفہ یعنی معمر کی روایات اہل عراق قتادہ وغیرہ سے قطعاً نہ مانو بلکہ اس کی مخالفت کرو کہ وہ غلط ہوتی ہیں یعنی جھوٹی ہوتی ہیں (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۴۵) یعنی ترمذی کی یہ روایت جس سے سعیدی و دیگر کذابین حضور ﷺ کے گناہوں (بظاہر خلاف اولی) کی بخشش ثابت کرنا چاہتے تھے خود ضعیف و ناقابل حجت ہے۔ خصوصاً عصمت رسول ﷺ کے اجماعی عقیدہ کے مقابلہ میں یہ روایت مردود ہے۔ معمر خود بھی ضعیف راوی ہے۔ کثیر الاوہام (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۴۹) لہٰذا سعیدی کی دلیل مردود ہے۔

(۳) انس بن مالک کی مسندوالی روایت کے مطابق کہ پہلے آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا اتری اور ساتھ ہی دوسری آیت لیغفرلک اللہ بھی نازل ہوئی تو صحابہ نے جو سخت غم و اندوہ میں تھے حضور ﷺ کو مبارک دی اور کہا کہ آپ کے ساتھ جو ہوگا وہ معلوم ہوگیا، ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو آیت لیدخل المؤمنین نازل ہوئی سے ثابت ہے کہ آپ کے فرمان مبارک سے پہلے دو چیزیں مذکور ہوئیں (۱) بشارت فتح مکہ (۲) مغفرت ذنب۔ سعیدی کہتا ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کو آپ کے گناہوں کی بخشش کی مبارک دی۔ محرر سطور کا دعویٰ ہے کہ صحابہ نے آپ ﷺ کو فتح مکہ کی مبارک دی۔ اب آپ اس آیت کے دو جملوں پر غور کریں۔ (۱) یخالطہم الکابۃ والحزن صحابہ سخت اندوہ و غم میں مبتلا تھے۔ (۲) ھنیئاً مریئاً آپ کو مبارک ہو یارسول اللہ! اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام جس وجہ سے غم و اندوہ میں تھے، ان آیات کے نزول سے ان کا وہ اندوہ و غم دور ہوگیا اورانہوں نے آپ ﷺ کو مبارکباد دی۔

اب علماء بتائیں کہ صحابہ کرام مدینہ طیبہ سے حضور ﷺ کے گناہ بخشوانے کے لئے آئے تھے یا طواف کعبہ کے لئے آئے تھے؟ نیز ان کواندوہ و غم مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے وکعبہ معظمہ کے طواف نہ کرنے کا تھا یا حضور ﷺ کے گناہ معاف نہ ہونے کا تھا۔ اگر تو صحابہ کرام کو اندوہ طواف کعبہ نہ کرسکنے کا تھا تو مبارک بھی فتح مکہ کی دی، حضور ﷺ کے ذنب کی معافی کا ان کے نزدیک تصور بھی نہ تھا تو فیصلہ میرے حق میں ہوگیا اور سعیدی نے جھوٹ بولا ہے اور اگر صحابہ حضور کے گناہ کی بخشش نہ ہونے کی وجہ سے اندوہ میں تھے تو پھر سعیدی سچا ہے کہ حضور ﷺ کی بخشش کا سن کر انہوں نے اپنی بخشش کا سوال کیا۔ پھر یہ روایت دوسرے طریقے سے بھی نا قابل حجت ہے۔ کیونکہ ان

کثیر کی نقل کے مطابق یہ روایت معمر عن قتادہ عن انس ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۳)اور معمر کو حدیث میں وہم ہوتا ہے کثیر الاوہام(تہذیب التہذیب حوالہ مذکورہ) اور قتادہ بھی ضعیف راوی ہے وکان قتادۃ معروفا بالتدلیس (تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ا ص ۱۱۶)

وقال جریر عن مغیرۃ عن الشعبی قتادۃ حاطب اللیل (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳) قتادہ رات کے وقت لکڑیاں چگنے والے کی طرح ہے کہ جس طرح اسے خشک وتر کا پتہ نہیں چل سکتا، قتادہ کو بھی صحیح وضعیف حدیث کا کوئی پتہ نہیں۔ للذا یہ اس مسئلہ ذنب میں صحابہ کے حضور کے گناہ سمجھنے کے ثبوت میں بمقابلہ عصمت نبی قطعاً نا قابل قبول ہے، ضعیف بھی ہے اور خبر واحد بھی، للذا مردود ہے۔

(۴)سعیدی نے اور اس کی سنت سیئہ کے اتباع میں فساد ہذہ الامت رکئی نے مسند کی اس روایت کے حوالہ میں بخاری و مسلم کا نام لے کر اس لئے صریح جھوٹ بولا ہے کہ باوجودیکہ بخاری و مسلم میں بھی بعض احادیث ضعیف بلکہ بعض تو موضوع بھی ہیں اور ان کے راوی بھی بعض مجروح بلکہ کذاب بھی ہیں مگر ان کی اکثر احادیث صحیح ہیں۔ للذا مسند احمد وغیرہ کتب جن میں صحت احادیث کا التزام نہیں، کے ساتھ شیخین کا نام بھی چیپ دیا گیا کہ صحابہ کے لیغفرلک اللہ والی آیت کے بعد حضور ﷺ کو مبارک اور اپنے بارے ما یفعل بنا والے سوال میں بخاری و مسلم بھی شامل ہیں۔

حالانکہ بخاری نے آیت لیغفرلک اللہ والی آیت کے بعد حدیث سے تورمت قدماہ بیان کی ہے۔ صحابہ کی مبارک ھنیئا مریئا اور ما یفعل بنا کا کوئی ذکر ہی نہیں (دیکھو بخاری ج ۲ ص ۷۱۶) بلکہ بخاری میں نزول انا فتحنا لک فتحا مبینا کے متعلق انہیں قتادہ و انس سے روایت یوں ہے عن انس بن مالک انا فتحنا لک فتحا مبینا قال الحدیبیہ قال اصحابہ ھنیئا مریئا فمالنا فانزل اللہ لیدخل المؤمنین و المؤمنات جنات (بخاری ج ۲ ص ۶۰۰)۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ نے حضور ﷺ کو فتح مکہ کی مبارک دی تھی اور اسی فتح مکہ کی مبارک کے ساتھ ہی اپنے لئے انعام کا سوال بھی کیا تھا۔ اس میں لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا ذکر ہی نہیں تاکہ ما یفعل بک سے حضور ﷺ کے گناہوں کی معافی سمجھنے کا صحابہ پر الزام لگایا جاسکے۔ بخاری کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آیت لیغفرلک اللہ اور آیت لیدخل المؤمنین یہ دونوں آیتیں صحابہ کے سوال فما یفعل بنا کے بعد صحابہ کی مغفرت اور دخول جنت کی نوید کے لئے نازل ہوئی ہیں اور آیت لیغفرلک اللہ کے صحابہ کے سوال سے پہلے ہونے کا معمر کا

وہم ہے یا قتادہ کی تدلیس واختلاط ہے۔ یہ تو بخاری کے حوالہ کا سعیدی دروغ تھا، اب مسلم کی روایت دیکھئے! عن قتادہ ان انس بن مالک حدثہم قال لما نزلت انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ الی قولہ فوزاً عظیما (الحدیث) مسلم ج ۲ ص ۱۰۲) یعنی آیت انا فتحنا سے فوزا عظیما تک نازل ہوئی۔ دیکھئے اس میں لیغفرلک اللہ بھی داخل ہے اور لیدخل المؤمنین والمؤمنات بھی داخل ہے مگر صحابہ کی مبارک اور اپنے لئے فما یفعل نبا کا ذکر تک نہیں جب کہ مسند احمد والی روایت میں یہی سوال جو باعث سب توہمات ہے مذکور ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت کی عبارت کا مفاد اور ہے اور مسند احمد والی روایت کی عبارت کا مفاد اور ہے لہٰذا اس حوالہ میں بھی سعیدی نے جھوٹ بولا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ سب روایات انس بن مالک سے قتادہ نے بیان کی ہیں، جس کے متعلق حاطب اللیل ومدلس ہونے کا آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کی روایت کا یہ حال ہے کہ اسی آیت لیغفرلک اللہ کے متعلق بخاری کی روایت مذکورہ میں اپنے شاگرد شعبہ کو صحابہ کا حضور ﷺ کو ھنیئا مریئا کہہ کر مبارک دینا اور پھر اپنے متعلق فما یفعل نبا کا سوال آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا کے متصل لکھواتا ہے اور مسند احمد و ترمذی والی روایت میں اپنے شاگرد معمر جواسکے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ ضعیف راوی ہے کو لیغفرلک اللہ کے بعد لکھواتا ہے۔ مگر مسلم والی روایت میں اپنے شاگرد ابن ابی عروبہ کو آیت لیغفرلک اللہ تو لکھواتا ہے مگر صحابہ کی مبارک اور ان کا اپنے متعلق سوال ذکر ہی نہیں کرتا۔ غرضیکہ کسی کو کچھ لکھوا دیتا ہے، کسی کو کچھ لکھواتا ہے۔

ایسے راوی کی ایسی مختلف الفاظ و باہم متضاد روایات کی بنیاد پر حضور ﷺ کی عصمت کو قربان کرکے اپنے گناہوں کی بخشش مان لینا، سعیدی و روکنی کی سراسر حماقت اور بارگاہ نبوت میں صریح گستاخی ہے۔

باقی رہی یہ بات جو بعض مفسرین بلکہ خود سعیدی نے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۴۵) اور فساد ہذہ الامت رکنی نے ''مغفرت ذنب'' ص ۳۰ پر بار بار ذکر کی ہے کہ یہ آیت ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی ناسخ ہے۔ حالانکہ جب آیت ما ادری مکیہ ہے تو آیت لیغفرلک اللہ بھی مکیہ ہونی چاہئے۔ مفسرین کی یہ بات قرین قیاس نہیں کہ ماادری تو مکہ میں نازل ہو اور مشرکین خوش ہوں کہ محمد ﷺ اور ہمارا حال یکساں ہے کہ آخرت کے حال کا نہ ہمیں پتہ ہے اور نہ آپ ﷺ کو ہے۔ اور حضور ﷺ کے مکہ سے ہجرت فرمانے کے ۶ سال بعد آپ کو بتایا جائے کہ آپ کے گناہ ہم نے بخش دیے ہیں۔ بلکہ اس آیت کو ناسخ قرار دینے کی صورت میں آیت لیغفرلک اللہ کا اس سورۃ فتح میں نازل ہونا بے محل

ثابت ہوگا۔ لہٰذا یہ قول درست نہیں۔ یہ آیت صرف خاص تابعدار ان نبی ﷺ حضرات صحابہ کی مغفرت کے لئے نازل ہوئی ہے اور بس۔ حدیث مذکور پر ہماری اس گفتگو سے مولوی سعیدی ورکنی کے سارے دروغ کی عمارت دھڑام سے گر کر زمیں بوس ہوگئی۔

البتہ اس شیطانی دیوار کا ایک کونہ ابھی باقی ہے وہ یہ کہ اگر لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے آپ کے صحابہ کی بخشش ہوگئی ہو تو پھر یہ لیدخل المؤمنین کی آیت سے تکرار لازم آئے گا (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۱ و مغفرت ذنب ص ۳۳) تو اس کا چندہ یہ ہے کہ گناہ کی بخشش کے بعد دخول جنت کا دوبارہ ذکر خود قرآن مجید میں بار بار موجود ہے۔

دیکھئے: عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیآتکم و یدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار (پارہ ۲۸ سورۃ مریم) وغیرہ متعدد آیات ہیں۔ تکفیر سیآت سے مراد مغفرت ہے اور دوبارہ ذکر دخول جنت مذکور ہے اور ابھی بھی میٹر درست نہ ہوا ہو تو صراحتاً لفظ یغفر کے بعد مکرراً و یدخلکم پڑھ لیجئے۔ یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار (پارہ ۲۸ سورۃ صف) اور اب یا تو چھوٹی میں پانی ڈال کر ناک ڈبو کر عداوت رسول میں مرجایئے اور یا پھر خود خدا تعالیٰ پر ۳۰۲ کی ایف آئی آر درج کرالیجئے۔

بہر حال اس آیت میں حضور ﷺ کے گناہ اور ان کی معافی کا عقلاً و نقلاً و شرعاً قطعاً ذکر نہیں بلکہ یہاں ذنب بہ معنی اسم فاعل ذانب یعنی آپ ﷺ کی مکمل تابع داری کرنے والے صحابہ کی معافی ہوئی ہے اور آپ کے سبب سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کرے۔

(۵) تقدم و تاخر حالت عارضہ اور مقولہ ظرف سے ہے اس کے لئے حد فاصل کا تقرر ضروری ہے اور یہاں حد فاصل وقت بشارت فتح ہے، جس کا تعلق واقعہ حدیبیہ سے ہے۔ محرر سطور حلفاً کہتا ہے کہ اس واقعہ حدیبیہ میں بشارت فتح سے پہلے یا بعد حضور ﷺ سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوا نہ ترک افضل اور نہ ہی خلاف اولیٰ۔ اگر سعیدی و رکنی حضور ﷺ کا ایک گناہ یا ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ یعنی ظاہر شریعت کی رو سے نہ بہتر کام ثابت کر دیں تو محرر سطور اپنی جان کا جرمانہ دینے کا اعلان کرتا ہے ورنہ یہ دونوں شقی توبہ کرلیں۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام سے فروگذاشتیں ہوئیں۔ مثلاً آپ ﷺ کا فرمان کہ اٹھو حلق کرو اور اپنے ہدایا (قربانیاں) ذبح کرو! صحابہ کا نہ اٹھنا اور حضرت عمر کا غصے میں آنا اور ''کادوا ان یہلکوا'' یعنی سب صحابہ

ہلاک ہونے کے قریب ہوگئے تھے (تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۹۷ تا ۲۰۰) تو آیت لیغفر لک اللہ میں مذکور "ما تقدم من ذنبک" سے انہیں فرو گزاشتوں کی معافی مراد ہے اور پھر حدیبیہ کے بعد غزوہ حنین میں تقسیم مال کے موقع پر انصار مدینہ کا یہ کہنا کہ "سب مال غنیمت اہل مکہ کو مل رہا ہے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا جارہا" وغیرہ کی "ماتأخر" سے معافی کا مژدہ سنایا جا رہا ہے۔

غرضیکہ ماتقدم و ماتأخر سے صحابہ کی غلطیاں معاف ہوئی ہیں۔ حضور ﷺ ہمیشہ ہی معصوم ہیں، پوری حیات طیبہ مع واقعہ حدیبیہ طیب و معصوم ہے۔ لہٰذا کسی بھی ایسی روایت سے آپ کے گناہ کی بخشش ثابت نہیں ہوسکتی اور اب سعیدی کی نقل کردہ اگلی روایت کا جائزہ لیتے ہیں۔

سعیدی ورنگی کی دلیل حدیث دوم | عن ابی ہریرۃ ان النبی ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست لم یعطھن احد قبلی۔ غفرلی ماتقدم من ذنبی وما تأخر (الحدیث)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے انبیاء پر ۶ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی۔

(۱) میرے تمام اگلے پچھلے ذنوب (بظاہر خلاف اولیٰ کاموں) کی مغفرت کردی گئی ہے۔
(۲) میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں تھا۔
(۳) میری امت کو تمام امتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔
(۴) میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور مطہر بنا دیا گیا ہے۔
(۵) مجھے کوثر دیا گیا ہے اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے۔
(۶) اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہارا نبی قیامت کے دن لواء الحمد کا مالک ہوگا، آدم و من سواہ اس کے نیچے ہوں گے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۳ و رسالہ مغفرت ذنب ص ۲۴) مسند بزار کی اس سوایت سے یہ "لالال وی جوڑی" ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس میں حضور ﷺ نے خود غفرلی اور ذنبی فرما کر بخشش اور ذنب کی اپنی طرف نسبت فرمائی ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ذنب فرمایا ہے جو کہ صیغہ واحد ہے مگر آپ کو گناہوں سے ملوث کرنے کے یہ شقی ترجمہ میں ذنوب یعنی بہت سے گناہ کہہ رہے ہیں اور ذنب کا معنی کتب لغت میں یا معصیت، گناہ ہے یا تابعداری کرنا ہے۔ تابعداروں کا معنی انہیں زہر ہلاہل نظر آتا ہے اور "گناہ" معنی کرنے سے چندہ بند ہونے کا خطرہ ہے، اپنی طرف سے قیاسی معنی "بظاہر خلاف اولیٰ" گھڑ کر دل کی آگ بجھاتے ہیں حالانکہ سعیدی نے خود کہا تھا کہ لغت میں قیاس نہیں ہوتا (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) مگر

اس روایت سے بھی ان کا حضور ﷺ کے گناہ ثابت کرنا چند وجوہ باطل و مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ یہ کتاب مسند بزار جس کا حوالہ دیا گیا ہے یہ ساری کتاب ہی معلل ہے۔ امام ذہبی کہتے ہیں ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البصری صاحب المسند المعلل (الیٰ قولہ) ذکرہ الدار قطنی فاثنی علیہ و قال ثقۃ یخطی و یتکل علی حفظہ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۴) معلل اس متن یا اسناد کو کہتے ہیں جس میں اسباب قادحہ فی الصحت ہوں۔ (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۵) جس سے معلوم ہوا کہ اس کا یہ سارا مسند ہی مقدوح ہے حضور ﷺ کی عصمت اجماعیہ کے خلاف خصوصیت "مغفرت ذنب" دوسرے کسی ثقہ محدث نے ذکر نہیں کی ۔ امام بخاری نے ۵ خصوصیات ذکر کی ہیں :

(۱) رعب۔

(۲) روئے زمین کا مسجد و پاک ہونا۔

(۳) غنیمتیں حلال ہونا۔

(۴) شفاعت عامہ۔

(۵) بعثت برائے تمام خلق (بخاری ج ۱ ص ۴۸ کتاب التیمم حدیث ۲) امام مسلم نے ۹ خصوصیات بیان کی ہیں، ان میں بھی یہ خصوصیت و غفر لی ماتقدم من ذنبی و ما تأخر مذکور نہیں تو بزار کی روایت ثقہ محدثین کی روایات کے خلاف ہے۔

ثقہ محدثین کی روایات کے خلاف روایت حدیث معلل وشاذ ہوتی ہے جو خصوصاً حضور ﷺ کی عصمت کے خلاف آپ کے لئے ذنب، گناہ اور پھر اس کی معافی کے اثبات کے لئے قطعاً مردود ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس روایت پر قائم صاحب مواہب للدنیہ کا عنوان و منھا انہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ الخ ۔ خود بخود ختم ہو گیا۔

(۲) ہیثمی کا اس کی سند کو جید کہنا بھی کچھ مفید نہیں جب کہ یہ بزار خود احادیث کے بارے میں خطا کار ہے جیسا کہ آپ "تذکرۃ الحفاظ" سے یخطی خطا کرتا ہے پڑھ آئے ہیں۔ ہیثمی تو کیا ہے امام ترمذی کے متعلق بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اس نے عبدالرزاق کذاب اور معمر کثیر الاوہام وقتادہ مدلس و حاطب اللیل کی روایت کو حسن صحیح لکھ دیا جو کہ ان راویوں کی وجہ سے حسن صحیح تو کیا ضعیف سے بھی اضعف ہے۔

(۳) یہ روایت ثقات کی روایات کے خلاف معلل و شاذ و نا قابل اعتبار ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں سب سے بڑی علت قادحہ یہ ہے کہ اگر اس کا یہ جملہ غفر لی صحیح مان لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ چونکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور گناہ گار نبی نہیں ہو سکتا تو

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور سید المعصومین ﷺ نے جو ہمیشہ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ واللہ انی لاتقاکم یعنی میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں، گناہوں سے بچنے والا ہوں، نے اپنے گناہ گار ہونے کا اقرار فرما کر اپنی نبوت کا انکار کر لیا اور اپنی گناہوں کی تو معافی مگر دوسرے نبیوں کی معافی ابھی تک نہ ہونے کی وجہ سے سب نبیوں کی نبوت کا انکار اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اور باقی نبیوں کو قبور میں ایذا رسانی کی۔ اس لئے یقیناً یہ غفر لی والا اضافہ بزار کے کسی راوی اور بزار کی خطا ہے اور اس کا حوالہ سعیدی و رکنی کی جہالت و شقاوت ہے۔

(۴) "شرح عقائد" میں فیصلہ کیا جا چکا ہے جیسا کہ ہم اس کی عبارت لکھ آئے ہیں کہ کوئی بھی خواہ صحیح ہی کیوں نہ ہو حدیث خبر واحد جو نبیوں کی عصمت قطعیہ سے متصادم ہو مردود ہوتی ہے۔ گناہ عصمت کے خلاف ہے اور اس خلاف اولیٰ بھی ممنوع شرعی و باعث غضب الٰہی ہے۔ دلائل گزر چکے ہیں اور بظاہر خلاف اولیٰ بھی نالائق مقام نبوت ہے۔ تفصیل گزر چکی ہے۔ اس لئے سعیدی و رکنی اپنی اخروی ہلاکت سے باز آجائیں۔

اس کے بعد سعیدی نے ص ۳۳۳ پر اور رکنی نے ص ۲۵ پر اسی مضمون کی ایک روایت بیہقی سے بایں الفاظ درج کی ہے۔ عن عکرمة قال سمعت ابن عباس یقول ان اللہ الخ۔ یہ روایت سراسر غلط ہے کیونکہ عکرمہ نے ابن عباس سے کوئی روایت سنی ہی نہیں۔ لم یسمع من ابن عباس (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۵۹) امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے (حوالہ مذکورہ) تو جب عکرمہ کا ابن عباس سے سننا ہی ثابت نہیں تو اس کا سمعت میں نے سنا ہے کہنا غلط ہوا، اس نے درمیان میں کوئی راوی چھوڑا ہے وہ راوی اگر مجہول ہے تب بھی یہ روایت نہ مقبول ہے اور اگر قتادہ ہے تو بوجہ قتادہ کے عراقی ہونے کے یہ روایت سرے سے ہی مردود ہے، اس کی توضیح ہم پہلے کر آئے ہیں۔ لہٰذا سعیدی کا سارا پروگرام مٹی میں مل گیا۔

اقوال صحابہ احادیث سے سعیدی و رکنی کے استدلال کا "ترلہ" اور اس کا حشر تو آپ دیکھ چکے، اب صحابہ کے اجتہاداً غلط اقوال سے بھی ان کی غلط کاروائی کا نتیجہ بھی دیکھ لیجئے۔

سعیدی و رکنی کی دلیل نمبر ۳۔ حدیث ثلث رھط عن انس بن مالک یقول جاء ثلاثة رھط الی بیوت ازواج النبی ﷺ الخ یعنی نبی ﷺ کی ازواج کے گھر تین صحابی آئے اور انہوں نے ازواج مطہرات سے نبی ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ جب ان کو بتایا گیا تو کانھم تقالوھا یعنی ان صحابیوں نے اپنے غلط خیال کے مطابق حضور ﷺ کی عبادت کو کم خیال کیا اور کہا۔ کہاں ہم اور کہاں حضور ﷺ۔ قد غفر لہ ماتقدم من ذنبہ

وما تاخر آپ کے تو اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت کردی گئی ہے۔ تو ایک نے کہا اما انا فا صلی اللیل ابدا میں تو ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا انا اصوم النہار ابدا ولاافطر میں تمام عمر روزے رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا میں ہمیشہ عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا تو حضور ﷺ تشریف لائے ۔ پس فرمایا ۔ تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ۔ اما ۔ خبردار ! واللہ انا اخشاکم للہ و اتقاکم لہ مجھے اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ گناہ سے بچنے والا ہوں لیکن میں کبھی روزے رکھتا ہوں کبھی چھوڑ بھی دیتا ہوں ۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور رات کو آرام بھی کرتا ہوں اور شادیاں بھی کرتا ہوں۔ تو جو شخص میرے طریقہ (سنت) سے اعراض کرے گا وہ میری جماعت سے نہیں ہے (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۶ بحوالہ بخاری ج ۲ ص ۷۵۷ و مشکوٰۃ ص ۲۷ و مصنف عبدالرزاق)۔

اس روایت سے سعیدی یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ چونکہ ان تین صحابیوں نے ذنب کی مغفرت کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی ہے لہٰذا ثابت ہوگیا کہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں آپ کے ہی گناہوں کی بخشش ہوئی ہے لہٰذا امام اہل سنت کا "آپ کے اگلوں پچھلوں" کی بخشش والا ترجمہ درست نہیں۔ مگر اس روایت سے اس کے استدلال کا اثبات نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی تائید ہو رہی ہے اور سعیدی کی دلیل کا رد ہو رہا ہے اور وہ اس طرح کہ ان صحابیوں نے ۵ باتیں کہی ہیں۔

(۱) حضور ﷺ کا عبادت تھوڑی کرنا۔

(۲) آپ کے گناہوں کی بخشش ہونا۔

(۳) صحابہ کا ساری رات عبادت کرنا اور آرام نہ کرنا۔

(۴) ہمیشہ صوم الدہر رکھنا۔

(۵) شادی نہ کرنا۔

ان کی ان پانچوں باتوں پر ناراض ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا۔ اما۔ خبردار اللہ کی قسم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ متقی گناہ سے بچنے والا پرہیزگار ہوں۔

سب لوگ اہل علم شریعت کا یہ اصول جانتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کا ہر قول و فعل اس وقت حجت بنتا ہے جبکہ نبی ﷺ یا تو اس کی تکریر و تصدیق فرما دیں یا اس پر

خاموش رہیں۔ اگر نبی ﷺ اس کو رد فرما دیں تو وہ رد ہو جاتا ہے، حجت نہیں بن سکتا۔
اب محرر سطور ناظرین سے طالب انصاف ہے کہ وہ بتائیں کہ حضور ﷺ نے ان صحابیوں کی مذکورہ پانچوں باتیں سن کر یہ فرما کر کہ خبردار مجھے اللہ کی قسم! میں تم سب سے پرہیز گار ہوں میں ساری رات عبادت نہیں کرتا، آرام بھی کرتا ہوں الخ۔ ان صحابہ کے حضور ﷺ کی عبادت کو تھوڑا سمجھنا آپ کے ہی گناہ بخشے جانے۔ ساری رات نماز میں کھڑے رہنے اور آرام نہ کرنے۔ صوم الدہر رکھنے اور شادی نہ کرنے کی تائید فرمائی یا تردید ؟
کوئی با حیاء مسلمان تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ ﷺ نے ان صحابہ کی باتوں پر خوش ہو کر ان کی ان باتوں کی تائید فرمائی ہے اور اگر آپ نے ان صحابہ کے ان خیالات کی تائید نہیں بلکہ تردید فرمائی ہے تو پھر سعیدی سے جواب طلب کرلیں کہ پہلی بات اور تیسری و چوتھی و پانچویں بات کی تو تردید ہوگی درمیان میں صحابہ کے قول غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ماتأخر کی تصدیق کیسے ہو گئی بلکہ آپ ﷺ کے فرمان اتقی یعنی سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں سے تو زیادہ تردید اسی غفرلہ الخ کی ہو رہی ہے۔
کیونکہ اتقی وہ نہیں ہوتا جو گناہ کر کے معاف کراتا پھرے، اتقی کا مطلب ہی یہ ہے کہ میں نے تو کبھی گناہ کیا ہی نہیں اس کی بخشش و معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ بعض صحابہ کے آپ کے لئے یہ جملہ کہتے پر آپ کا ان پر غضبناک ہونا تو صریح طور پر بھی احادیث میں موجود ہے جیساکہ آگے آرہا ہے لہٰذا امام اہل سنت کا ترجمہ صحیح اور سعیدی کی یہ دیدہ دانستہ فراڈ بازی داخل فی النار ہے۔
نوٹ: حضور ﷺ سے معاملات میں صحابہ کرام سے نادانستہ طور پر کئی غلطیاں ہوئیں۔ راجپالی مولوی ومفتی اس سے استدلال پکڑ کر حضور ﷺ کو گناہ گار نہ بنائیں۔
ایک اور دھوکہ سعیدی نے اسی روایت مذکورہ کے ساتھ ہی جس سے اس کے استدلال کا جنازہ نکلتا ہوا آپ نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ لیا، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی ایک عبارت سے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے جو کہ اسی مذکورہ روایت کے ترجمہ میں "اشعۃ اللمعات" سے نقل کی گئی ہے جس میں شیخ نے ان صحابہ کے قول غفر لہ الخ۔ کے ترجمہ "و حال آنکہ بہ تحقیق آمر زیدہ است از گناہاں او" کے بعد یہ لکھ کر "وندانستند آں عزیزاں ونیک نگر بستند کہ اندک عبادت الخ۔" صحابہ کے ان سارے اقوال کی بلی رغم انف السعیدی تردید کردی ہے مگر سعیدی کا مقصد اس طویل عبارت کے آخر میں شیخ کے اس کلام سے دھوکہ دینا ہے۔ "و در توجیہ غفران ذنوب آں حضرت ﷺ کہ قرآن مجید بداں ناطق است اقوال است۔ بہترین اقوال

آنست کہ این کلمہ تشریف است مر آں حضرت را از جانب مولیٰ تعالیٰ بے آنکہ ذنب وجود داشتہ باشد الخ۔" مگر اس سے بھی سعیدی کا یہ استدلال کہ شیخ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گناہوں کی مغفرت مان لی ہے قطعاً باطل ہے۔ اس لئے کہ شیخ یہاں ذنب کا معنی گناہ کر کے حضور ﷺ کے گناہوں کی مغفرت کے قائلین کے اقوال میں سے بہترین قول بتارہے ہیں۔

اس سلسلہ میں شیخ کا اپنا فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے "مارا نباید کہ دراں دخل کنیم و اشتراک جوئیم وانبساط نمائیم بلکہ برحد ادب وسکوت وتحاشی توقف نمائیم خواجہ را مے رسد کہ بابندۂ خود ہرچہ خواہد بگوید و بحد و استیلا و استعلا نماید و بندہ نیز باخواجہ بندگی وفروتنی کند دیگرے راچہ مجال و یارائی آنکہ دریں مقام درآید و دخل کند و ازحد ادب بیروں رود و ایں مقام پائے لغزش بسیار از ضعفاء وجہلاء وتحور ایشاں است ومن اللہ العصمت والعون (مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۳ طبع نول کشور لکھنو) پھر اسی آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر و دیگر پچیس آیات متشابہات کے ذکر میں لکھتے ہیں "و عجب از نادان کہ ایں آیت را بظاہر حمل کردہ توہم نسبت نقص و صدور ذنوب بعلو جناب وے نماید (مدارج النبوت ج ۱ ص ۸۷) شیخ کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ وہ اس آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں نہ تو ذنب کا معنی گناہ کرتے ہیں نہ ہی خلاف اولیٰ جیسا کہ رکنی و سعیدی نے کیا ہے۔ بلکہ آپ ادب و خاموشی کی ہدایت کررہے ہیں اور سعیدی و رکنی جیسے بے باک گستاخوں کو جاہل وضعیف العلم قرار دے کر ایسے اشقیاء کو تعزیر و سزا کا مستوجب قرار دے رہے ہیں۔ للذا سعیدی کے اس مداریانہ کرتب کا پول بھی ظاہر ہو گیا۔

اب ہم سعیدی و رکنی کی پچیس ۳ اور روایات و اقوال صحابہ سے ان کے استدلال کا حال آپ کو دکھاتے ہیں مگر پہلے ذہن نشین کر لیجئے کہ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر حدیبیہ کے موقع پر ۱۴۰۰ صحابی کے سامنے نازل ہوئی اور اس کے بعد ہزارہا صحابہ نے پڑھی اور سنی مگر سوائے ۵ صحابیوں کے جمہور صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اس میں حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ ذکر نہیں کیا صرف ۶ صحابہ نے اجتہادی غلطی سے اس سے آپ ﷺ کے گناہوں کی معافی سمجھی اور انہوں نے اپنے اس غلط مفہوم کو کبھی غفر لہ سے کبھی غفر لک اللہ سے کبھی باہمی اور کبھی حضور ﷺ کے سامنے بھی ذکر کیا مگر آپ نے ناراض ہو کر ام المؤمنین صدیقہ کو بوجہ محبوبہ ہونے کے نرم جواب افلا اکون عبدا شکورا دیا مگر صدیقہ کے سوا سب کا سخت طور

پر رد فرمادیا۔ اللہ کی قسم اٹھائی اور فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہوں یعنی تمہارا یہ عندیہ غلط ہے کہ میں نے گناہ کئے تھے جو معاف ہوئے۔ میں تو اخشی واتقی ہوں۔ گناہ بے خوف و بے تقویٰ سے سرزد ہوتے ہیں، اخشی واتقی سے سرزد نہیں ہوسکتے۔ ۳ صحابیوں کا قصہ اور حضور ﷺ کی زبان اقدس سے اس کا رد آپ پڑھ چکے اب باقی ۲ کے بارے روایات پڑھ لیجئے۔

سعیدی کی دلیل نمبر ۴۔ حدیث عائشہ و مغیرہ بن شعبہ امام بخاری روایت کرتے ہیں عن عائشہ ان النبی ﷺ کان یقوم من اللیل الخ۔ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ رات کو لمبا قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک پھٹ گئے تھے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا افلا آکون عبدا شکورا یعنی کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ رہوں (شرح مسلم ج ۷ ص ۴۳۸ و رسالہ مغفرت ذنب پہ روایت مغیرہ بن شعبہ ص ۲۲ مغیرہ نے قیل لہ سے ام المؤمنین کے قول کا ہی بیان کیا ہے واقعہ ایک ہی ہے) سعیدی و رکنی کہتے ہیں کہ چونکہ ام المؤمنین نے آیت لیغفر لک اللہ سے حضور ﷺ کے گناہ کی بخشش سمجھ کر اپنے قول غفر اللہ لک میں گناہ کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی ہے اور حضور ﷺ نے بھی افلا آکون عبدا شکورا سے گناہ کی بخشش کا اقرار کیا ہے۔ لہٰذا آپ کے ہی گناہ بخشے گئے ہیں آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تابعین کے نہیں۔ مگر سعیدی و رکنی کا یہ استدلال بھی چند وجوہ باطل ہے۔

(۱) ام المؤمنین نے حضور ﷺ کے لئے یہ جملہ قد غفر لک اللہ الخ۔ آیت لیغفر لک اللہ کے نزول کے بعد ہی کہا ہے۔ امام ابن حجر کہتے ہیں کہ ام المؤمنین کا یہ قول قد غفر اللہ لک مشعر بان ذلک بعد الحدیبیۃ (الیٰ قولہ) و اشعار الیٰ آیۃ الفتح (فتح الباری ج ۴ ص ۱۴۷) اور ام المؤمنین نے آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر میں ذنب کو بہ معنی گناہ لینے میں اس لفظ ذنب کے عام اور غیر معصوم لوگوں کے لئے بہ معنی گناہ ہونے پر قیاس کیا ہے اور قیاس کے لئے شرط ہے کہ وہ اصول شرع ثلثہ۔ کتاب و سنت و اجماع سے مستنبط ہو۔ ان کے مخالف نہ ہو۔ حالانکہ ام المؤمنین اور جس صحابی نے بھی حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کیا ہے وہ اجماع امت بر عصمت نبی ﷺ کے خلاف ہے۔ آپ۔ مجتہدہ تھیں، ہر مجتہد سے غلطی ہوسکتی ہے جیسے کہ خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ جمل میں آپ سے اجتہادی غلطی ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے لہٰذا ام المؤمنین کے اس قیاسی قول سے سعیدی کا

استدلال مردود ہے۔

(۲) حضور ﷺ کے ام المؤمنین صدیقہ کو جواب افلا اکون عبدا شکورا سے سعیدی کا یہ سمجھنا کہ آپ ﷺ نے اپنے گناہ کی بخشش کا اقرار فرما لیا غلط ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد سے آپ کا مقصد ام المؤمنین کے ذہن میں راسخ اس خیال کا رد کرنا تھا کہ عبادت صرف گناہوں کی بخشش کے لیئے کی جاتی ہے، گناہ نہ ہوں یا معاف ہو چکے ہوں تو پھر اتنی لمبی عبادت کی ضرورت نہیں۔ یہ افلا قرآن مجید میں متعدد بار مخاطب کے کسی نہ کسی قول یا فعل کے رد کے لئے آیا ہے، تصدیق کے لئے نہیں۔ آپ محبوبہ حبیب خدا تھیں اس لئے آپ ان سے درگزر فرماتے تھے۔ قصہ افک میں جب ام المؤمنین کے حق میں سورۃ نور نازل ہوئی تو حضور ﷺ آپ کو مبارک دینے حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ ام المؤمنین والد کے گھر بیٹھی تھیں۔ آپ کی والدہ نے ان سے کہا کہ قومی الیہ کھڑی ہو کر حضور ﷺ کی تعظیم کر، تو ام المؤمنین نے کہا کہ واللہ لا اقوم الیہ مجھے اللہ کی قسم میں آپ کے لئے کھڑی نہیں ہوتی (بخاری ج ۲ ص ۶۹۸) یہ آپ کی محبوبیت کا ہی مقام تھا کہ تعظیم نبی کا انکار انہیں معاف فرما دیا گیا ورنہ اگر کوئی اور ایسی بات کہتا تو اس کی گردن ماردی جاتی۔ اس لئے حضرت صدیقہ کا حضور ﷺ کو غفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کہہ دینا اور آپ کا انہیں کوئی سخت جواب نہ دینا مقام محبوبیت کے لئے رعایت تھی ورنہ دوسرے پانچ قائلین قد غفرلہ من ذنبہ وما تأخر صحابہ پر آپ غضبناک بھی ہوئے اور قسم اٹھا کر اپنے اتقی ہونے اور ان کے آپ کے متعلق گناہ اور پھر بخشش کے خیال کا پر زور رد بھی فرمایا۔ اس لئے سعیدی و رکنی کا اس روایت سے یہ استدلال باطل و مردود ہے۔

(۴) یہ روایت گو بخاری و مسلم میں ہے مگر ضعیف ہے۔ اس لئے کہ ان تمام روایات میں راوی مجروح، مجہول اور کچھ غیر معتبر ہیں۔ بخاری ج ۲ ص ۷۱۶ پر حضرت عائشہ والی روایت میں ایک راوی عبداللہ بن یحییٰ ہے۔ ناقد الرجال امام ذہبی کہتے ہیں مجھول (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۵۲۴) یہ عبداللہ بن یحییٰ مجہول راوی ہے اور مجہول کی روایت مردود ہوتی ہے۔ لہذا حضرت عائشہ والی روایت سرے سے ہی نا مقبول ہے اور نا قابل حجت، روات بخاری پر مردود ہے نیز اس عبداللہ کے متعلق یہ بھی ہے قال ابو زرعۃ وابو حاتم لا باس بہ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۷۷) اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لا باس بہ سے بچو (مشکوۃ ص ۲۴۲) اور لا باس بہ زیادہ تر ترک اولیٰ کے مفہوم میں ہی استعمال ہوتا ہے (ردالمحتار) یہی ام المؤمنین کی روایت مسلم ج ۲ ص ۳۷۷ پر بھی ہے۔

اس میں ایک راوی ابن قسیط ہے اس کا نام یزید بن علاقہ ہے۔امام حبان کہتے ہیں یخطیٔ۔روایت میں غلطیاں کرتا ہے۔امام مالک کہتے ہیں لیس ھناک حدیث کے لائق نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں لیس بالقوی(تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۴۳)نیز اسی سند میں ایک راوی ابن وہب ہے وہ مجہول ہے(تقریب التہذیب ص ۶۳۲)یہی ام المؤمنین والی روایت بلفظ قیل مغیرہ بن شعبہ سے بخاری ج ۱ ص ۱۵۲ و ج ۲ ص ۷۱۶ پر درج ہے۔ اس میں ایک راوی زیاد ہے جو بدمذہب و دشمن اہل بیت ہے۔اور مغیرہ سے یہی روایت مسلم ج ۲ ص ۳۷۷ میں بھی درج ہے۔اس میں بھی یہی زیاد بن علاقہ ہے قال الازدی سیئی المذھب کان منحرفا عن اھل بیت النبی ﷺ(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸۱) یہ زیاد بدمذہب ہے۔اہل بیت رسول ﷺ کا دشمن ہے لہٰذا عصمت نبی کے اجماعی مسئلہ کے مقابل ام المؤمنین کی اجتہادی خطا پر مبنی ان کے ایسے روایتاً ودرایتاً ضعیف قول سے استدلال قطعاً غلط ہے۔

امام بخاری و امام مسلم کی غلطی پارلیمانی قانون کے مطابق بھی کسی بھی ممبر کے غلط الفاظ کارروائی سے حذف کردیے جاتے ہیں۔ راجپالی و رشدی دشمنوں کو معصوم نبی پر گناہ کے الزامات کا موقع دینے کی بجائے صحابہ کی ایسی غلط باتیں کتابوں میں درج کرنے کی بجائے حذف کردینی چاہئیں تھیں۔

حضور ﷺ کے جملہ افلا اکون عبداً شکوراً سے آپ کی مغفرت گناہ پر سعیدی ورکنی کا غلط استدلال

افلا کلمہ توبیخ و تقریع ہے(روح المعانی ج ۱ ص ۲۴۸)یعنی آپ نے آپ کے گناہ کی بخشش کہنے پر صدیقہ کو جھڑکا اور ڈانٹا۔سعیدی و رکنی کہتے ہیں کہ حضرت صدیقہ کے وقد غفراللہ لک کے جواب میں حضور ﷺ نے چونکہ یہ نہیں فرمایا کہ اس سے میرے گناہوں کی مغفرت نہیں ہوئی بلکہ تمہارے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے بلکہ آپ نے فرمایا افلا اکون عبدا شکورا اس سے ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ نے اپنے ذنب اور اپنی مغفرت ذنب پر شکر کا اقرار فرما لیا۔ سعیدی و رکنی کا یہ نتیجہ نکالنا بچند وجوہ سراسر جہالت ہے۔

(۱)مغفرت ذنب اور عبادت شکر میں نسبت مطابقت نہیں بلکہ عام و خاص من وجہ ہے آپ نے یہ تو فرمایا ہے کہ اللہ کا شکر کررہا ہوں۔یہ کہاں فرمایا ہے کہ گناہوں کی معافی کا شکر کررہا ہوں؟ اپنی طرف سے یہ شوشہ لگانا سخت خطرناک ہے۔ من کذب علی متعمدا کی فقد کفر سزا ہے۔ کیونکہ سورۃ مزمل جس میں قم اللیل کا ارشاد ہے۔

مکہ معظمہ میں نازل ہونے سے پہلے بھی آپ کا یہ طویل قیام اللیل وعبادت وشکر معمول تھا مگر آیت مغفرت ذنب لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر جس کے حوالہ سے حضرت صدیقہ نے اجتہادی غلطی سے آپ ﷺ کے ذنب گناہ کی مغفرت سمجھ کر آپ کو قد غفرلک اللہ الخ کہا، ہجرت کے ۲ سال بعد حدیبیہ میں نازل ہوئی۔ اور جب ارشاد الٰہی قم اللیل کے وقت اس آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم (الآیۃ) اور مغفرت ذنب کا نزول ہی نہ تھا اور آپ اس قدر عبادت فرمایا کرتے تھے تو آپ کے عبد شکور ہونے کو مغفرت لازم نہ رہی۔ لہٰذا سعیدی و رکنی و ہمچوں ایشاں ابلہ علامثل نور بخش توکلی مصنف "سیرت رسول عربی" وغیرہ کا یہ ہذیان کہ آپ کا یہ شکر مغفرت ذنب کے لئے تھا، قطعاً باطل و مردود ہے، کیونکہ آپ بلا ریب معصوم عن المعصیۃ (گناہ) ہیں، ایسا نتیجہ نکالنا سراسر باطل ہے۔

ہم بار بار بتا آئے ہیں کہ ان کا ذنب کو خلاف اولیٰ کہہ کر اس سے کام نکالنا بھی قطعاً بے سود ہے کہ خلاف اولیٰ بھی شرعاً ممنوع و مکروہ بلکہ باعث غضب الٰہی اور انبیائے کرام کے لئے خصوصاً مثل ترک واجب ہے، حوالہ جات گذر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ سب تاویلات و نتائج مخترعہ سعیدی و رکنی باطل ہیں اور امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح ہے کہ گناہ حضور ﷺ کے نہیں بلکہ صحابہ کرام کے معاف ہوئے ہیں، آپ ﷺ ہر طرح پاک ہیں۔

(۲) حضرت صدیقہ نے آپ ﷺ سے آپ کے ذنب کی مغفرت کے شکریہ کا طریقہ نہیں پوچھا تھا تاکہ افلا اکون عبداً شکورا سے آپ کا اقرار مغفرت ذنب اور اس کے شکر کا بیان طویل قیام برائے شکر قرار دے دیا جائے بلکہ حضرت صدیقہ نے لم تصنع ھذا سے آپ کے طویل قیام کی لم (وجہ) دریافت کی تھی جس کو آپ ﷺ نے افلا اکون عبداً شکوراً سے واضح فرمایا۔ درمیان میں وقد غفراللہ لک الخ صدیقہ کا اپنا خیال تھا جسے آپ نے افلا اکون پر ہمزۂ استفہام انکار لگاکر صدیقہ کے تصور ذنب گناہ کا رد و انکار فرما دیا۔ امام خفاجی کہتے ہیں والاستفہام لانکار من ظن ان کثرۃ عبادتہ خوفا من الذنوب و طلبا لمغفرتھا (نسیم الریاض ج ۴ ص ۲۱۸)

سعیدی حضرت صدیقہ کے الفاظ وقد غفر لک اللہ پر تو گھی کے چراغ جلا رہا ہے مگر عظمت رسول جو نہ گناہ کی بخشش سے پہنچتی ہے، نہ خلاف اولیٰ سے، کو نظر انداز کر رہا ہے کیونکہ بخشش گناہ، گناہ ہونے کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں۔

واضح رہے کہ حضور ﷺ کی کثرت عبادت کی یہ روایت عموماً اکثر مؤرخین و مصنفین کی

قلم زو چلی آرہی ہے مگر اس روایت کا متن اس کے راویوں کی دستبرد سے وضعی صورت اختیار کر چکا ہے۔ کوئی راوی کہتا ہے تورمت قدماہ آپ کے پاؤں سوج گئے تھے، کوئی کہتا ہے تتفطر قدماہ آپ کے پاؤں پھٹ گئے تھے بلکہ حضرت داتا صاحب کی "کشف المحجوب" مترجم اردو میں تو معاذ اللہ یہ لکھا ہے کہ قدموں سے سفید پانی بھی بہتا تھا۔ کوئی راوی لکھواتا ہے افلا اکون عبدا شکورا، کوئی بیان کرتا ہے افلا احب ان اکون عبدا شکورا۔ لہٰذا اس روایت کے الفاظ یقینی نہیں رہے اور آثار الوضع علی بعض الفاظها ظاهرة کے علاوہ یہ روایت عقل و نقل کے بھی خلاف ہے۔

عقل کے اس لئے خلاف ہے کہ پاؤں کے اس قدر پھٹ جانے سے کہ ان سے پانی چل جائے، آدمی چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔ آپ کتنے دن مسجد تشریف نہیں لائے؟ پٹیاں کس نے باندھیں؟ یہ سب کسی راوی کا مبالغاتی کارنامہ ہے۔ نقلاً اس لئے درست نہیں کہ اسی بخاری کی دوسری روایت جو گزر چکی ہے میں ہے کہ آپ ﷺ نے اتنے لمبے قیام کو رد فرما کر خود اصلی و ارقد فرمایا ہے کہ میں رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں (بخاری ج ۲ ص ۷۵۷) ایسی صورت میں آپ کے پاؤں مبارک کی مذکورہ حالت در روایت عائشہ مبالغہ ہے اور کسی راوی نے ام المؤمنین پر یہ غلط الزام لگایا ہے۔

مزید برآنکہ اس روایت کی متابع روایات کے راوی بھی ضعیف ہیں تو یہ روایت متواتر نہیں خبر واحد ہے اور "شرح عقائد" میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ کوئی حدیث یا روایت خبر واحد جو کہ نبی کے گناہ کی طرف مشیر ہو جیسے کہ یہ روایت گناہ اور پھر بخشش کی طرف مشیر ہے، ایسی تمام روایات اخبار آحاد خواہ بخاری میں ہوں یا مسلم میں یا کسی بھی حدیث کی کتاب میں ہوں، صحیح ہوں یا ضعیف ہوں، ہر صورت مردود ہوتی ہیں۔ دیکھو بیان عصمت انبیاء، شرح عقائد۔ لہٰذا سعیدی و رکنی کا اس سے استدلال مردود ہے۔

ام المؤمنین کی ذاتی اجتہادی آراء اور اقوال سے صحابہ و علما کا اختلاف

حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں، اور مجتہد مخطی بھی ہوتا ہے اور مصیب بھی۔ حضرت صدیقہ کی کئی اجتہادی آراء و مسائل سے خود صحابہ کرام اور بعدہ علمائے امت نے اختلاف کیا ہے۔ معراج جسمانی ہوا، اس لئے حضرت صدیقہ کے قول ما فقد جسدہ یعنی آپ ﷺ کا جسد شریف آسمانوں پر نہیں گیا ہے جمہور علمائے امت نے اختلاف کیا اور معراج میں حضور ﷺ کا رب کو اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھنے کے متعلق

حضرت صدیقہ کا انکار باوجود صدیقہ کے مرفوع حدیث سے اپنے دعویٰ ثابت کرنے کے خود صحابہ کرام اور علما و محدثین نے صدیقہ کے ان اقوال کی تاویلات کی ہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت بوجہ جہالت راوی معتبر نہیں۔

اب حضور علیہ السلام کے لئے بخشش گناہ کے الفاظ پر حضور علیہ السلام کے ناراض ہونے پر خود صدیقہ کی دوسری روایت ملاحظہ ہو کہ بعض صحابہ نے حضور علیہ السلام سے کہا انا لسنا کھیئا تک یا رسول اللہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فیغضب حتیٰ یعرف الغضب فی وجہہ ثم یقول ان اتقاکم واعلمکم باللہ انا (بخاری ج ۱ ص ۷) یعنی بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ جیسے نہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں، تو حضور غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ بیشک میں تم سے زیادہ گناہوں سے بچنے والا اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تم نے مجھے گناہ بخشا ہوا کیوں کہا؟ میں نے کبھی نہ گناہ کیا ہے اور نہ ہی اس کی بخشش ہوئی ہے، میں اتقی ہوں، گناہوں سے بچا ہوا ہوں۔ تو حضرت صدیقہ کے اس علم کے باوجود کہ آپ علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت سے آپ ناراض ہوتے ہیں، آپ کو گناہ بخشا ہوا کیسے کہہ سکتی ہیں؟ لہٰذا وہ تورست قدماہ والی روایت راوی مجہول یحیٰ بن عبداللہ کی وجہ سے غلط اور یہ روایت جس میں خود صدیقہ آپ علیہ السلام کے لئے گناہ کے لفظ پر آپ کی ناراضگی بتا رہی ہیں، والی روایت درست اور عصمت کے مطابق صحیح ہے۔ لہٰذا صدیقہ و مغیرہ بن شعبہ کی یہ روایت صدیقہ کی ہی اس روایت کا رد ہوگئی اور مولوی سعیدی و رکنی کا اس استدلال باطل و مردود ہوگیا۔ ادھر تو یہود ہنود دشمنان اسلام حضور علیہ السلام پر گناہ و غلطیوں کے تابڑ توڑ حملے کر رہے ہیں، ادھر راجپال و رشدی کی معنوی اولاد یہ شقی علما و مفتی کتب حدیث میں بعض مجہول و کذاب راویوں کی غلط روایات سے حضور علیہ السلام کے لئے گناہ و خلاف اولیٰ کام ثابت کر رہے ہیں۔ اولاً تو محدثین کو ایسی مخالف عصمت رسول غلط حدیثیں درج ہی نہیں کرنی چاہئے تھیں اور اگر ان کی نا عاقبت اندیشی سے ایسا ہو ہی گیا تھا تو ان راجپالی نام نہاد محدثین و ڈاکٹروں کو انہیں اچھالنا نہیں چاہئے تھا۔ اعاذنا اللہ من شر العلماء المنافقین و المرتدین۔

خبردار امہات المؤمنین و صحابہ کرام علیہم الرضوان اور غیر صحابہ و عام علمائے امت کے احکام میں فرق ہے، امہات المؤمنین و صحابہ کرام سے جو غلطیاں فہم قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں وہ حق اللہ اور حق رسول تھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اور رسول اکرم علیہ السلام نے بھی حیات طیبہ ظاہرہ میں معاف فرمادیا۔ لہٰذا اب انہیں کفر نہیں کہا جاسکتا مگر اب وحی بند اور تاجدار

سیادت انبیاء علیہ السلام قبر انور میں پردہ فرما ہیں۔ لہٰذا اب صرف حضرات صحابہ کے بارگاہ رسالت میں معاف شدہ الفاظ کا بوجہ مجبوری ترجمہ تو وہی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض بزرگان دین وعلماء نے حدیث عائشہ تورمت قدماہ درج کتب حدیث میں لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے، مگر ام المؤمنین و صحابہ کے ایسے غلط اور معاف شدہ اقوال سے اب یہ دلیل لینا کہ اب بھی آپ علیہ السلام کے لئے گناہ کا لفظ بولا جا سکتا ہے جیسا کہ سعیدی و رکنی کر رہے ہیں، کفر و ارتداد ہے۔

حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ ظاہرہ اور حیات طیبہ قبر انور میں فرق ہے، حیات ظاہرہ میں آپ علیہ السلام نے حق اللہ و حق نبی کے جرم کا قصاص لے کر جیسا کہ آخری علالت کے ایام میں امہات المؤمنین سے آپ علیہ السلام کو باوجود آپ کے منع فرمانے کے لدود(دوا) دینے کے جرم کا انہیں دوائی دلا کر قصاص لے کر معاف فرما دیا اور اکثر صحابہ کو بلاسزا ویسے ہی درگزر فرما کر معاف فرما دیا مگر اب بوجہ پردہ پوشی قبر انور ایسا جرم کرنے والے کسی عالم کو معافی نہیں دی جا سکتی۔ خبردار! خبردار! ہماری حث و تحمیص میں یہ اصول ملحوظ رہے۔

سعیدی کی دلیل نمبر ۵۔ حدیث قبلۃ الصائم امام مسلم روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام نے بتایا کہ آپ روزے میں اپنی ازواج کا بوسہ لیتے ہیں تو عمر بن ابی سلمٰی نے کہا فقال یا رسول اللہ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر فقال لہ رسول اللہ ﷺ اما واللہ انی لاتقاکم للہ واخشاکم لہ (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۳۲ و مغفرت ذنب ص ۲۳ حوالہ مسلم ج ۱ ص ۳۵۳) مسلم کی یہ حدیث بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اسی مسئلہ اور اسی واقعہ کی یہ روایت مؤطا امام مالک میں انہیں ام المؤمنین ام سلمہ کے حوالہ سے ماجاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصائم میں بغیر ذکر عمر بن ابی سلمہ عن رجل قبل امراتہ کے الفاظ میں بڑے طویل واقعہ سے مفصلاً موجود ہے۔ اس میں اس جملہ قد غفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک کی جائے لسنا مثل رسول اللہ ﷺ یحل اللہ لرسولہ ماشاء فغضب رسول اللہ ﷺ و قال واللہ انی لا تقاکم للہ و اعلمکم بحدودہ (مؤطا ص ۲۳۱ طبع کراچی) کے الفاظ ہیں۔ مؤطا کی سند مسلم کی سند سے مضبوط ہے اور ویسے بھی مؤطا کا درجہ بخاری و مسلم سے اعلیٰ ہے کیونکہ مؤطا اصل اول اور بخاری اصل ثانی ہے اور مسلم کا درجہ بخاری کے بھی بعد ہے۔

اب مؤطا کی سند دیکھئے: مالک عن زید بن اسلم عن عطا بن یسار ان رجلا الخ۔ اور اب اسی روایت کے متعلق مسلم کی سند پڑھئے۔ امام مسلم کہتے ہیں: حدثنی ہارون بن اسماعیل الایلی حدثنا ابن وھب اخبرنی عمرو و ھو ابن الحارث

عن عبد ربہ عن سعید عن عبداللہ بن کعب الحمیری عن عمر بن ابی سلمۃ الخ۔ امام مالک اور اس روایت کے راوی عطا بن یسار کے درمیان صرف ایک مضبوط راوی زید بن اسلم کا واسطہ ہے اور مسلم اور عمر بن سلمہ کے درمیان ۵ راوی ہیں اور سند جس قدر مختصر ہو روایت مضبوط ہوتی ہے۔ چنانچہ بخاری کی ثلاثیات کی وجہ سے بخاری قدر آور مانا جاتا ہے اور مسلم کی سند میں راوی ابن وہب مجروح ہے اور مدلس ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں وکان یدلس (تہذیب التہذیب ج۶ ص ۷۳) تدلیس کا معنی ہے روایت کا عیب ظاہر نہ کرنا ، روایت کے الفاظ خلط ملط کرنا یا اپنے خیال وفہم کے مطابق روایت کے الفاظ بدل ڈالنا۔ ایسی روایت مضطرب کہلاتی ہے۔ ایسے راوی کی روایت اس کی تدلیس معلوم ہوجانے پر قبول نہیں ہوتی۔ اور یہاں مسلم والی یہ روایت بوجہ مخالفت متن بمقابلہ مؤطا کے تغییر شدہ ہے اور جملہ قد غفر اللہ لک الخ۔ اسی مدلس ابن وہب کی کارروائی معلوم ہوتی ہے جو کہ مردود و نامقبول ہے اور مؤطا کی روایت جس میں حضور ﷺ کے گناہوں کی بخشش والا جملہ سرے سے موجود ہی نہیں شرعاً وعقلاً صحیح ہے۔

لہٰذا یہ دونوں علامے سعیدی و رکنی ایک دوسرے کے گلے لگ کر روئیں اور ابن وہب کی فاتحہ دلائیں اور محرر سطور کے حق میں دعا کریں۔ اور ایسی مختلف الالفاظ کی روایت کے بہانے حضور ﷺ پر گناہ یا حیلہ ناجزہ خود خلاف اولیٰ کی معافی کا دھبہ نہ لگائیں کیونکہ معافی جرم کی ہوتی ہے نیکی کی نہیں ہوتی ۔ ایک دو تین چار پانچ کیا ہزاروں ایسی اخبار احادیث تو مبداء عصمت و معدن عصمت ہر معصوم ﷺ کی عصمت پر قربان کی جاسکتی ہیں مگر میتاً عن میت روایت شدہ ایسی حدیثوں پر آپ ﷺ کی تا ابد زندہ عصمت قربان نہیں کی جاسکتی۔

(۲) مسلم کی روایت کے مطابق بھی آپ ﷺ نے اما واللہ انی لاتقاکم للہ و اخشاکم لہ فرما کر عمر بن سلمہ کے فہم آپ کے غفران ذنب بہ معنی گناہ کا رد فرما دیا۔ آپ کے خدا کی قسم اٹھا کر اس فرمان کا کہ میں سب سے زیادہ اللہ کی رضا کے لئے گناہ سے بچنے والا ہوں کا مطلب ہی یہ تھا کہ میں نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ اتقی وہ نہیں ہوتا جو گناہ کر کے معاف کرالے، اتقی وہ ہوتا ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ پرہیز گاری گناہ کر کے معاف ہونے کا نام نہیں۔

سعیدی و رکنی صحابی کا قد غفر اللہ الخ۔ کہنا تو دیکھ رہے ہیں مگر اس کے جواب میں حضور ﷺ کی قسم کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ورنہ آپ کی یہ قسم اسی طرح ہے جیسا کہ حضرت صدیقہ پر منافقین کے الزام کے جواب میں فواللہ ما علمت فی اھلی

الاخیرا مجھے خدا کی قسم! میری بیوی اس الزام سے پاک ہے (بخاری ج ۲ ص ۶۹۷) اور مذکورہ روایت میں بھی آپ کی قسم اما واللہ خبردار مجھے اللہ کی قسم کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں اتقی ہوں، گناہوں سے پاک ہوں۔ مسلم اور مؤطا کی روایات میں راویوں نے اس واقعہ کا ایسا تیا پانچا کر دیا ہے کہ کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ مسلم کی روایت کی رو سے عمر پہلے حضور ﷺ کے پاس گئے، آپ نے انھیں ام سلمہ کی طرف بھیجا پھر حضور کے پاس آئے اور قد غفر اللہ کہا۔ مؤطا کی روایت کی رو سے اس شخص نے اپنی بیوی کو ام سلمہ کے پاس بھیجا وہ آپ سے پوچھ کر آئی تو اس شخص کی تسلی نہ ہوئی پھر ام سلمہ کے پاس بھیجا تو حضور ﷺ بھی ام سلمہ کے پاس تشریف فرما تھے..... تو آپ نے اس شخص کا جملہ یحل اللہ الخ۔ اس کی بیوی سے سن کر فرمایا واللہ انی الخ۔ نیز یہ روایات ظنی ہیں۔ عصمت نبی قطعی ہے، قطعی کو ظنی پر قربان کرنا محض بطالت و جہالت ہے۔

سعیدی کی دلیل نمبر ۶۔ حدیث صوم جنب | سعیدی نے مسلم ج ۱ ص ۳۵۴ سے حضرت عائشہ سے ایک صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے قد غفر اللہ الخ۔ کہنا نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس صحابی نے آپ ﷺ کو قد غفر اللہ لک کہ دیا تو آپ کے ہی گناہ کی بخشش ثابت ہوگئی مگر یہی واقعہ مؤطا امام مالک میں یوں ہے کہ عن عائشة ان رجلا الخ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور ﷺ دروازے پر کھڑے تھے اور میں اندر سن رہی تھی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ میں بعض دفعہ جنبی ہوتا ہوں اور روزہ کی نیت کر لیتا ہوں اور اسی حالت جنابت میں صبح ہو جاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خود روزہ کی نیت کر لیتا ہوں اور اسی حالت جنب میں صبح ہو جاتی ہے تو بعد صبح غسل کر لیتا ہوں اور روزہ رکھے رہتا ہوں تو اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں۔ قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وماتأخر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں فغضب رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم وقال واللہ انی لا رجو ان اکون اخشاکم باللہ و اعلمکم بما اتقی (مؤطا ص ۲۲۸ طبع کراچی) تو حضور ﷺ غصہ میں آئے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں یقیناً تم سب سے خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ گناہ سے اپنی بچت کے طریقے جاننے والا ہوں۔

امام خفاجی کہتے ہیں کہ مسلم کی روایت میں اس شخص کے آپ کو قد غفر اللہ

لک ما تقدم من ذنبک وماتأخر کہنے کے جواب میں حضور ﷺ کا صرف واللہ انی لا رجو الخ۔ ہے مگر مؤطا والی روایت میں اس کے آپ کے لئے ایسا کہنے پر کہ "آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہیں" حضور ﷺ کا غضبناک ہونا اور پھر اللہ کی قسم اٹھا کر یہ فرمانا کہ گناہ سے بچنے کا سب سے زیادہ عالم میں ہوں، بتا رہا ہے کہ آپ نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔

امام خفاجی کہتے ہیں ومن علم بما یتقی و جزاء ہ وعظمۃ من یخشاہ کان ابعد منہ و احذر (نسیم الریاض ج ۴ ص ۲۱۹) یعنی حضور سے گناہ ہو ہی نہیں سکتے۔ تو جن علماء ومفسرین اکابر و اصاغر بمع مفتی وسعیدی و رکنی نے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا معنی "تاکہ بخش دے آپ کے اگلے پچھلے گناہ" یا "خلاف اولیٰ" یا "بظاہر خلاف اولیٰ" کیا ہے یہ سب حضور ﷺ کے مغضوب علیہم ہیں۔

دیکھ لیا آپ نے مولوی سعیدی نے مؤطا والی روایت کو نظرانداز کر کے کیوں کہ اس میں جملہ فغضب صریح اور نا قابل ہیر پھیر تھا صرف مسلم کی روایت ذکر کی اور اس میں بھی صحابی کے قول قد غفر اللہ کو اپنا مرکز استدلال بنا کر اس کے رد میں حضور اکرم ﷺ کی قسم کو غیر معتبر اور آپ کے فرمان ان اکون (الیٰ) بما اتقی کو فضول قرار دے کر مداری والا کرتب ایک یا دو دکھانا چاہتا تھا مگر محرر سطور نے اس کی ساری بازی الٹ دی کہ سعیدی تو غیر معصوم صحابی کے قول سے حضور ﷺ کے گناہ کی بخشش ثابت کرنا چاہتا تھا مگر میں نے خود حضور اکرم معدن عصمت ہر معصوم ﷺ کے غضب سے سعیدی کا مغضوب علیہ ہونا ثابت کردیا۔ کیونکہ صحابہ کو تو ایسے اقوال پر درگزر اور قسم کی تنبیہ فرما کر آپ نے معاف فرما دیا مگر بعد والے یہ سب علماء کسے باشد مجرم ہیں اور اب معافی نہیں ہوسکتی کیونکہ صاحب حق حضور ﷺ پردہ فرما چکے ہیں، برزخ قبر اور دنیا کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام کی اجتہادی غلطیوں پر اپنے کو قیاس نہ کریں اور ہر صحابی کا ہر قول جو مخالف عصمت رسول ﷺ ہو حجت نہیں۔ صحابہ کرام کے کئی اقوال پر فغضب رسول اللہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ غیر صحابی کو صحابی پر قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور اب سعیدی و رکنی کا ان کے آخری فریب حدیث شفاعت سے استدلال کا حال بھی دیکھ لیجئے۔

سعیدی و رکنی کی دلیل نمبر ۷۔ حدیث شفاعت فیاتونہ یعنی قیامت کے دن شفاعت کے لئے جب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے کہ میں اس وقت تمہاری شفاعت نہیں کرسکتا تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ فقد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

۳۰۳/۳۴۲ و رسالہ مغفرت ذنب ص ۳۰ حوالہ بخاری ج ۲ ص ۹۷۱) یہ روایت اسی طرح مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ پر بھی موجود ہے اور اس طویل حدیث شفاعت سے اس حصہ کے ذکر کرنے سے ان دونوں معاندین عصمت نبوت کا مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی ذنب (گناہ) اور اس کی بخشش کی نسبت بھی حضور ﷺ کی طرف کر رہے ہیں۔ لہٰذا آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا یہ ترجمہ صحیح نہیں کہ آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں پچھلوں کی بخشش ہوئی ہے بلکہ آپ کے ہی گناہوں کی معافی ہوئی ہے۔

فساد ہذہ الامت رکنی نے تو اپنے رسالہ میں بار بار یہ کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں، حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں، جیسے کہ کسی مرشد نے اسے یہ وظیفہ بتایا ہوا ہے مگر اس حدیث شفاعت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب اس حضور ﷺ کی طرف ذنب گناہ یا خلاف اولیٰ کی نسبت سے بھی غلام رسول سعیدی و محمد زبیر حیدر آبادی کا استدلال چند وجوہ سراسر باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ یہ روایت اس طرح کہ یہ جملہ فقد غفر لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تأخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے۔ بخاری ج ۲ ص ۹۷۱ و مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ بروایت قتادہ عن انس ہے اور یہی حدیث شفاعت اور اس کا یہ حصہ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لوگوں کے شفاعت کے لئے حاضر ہونے کا ذکر ہے، اسی بخاری ج ۲ ص ۶۸۵ اور اسی مسلم ج ۱ ص ۱۱۱ و سنن ترمذی ج ۲ ص ۶۶ میں بروایت ابوہریرہ یوں ہے کہ لوگ جب باقی انبیائے کرام علیہم السلام سے پھرتے پھراتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ ان سے کہیں گے اذ ھبوا الیٰ غیری اذھبوا الی محمد ﷺ فیأتون محمدا ﷺ فیقولون یا محمد انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء و قد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک و ما تأخر اشفع لنا الی ربک (الحدیث) جب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ آج میرا رب بڑے غضب میں ہے میرے غیر کے پاس جاؤ، حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ تو لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے یا محمد آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری پیغمبر ہیں اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہوئے ہیں، اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت فرمایئے (الحدیث)

دیکھئے ابوہریرہ کی اس روایت میں ہے کہ یہ جملہ وقد غفر اللہ الخ۔ عیسیٰ علیہ السلام نہیں کہیں گے بلکہ یہ جملہ نبیوں کے پاس سے شفاعت مانگنے والے عام لوگ کہیں گے مگر قتادہ والی مذکورہ روایت میں تھا کہ یہ جملہ و قد غفر اللہ الخ۔ عیسیٰ

علیہ السلام کہیں گے تو دونوں روایتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، دیدہ دانستہ مولوی سعیدی و رکنی نے بد دیانتی و عداوت عصمت رسول میں ابوہریرہ کی روایت ذکر نہیں کی مگر قتادہ کی انس سے روایت اس لئے ذکر کردی کہ معاذاللہ حضرت عیسیٰ علیہ لسلام کی زبانی حضور ﷺ کے گناہ ثابت کرسکیں۔

حالانکہ ابوہریرہ کی نسبت قتادہ والی روایت نامعتبر و مردود ہے اس لئے کہ ابوہریرہ بالاتفاق ثقہ وغیر مجروح راوی ہے مگر انس کی روایت کا راوی قتادہ مجروح و متکلم فیہ ہے۔ گزشتہ صفحات میں بھی ہم اس پر آئمہ رجال کی جرح ذکر کرچکے ہیں پھر پڑھ لیجئے۔ کان طاؤس یفر من قتادہ طاؤس قتادہ سے بھاگ جاتے تھے کہ قتادہ کی حدیثیں غلط ہوتی ہیں وکان قتادہ یرضی بالقدر قتادہ پر الزام تھا کہ وہ قدریہ عقیدہ رکھتا ہے۔ علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید سے کہا کہ عبدالرحمان کہتا ہے کہ بدعت کے سرغنوں سے حدیث نہ لیا کرو تو یحیٰ نے کہا کہ پھر قتادہ وغیرہ کا کیا کروگے (وہ بھی بدعتی ہے) جریر مغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ حاطب اللیل ہے یعنی سب خشک وتر صحیح و غیر صحیح حدیثیں جمع کرتا پھرتا ہے۔ وکان مدلسا علی قدر فیہ قتادہ حدیثوں میں تدلیس کرتا تھا یعنی عیب والی روایتیں بیان کردیتا اور ان کے متن و سند میں اختلاط وتغیر وتبدل کردیتا تھا۔ و قال ابو داؤد حدث قتادہ عن ثلاثین رجلا لم یسمع منہم قتادہ نے ۳۰ آدمیوں سے حدیث نہیں سنی مگران سے روایت کردی (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳) لہٰذا ثابت ہوگیا کہ سعیدی و رکنی کی پیش کردہ روایت قتادہ ضعیف ہے اور ابو ہریرہ کی روایت کہ یہ کلمہ طالبین شفاعت عام لوگ کہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں کہیں گے صحیح ہے لہٰذا ان دونوں (اپنی محدثیت و ڈاکٹری میں بدمست سعیدی و رکنی) مولویوں کو قبلہ گاہ عصمت سیادت پناہ جملہ معصومین ﷺ کے لئے مغفرت گناہ ثابت کرنے کے لئے ایسی ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہوئے کچھ تو خوف خدا بھی کرنا چاہئے۔

(۲) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی بشارتیں دیں ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے وقت زیارت کے لئے حاضر ہوئیں۔ شب معراج حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں آپ ﷺ کے مقتدی بنے اور سفر سمٰوٰت میں آپ کی دربانی سے مشرف ہوئے۔ ایسا قدر شناس مصطفےٰ ﷺ پیغمبر آپ کو "گناہ بخشا ہوا" نہیں کہہ سکتا۔ ہاں وہ طالبین شفاعت کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری امت میں منافقین بھی شامل ہونگے وتبقی ہذہ الامت وفیہا منافقوہا (بخاری ج ۲ ص ۹۷۲

ومسلم ج ا ص ۱۰۰) یعنی طلبگاران شفاعت میں منافق بھی ہونگے۔ تو قرین قیاس یہی ہے کہ دنیا میں حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا مطلب نبی کے گناہ خلاف اولی لے کر ترجموں میں گناہ یا ترک اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ کرنے والے ہیں :

یار بد ، بد تر از مار بد

بظاہر علما و مفسرین ”حضرات“ ہی اپنی عادت بد کے مطابق قیامت کے دن بھی یہی منافق آپ کو قدغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے معصوم نبی اپنے آقا و مولیٰ معصوم بلکہ امام المعصومین ﷺ کو ”گناہ بخشا ہوا“ نہیں کہہ سکتے غالباً قتادہ نے فیقولون یعنی وہ امت میں شامل منافقین کہیں گے کو فیقول سے بدل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس جملہ کی نسبت کر کے روایت میں تدلیس کی ہے اور اسی تغیر و اختلاط و تبدیلی متن کی وجہ سے اس روایت کو مضطرب بنایا ہے۔ لہٰذا بمقابلہ روایت ابوہریرہ و عصمت نبی ﷺ سعیدی و رکنی کی پیش کردہ یہ مضطرب ضعیف روایت نا قابل استدلال مردود ہے۔

ویسے سنا گیا ہے کہ خنزیر کی کھال پر ڈانگ کا اثر نہیں کرتا تو اگر اب بھی یہ شائقین ”گناہ“ یہی کہیں کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے اور صحابہ کرام کے نزدیک بھی اس آیت میں مغفرت کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا (معاذ اللہ) اور یہ کہ تمام مسالک کے علماء نے اس مغفرت کلی کو نبی ﷺ کی خصوصیت قرار دیا ہے اور فلاں مولانا نے یہ کہا ہے ۔ وہ کہا ہے، تو ہم نے ان احادیث و آثار صحابہ کی حیثیت کے متعلق تفصیلاً واضح کر دیا ہے کہ یہ سب احادیث و آثار بوجہ علل مذکورہ عصمت نبی ﷺ کے مقابلہ میں ناقابل حجت ہیں اور سب اخبار آحاد ہیں تو سعیدی و رکنی کے مزاج کے مطابق اب آخری ضرب لگا دیتے ہیں کہ آپ کے نزدیک حرف آخر کتاب شرح عقائد کا فیصلہ ہے کہ فما نقل عن الانبیاء علیہ السلام مما یشعر بکذب و معصیۃ فما کان منقولا بطریق الآحاد فمردود (شرح عقائد) انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق کتب حدیث وغیرہ میں جو کچھ بھی احادیث اخبار آحاد کے طریق سے خلاف عصمت انبیاء یعنی ذنب باضافت حقیقی الی النبی بہ معنی معصیت گناہ منقول ہو وہ سب احادیث مردود ہیں اور جب احادیث صحیحہ اخبار آحاد موہمہ معصیت گناہ نبی بھی ناقابل قبول ہیں تو اقوال علماء کی تو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں ہے۔ یہ دونوں ”فتنے“ ان کو بطور ذخیرہ آخرت اپنے پاس محفوظ رکھیں ہم تو اس کے قائل ہیں کہ اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال لہٰذا جو علماء حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ یا خلاف اولیٰ یا آپ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ کرکے اس کی تاویلیں

بناتے ہیں ہمارے نزدیک سب مردود ہیں ، رکنی ان کو اپنے رکن الاسلام میں داخل کر کے انھیں اپنا رکن ایمان گناہ نبی سکھائیں اور اگر اس کا دل لرزتا ہے (مغفرت ذنب ص ۴۰) تو انتظار کرے ، ابھی پھٹے گا۔ راجپال نے بھی "رنگیلا رسول" میں اور سلمان رشدی نے "شیطانی آیات" میں حضور ﷺ پر گناہ کا ہی الزام لگایا۔ سعیدی و رکنی بھی گناہ کا لفظ ہی ثابت کر رہے ہیں۔ راجپالی و رشدی یہ دونوں مولوی مطابق ۔

وائے قومے کشتہ تدبیر غیر کار او تخریب خود تعمیر غیر

غیر اقوام اور دشمنان رسول کے لئے پاک نبی پر حملوں کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

رکنی کی پسندیدہ توجیہات مفسرین ہم گزشتہ صفحات میں بتا آئے ہیں کہ لفظ ذنب کا عام مشہور اور قرآن و حدیث میں بھی اکثر جگہ مستعمل معنی معصیت (گناہ) ہے مگر لغت کے حوالے سے باب ضرب اور نصر کے وزن پر ذنب یذنب کی مصدر ذنب کا معنی تابعداری کرنا بھی ہے اور اس ذنب مصدر سے مراد جنس اسم فاعل ذائبین یعنی "متبعین" بھی درست ہے۔ اور ذنب کو ذنب سے بطور اشتقاق صغیر مشتق مان کر اس کا معنی "الزام" بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا عام لوگوں کے لئے تو وارد لفظ ذنب کا معنی گناہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہی لفظ قرآن مجید میں کسی جگہ اگر انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے آئے گا تو وہاں اس کا ترجمہ نبی کے (گناہ) کرنا کفر ہے۔ نبراس ص ۵۳۲ میں ہے کہ صدیق اکبر کو مذنب کہنا ان کو گالی ہے۔ تو حضور ﷺ کو مرتکب ذنب کہنا آپ کو سب کرنا ہے اور نبی کو سب کفر ہے ۔ (دیکھو الشفا فی حقوق المصطفے ج ۲ ص ۱۱۹) لہٰذا ذنب کے عام مشہور معنی گناہ سے دھوکے میں آکر جن اکابر و اصاغر مفسرین و علماء نے حضور اکرم ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی متبعین مصطفے ﷺ کی بجائے آپ کے گناہ یا خلاف اولیٰ کیا ہے وہ سب مردود ہیں۔ کیونکہ آپ کی نسبت گناہ کا لفظ خلاف عصمت ہے اور اس کی کوئی بھی تاویل درست نہیں مگر مولوی رکنی حیدر آبادی نے بڑے فخر سے چند تاویلات ذکر کی ہیں اور لکھا ہے کہ ان تاویلات سے عصمت رسول میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ ان سے نبی کی شان دوبالا ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو اس کی ان ایمان سوز تاویلات کا جنازہ نکلتا ہوا دکھاتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں گے کہ غازی علم دین مرحوم کا شکار، ملعون صرف راجپال و سلمان رشدی ہی پیغمبر پاک پر گناہ کا الزام نہیں لگا رہے ، خود امت کے مردود علماء ان سے بھی زیادہ اس جرم میں ماہر ہیں۔

تاویل اول علامہ ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ الذنب بالنسبۃ الیہ علیہ الصلوۃ والسلام ما ھو

الاذنی بمنصبہ الجلیل ورب شئی حسنۃ من شخص سیئۃ من آخر کما قیل حسنات الابرار سیات المقربین۔(علامہ سید آلوسی روح المعانی ج ۲۶ ص ۵۵ تفسیر ابو سعود ج ۷ ص ۴۳ و بلفظہ رسالہ مغفرت ذنب ص ۱۵) اس توجیہ کا حوالہ اسماعیل حقی صاحب روح البیان سے بھی رکنی نے ص ۱۴ پر دیا ہے اور حامد سعید کاظمی نے بھی مجھ سے گفتگو کے دوران اس کا حوالہ دیا تھا جو کہ گزر چکا ہے واخیر تاہ۔

ادنیٰ کا معنی ہے الساقط (منجد) یعنی گرے ہوئے کام۔ منصب کا معنی ہے وہ مرتبہ و مقام جس پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قائم و مبعوث فرمایا تھا۔ جلیل کا معنی ہے اعلیٰ مرتبہ و مقام اور سیئۃ کا معنی ہے برائی، بدکاری۔ بقول مولوی محمد زبیر اس کے نزدیک یہ توجیہہ پسندیدہ اور راجح و درست و صحیح ہے۔ اس معلون توجیہہ کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جس اعلیٰ مقام سیادت مرسلین پر قائم فرمایا تھا آپ ﷺ اس پر پورے نہیں اترے بلکہ اس سے گرے ہوئے کام کرتے رہے اور ایسے کام جو کو دوسرے لوگوں کی نسبت تو نیکی تھے مگر آپ ﷺ کے منصب کے لحاظ سے سیئہ برے تھے۔ وہ برے کام بھی آپ نے کیے۔ تو اگلے یعنی جو ادنیٰ گرے ہوئے اورسیئہ برے کام آپ حدیبیہ سے پہلے کرچکے تھے اور پچھلے یعنی جو ابھی تا وفات کرنے تھے بشارۃ فتح کے وقت معاف کردیئے گئے۔

مسلمانو! میں تمہیں شاہ سوار عرش بریں۔ مکین گنبد خضرا اور پرنور چشم رحمۃ اللعالمین بتول زہرا کی چادر تطہیر کی عظمتوں کا واسطہ دے کرتم سے پوچھتا ہوں کہ شہنشاہ عصمت، صاحب لولاک مظہر حسن ازل ﷺ کے لئے منصب سے گرے ہوئے کام اور سیئہ برائی کے لفظ گھڑنے والا اور اس کو پسندیدہ و صحیح کہنے والا ملعون۔ اس میں اور راجپالی اور شاتم رسول سلمان رشدی ملعون میں کیا فرق ہے؟ جس فخر کونین نبی ﷺ کی امت کے لئے فرشتے دعائیں کریں۔ وقہم السیئات اے اللہ! انہیں سیئات برائیوں سے بچا۔ اس تاجدار ختم رسالت کے لئے خود با تقدم یعنی ہوچکی سیئات کی تجویز۔ یااللہ ایسے مرتدوں پر حجارۃ من سجیل کیوں نہیں برستے؟ ایسے دشمنان رسول اور منافقین کے لئے تیری زمین پھٹ کیوں نہیں جاتی؟ اور یہ غرق کیوں نہیں ہو جاتے؟

شاید اس لئے کہ تو نے فرمایا ہے وامھلھم رویدا اے محبوب انہیں تھوڑی سی مہلت دیجئے۔ یہ ہیں اس مدرسہ رکن الاسلام کے مہتمم اور مجدد الف ثانی کے منگتے کے رحمت اللہ علیہ علامہ ابو سعود اور علامہ سید آلوسی بغدادی۔ اور یہ ہے تنظیم المدارس کی مجلس شوریٰ کا رکن۔ اس اہل سنت سے ہے کوئی پوچھنے والا کہ ابو سعید خزاز کا موضوعہ یہ مقولہ

حسنات الابرار سیآت المقربین امت کے لئے ہے یا حضور ﷺ کے لئے، جنہیں سورۃ مطففین میں مقربین کہا گیا ہے۔ ان کا مقرب الیہ کون ہے؟ ذات مطلق یا ذات مع الوصف؟ ذات مطلق تو مجرد عن التعین و ماہیت وجود ہے اور وفی انفسکم و انہ الحق ہے۔ اس سے قرب و بعد کیا ہے؟ اور اگر مقرب الیہ ہے تو وجود و ذات مع الوصف و مصداق اطلاق قرب و بعد تعین وجود ہے تو ذات مع الوصف الاول و تجلی اول حقیقت محمدیہ ﷺ ہی ہے تو مصداق الی برائے یتقرب الی العبد (الحدیث) اور مقرب الیہ برائے قرب حق حضور ﷺ کی ذات اقدس ہی ہے تو مقرب امت ہے اور مقرب الیہ تجلی اول اسم ظاہر حضرت محمد حقیقت الحقائق وعین الاعیان ﷺ ہیں۔ آپ کی سببیت برائے مغفرت تابعین کے انکار میں رکنی کی یہ توجیہہ شاید حضرت شیخ سرہندی کے ان الفاظ سے غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ وہ شائد آپ کو سبب نہیں مانتے۔

سالک را چوں وصولے وتعلق باصل خود کہ اسمے است از اسمائے الٰہی جل شانہ وآں سالک ظل اوست حاصل گردد ہر آئینہ درمیان او و درمیان حضرت ذات تعالیٰ ہیچ توسطے و حیلولتے نخواہد بود (مکتوب صدوبست وکیم ص ۱۱۷ حصہ نہم طبع امرتسر) گویم کہ ایں عدم توسط مستلزم کمال است علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نہ مستلزم قصور بلکہ قصور در وجود توسط است (الی قولہ) پس ارتفاع توسط وحیلولۃ ثابت است (مکتوب مذکور ص ۱۲۳)

فقیر محرر سطور غلام مہر علی مے گوید کہ آنرا کہ ناظرین مکتوبات حضرت ذات تعالیٰ انگاشتہ اند آں ذات مطلق نیست بلکہ ذات مع التعین الاول نورالانوار حقیقت محمدیہ است کہ قرب و بعد بغیر تعین متصور نیست وآں اسم الاسماء واسم اللہ الاعظم منتہائے مراتب وصول ومتقدم از اسمائے الٰہیہ محمد رسول اللہ ﷺ است و فوق ازاں ہیچ نام و نشاں وصول و قرب و بعد نیست بلکہ حیرت در حیرت است فوق ﷺ واصل بالذات وصول التجلی با المتجلی و وصول الاثر بالمؤثر ووصول الوصف بالموصوف ومقرب الیہ لکل مقرب۔ مگر

کئی ورلیاں موتی لے تریاں

ومنہم من صدق۔

مصدر مظہریت پہ اظہر درود　　مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

اور اگر یہ بات سمجھ نہیں آتی تو یہ سنئے۔

سبب ہر سبب منتہائے طلب　　علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

ہوش کیجئے! منتہائے طلب ومقرب الیہ برائے قرب الٰہی کو مقربین کی صف میں کھڑا کرکے سیآت المقربین کا مصداق نہ بنائیں۔ ابو سعود و آلوسی و اسماعیل حقی کی منقولہ ایسی

گندی توجیہ نالائق مقام رسول ہے ﷺ اور رکنی کا اس کی تصدیق کرنا ضلال صراح بل کفر بواح ہے۔

محرر سطور کے خیال میں ابو سعید کا یہ مقولہ حسنات الابرار سیآت المقربین جسے باضافت حقیقی حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کرکے بعض مفسرین وعلما بطور ڈھال استعمال کر رہے ہیں۔ یہ مقولہ ہی سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ابرار ومقربین کا ایک ہی مقام ذکر کیا گیا ہے کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادریک ما علیون کتاب مرقوم یشہدہ المقربون دیکھئے یہاں ابرار ومقربین کا ایک ہی مقام علیین ہے۔ آگے بڑھئے ان الا برار لفی نعیم (تا) عینا یشرب بھا المقربون۔ یہاں بھی تمام انعامات الٰہیہ میں ابرار ومقربین کو ایک ہی درجہ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس رو سے ابرار ومقربین کو دو درجے دے کر ابرار کی حسنات کو مقربین کے لئے سیآت بنانا درست نہ ہوگا۔ برتقدیر تسلیم فرق مرتبہ ابرار ومقربین بھی یہ مقولہ محل نظر ہے۔

مولوی رکنی کے واتائے نعمت لکھتے ہیں: عملیکہ از عامل مقبول ومحبوب بوقوع آید اجر آں اضعاف مضاعف است ازاں اجرے کہ مترتب بر عمل غیر آں عامل باشد (مکتوب ص ۳۰۵ دارالمعرفت) تو جو عمل ابرار نے کیا وہی عمل اگر مقربین کریں گے تو مقربین کا اجر بہ نسبت ابرار کے اضعاف مضاعف ہوگا کیونکہ بقول قائلین فرق مراتب ابرار ومقربین کے مقربین کا مرتبہ قبولیت بلند ہوتا ہے تو ان کے عمل کا اجر بھی دوگنے سے دوگنا ہوگا تو ابرار کی "حسنہ" نیکی سے مقربین کی وہی نیکی زیادہ حسن ہوگی، سیئہ نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا مولوی رکنی نے جس بنیاد پر یہ ساری عمارت استوار کی تھی وہ ساری ھبنا منثورا ہوگئی۔ اور اب اس کی۔

تاویل ثانی | ایک اور حسین جواب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ محمد آلوسی فرماتے ہیں ان لنبینا ﷺ فی کل لحظۃ عروجا الیٰ مقام اعلیٰ ما کان فیہ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف ذنبا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ (روح المعانی ج۹ ص۸۲ و رسالہ مغفرت ذنب ص۱۶)۔

رکنی نے یہ توجیہ حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب آیت واستغفر لذنبک کے متعلق کی ہے اور اسی کے ساتھ ہی اپنے رسالہ "مغفرت ذنب" کے اسی صفحہ ۱۶ پر اس توجیہ کی تائید میں اسی تفسیر روح المعانی سے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں المراد ما ھو ذنب فی نظرہ العالی ﷺ وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عندہ تعالیٰ کما یرمز الی ذلک الاضافۃ۔

ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہر لحظہ ایک مقام سے اس سے اعلیٰ مقام کی طرف ترقی و عروج رہتا تھا تو گو وہ مقام ما عرج منہ (جس سے آپ اوپر مقام ما عرج الیہ جس میں ترقی و عروج کیا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو نہ گناہ تھا نہ خلاف اولیٰ مگر آپ کی بلند نظر شریف مقام ما عرج منہ کو گناہ سمجھتی تھی لہٰذا آپ اپنی نظر میں اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تھے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے ذنب بہ معنی گناہ کی یہ توجیہہ بھی سب توجیہات سے قبیح بلکہ اقبح ہے اور چند وجوہ سراسر باطل و مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ آپ ﷺ اپنے ہر حال پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے تھے۔ یعنی آپ کی دعا یہ تھی الحمد للہ علی کل حال (مشکوٰۃ ص ۲۱۲) ہر حال پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر ہے۔ اور مقام ماعرج منہ بھی آپ کا ایک حال تھا تو اس توجیہہ مذکور کی رو سے آپ کی نظر عالی میں گناہ پر بھی معاذاللہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر فرماتے رہتے تھے۔ گناہ پر شکر و حمد نہیں ہوتی، ندامت ہوتی ہے۔ فیا توجیہاہ۔

(۲) اس لئے کہ آپ ﷺ کے مقام عروج کا یہ مرتبہ از ابتدا تا ابد ہمیشہ جاری ہے اور وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ کا اطلاق اس پر شاہد عادل ہے تو آپ ﷺ کے مقام ماعرج منہ کے آپ کی نظر عالی میں گناہ ہونے کی صورت میں آپ کا ہر مقام ماعرج الیہ بھی گناہ ہوگا کہ ہر ماعرج الیہ سے آپ اوپر والے ماعرج الیہ کی طرف عروج فرماتے رہتے ہیں تو تا ابد آپ کا کوئی مقام بھی حسن نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ ہر لحظہ مقام گناہ سے مقام گناہ کی طرف سلسلہ عروج جاری ماننا پڑے گا اور یہ آپ کی محمدیت کا انکار اور احادیث میں آپ کے دعویٰ انا اتقاکم کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ ذنب گناہ اور تقویٰ ضدین ہیں۔ جب آپ ﷺ کا ہر حال ما عرج منہ آپ کی نظر مبارک میں گناہ ہوتا گیا تو عمر بھر کا اور تا ابد کوئی حال بھی اتقیٰ نہ رہا۔ ولا یقول بہ من فی قلبہ مثقال ذرۃ من الحیاء والایمان۔

(۳) اس لئے کہ یہ ماعرج منہ وماعرج الیہ ہر دو حال آپ ﷺ نے خود حاصل فرمائے یا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہبہ فرمائے۔ بصورت اولیٰ آپ کی نبوت وہبی نہ رہی بلکہ کسبی ہوگئی۔ ولا یقول بہ الا جاہل عنید۔ اور اگر وہبی ہے اور یقیناً وہبی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام ماعرج منہ جو کہ آپ کی نظر عالی میں گناہ تھا دے کر معاذاللہ آپ ﷺ کی من اولہ الی الابد حیات نبوت کو ذنب گناہ میں محصور کر دیا اور ایسا کہنا ہر برے سے برا قول ہے۔ لہٰذا فساد ہذہ الامت جمع روح المعانی اپنے انجام کو پہنچ گئے اور سلمان رشدی ملعون کا یہ

ملعون جیسا حضور ﷺ کے لئے گناہ ثابت نہ کر سکا۔

تاویل ثالث | محمد زبیر رکنی نے حضور امام المعصومین ﷺ کے لئے مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ کرنے کے سلسلہ میں "ثالث" کے عنوان سے الف، ب، ج کی تقسیم سے بعض یکطرف ہیں مفسرین کی توجیہات کا یوں ذکر کیا ہے :

(الف) علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنا پسندیدہ اور مختار قول اور جواب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔المغفرة ههنا كناية عن العصمة فمعنى ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ليعصمك الله فيما تقدم من عمرك وفيما تأخر منه (مغفرت ذنب بحوالہ جواہر البحار ج ۳ ص ۱۲۹۴) یعنی اس آیت میں لفظ ذنب عصمت سے کنایہ ہے تو آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کرنے سے مراد آپ ﷺ کی اگلی پچھلی زندگی کو گناہ سے بچانا ہے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ اس توجیہ اور اس عبارت کا امام سیوطی کی طرف منسوب کرنا سیوطی کی توہین ہے۔اس لئے کہ مغفرت عصمت سے کنایہ نہیں ہو سکتی۔کیونکہ مغفرت کا معنی ہے کہ گناہ ہو اور پھر اس پر پردہ ڈال دیا جائے یا اسے مٹا دیا جائے غفر الشيء غطاه وعفى عنه (منجد) اور عصمت کا معنی ہے گناہ سرزد ہی نہ ہو۔ کنایہ کہتے ہیں اللفظ الذى اريد لازم معناه مع جواز ارادة ذلك المعنى مع لازمه اور یہاں ملتی پہ مغفرت بول کر کنی عنہ عصمۃ کا لازم عدم ذنب مراد بھی نہیں ہو سکتا کما قال السکاکی کیونکہ مغفرت ذنب میں وجود ذنب لازم اور عصمت میں عدم ذنب لازم ہے کسی نے بھی آج تک معصوم کی تعریف مغفور الذنب سے نہیں کی اور نہ ہی کسی نے مغفور الذنب کی تعریف معصوم سے کی ہے۔لہذا یہ کنایہ نہیں بلکہ ایسا کہنے والے کی جہالت ہے۔

آیت مذکورہ میں حضور ﷺ کو معافی نہیں ہوئی، آپ کے بشارت فتح سے پہلے کے اور بعد کے صحابہ کرام کو معافی ہوئی ہے۔نیز اس توجیہ کی مذکورہ عبارت میں ماتقدم من ذنبک کوما تقدم من عمرک سے کنایہ بنایا گیا ہے اور لفظ ذنب (گناہ) کی جگہ عمر مبارک نبوی کو قائم کیا گیا ہے۔جس سے مترشح ہو رہا ہے کہ گناہ عمر نبوی ہے اور عمر نبوی گناہ ہے۔فیا جہلاہ

نیز ماتقدم من ذنبک میں من ذنبک ما تقدم کا بیان ہے مگر توجیہ مذکورہ میں ماتقدم کے آگے شئی مغفور کا بیان ہڑپ کر لیا گیا ہے۔لہذا ساری توجیہ بھی باطل اور فنی لحاظ سے ساری عبارت ہی غلط ہے۔اس توجیہ اور اس عبارت کی خرابیوں پر ابھی مزید مقال باقی ہے۔مگر عاقل را اشارہ کافیست ۔اور اب رکنی کی شق (ب) کی ڈاکٹری ہوتے

دیکھئے ۔ رکئی لکھتا ہے :

(ب) امام رازی رحمتہ اللہ علیہ بھی یہی جواب اپنے انداز سے دیتے ہوئے فرماتے ہیں والغفر ان ہوا الستر علی القبیح و من عصم فقد ستر علیہ قبائح الھویٰ (رسالہ مغفرت ذنب حوالہ تفسیر کبیر امام رازی ج ۷ ص ۵۲۴) یعنی غفران کہتے ہیں گناہوں پر پردہ ڈال دینے کو تو جو معصوم ہوتا ہے اس پر بھی گناہوں کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔اس عبارت کا دوسرا جملہ و من عصم فقد ستر علیہ الخ ۔ غلط ہے کیونکہ پردہ ڈالنے کے لئے شئی مستور کا وجود ضروری ہے۔ ورنہ پردہ معدوم پر نہیں ہو سکتا۔ اور معصوم کے لئے وجود ذنب (گناہ) نہیں بلکہ عدم گناہ ضروری ہے کیونکہ عصمت کی تعریف میں عدم صدور ذنب شرط ہے لہٰذا یہ توجیہہ جس نے بھی گھڑی ہے غلط ہے۔ قبائح الھویٰ مفعول بہ ہے اور ستر علیہ میں ضمیر مجرور کا مرجع من ہے تو مطلب یہی ہوگا کہ معصوم پر گناہوں کا پردہ ڈال دیا گیا۔ امام رازی نے کسی بے عقل مفسر کا قول نقل کیا ہے۔ جب کہ ووجدک ضالا فھدیٰ کی تفسیر میں کسی بے وقوف مفسر کا یہ قول بھی ذکر کر دیا ہے کہ ضالا سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نزول قرآن مجید یعنی چالیس تک (معاذاللہ) کافر تھے ۔اسی رازی سے یہ سنئے : فاعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی و جدک ضالا یعنی کافراً فی قوم ضلال فھداک اللہ للتوحید الخ۔ (تفسیر کبیر ج ۸ ص ۴۵۱ طبع مصر ص ۱۳۰۸ھ) تو امام رازی کی تفسیر کبیر سے یہ بھی مان لیجئے اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال ۔اب رکئی کی شق (ج) کا حال بھی دیکھ لیجئے۔رکئی لکھتا ہے :

(ج) اسی جواب کو حضرت علامہ قاضی عیاض رحمتہ علیہ اختیار کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں المغفرت ھھنا تبرئۃ عن العیوب (مغفرت ذنب ص ۱۸ بہ حوالہ جواہر البحار) یعنی آیت لیغفر لک اللہ میں مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عیوب سے بری کر دیا۔ رکئی اس کا مطلب یہ لکھتا ہے کہ "یہاں حضور کی مغفرت سے حضور کا تمام عیوب و نقائص سے محفوظ و پاک ہونا مراد ہے" ہے کوئی جو اس جاہل سے پوچھے کہ جب آپ ﷺ گناہ سے محفوظ ہیں تو اگلے پچھلے گناہ کا کیا مطلب بلکہ ایسی توجیہات کہ بغیر گناہ ہوئے مغفرت کی گئی ہے یا آپ ﷺ کو محفوظ کر دیا گیا ہے کہ گناہ آپ تک پہنچیں ہی نہ وغیرہ وغیرہ تو تکذیب قرآن مجید و کفر ہے۔ کیونکہ لفظ قرآن مجید ما تقدم من ذنبک کا صریح معنی ہے "جو گناہ پہلے ہو چکے" تقدم ماضی ہے اس کا معنی بغیر گناہ ہوئے یا ہونے والے گناہ نہیں ہو سکتا ما تقدم جو گناہ پہلے ہو چکے حضور ﷺ کے ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے ،

آپ کے تابعین یا آپ کی امت کے ہوسکتے ہیں اور ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں ذنب کا معنی تابعین کا متعین ہے تاکہ ذنب کا معنی بھی بطور لغت اتباع اور اضافت ذنب بھی بغیر تقدیر لفظ امت کے حضور ﷺ کی طرف صحیح رہے۔ ذنب کی اضافت حضور ﷺ کی طرف بطور حقیقت اور لفظ ذنب کا معنی گناہ اور پھر گناہ کی تمام تاویلات خلاف اولیٰ وغیرہ مذکورہ عقلاً و نقلاً باطل بلکہ بعض صور توجیہات انکار صریح نص قرآن اور کفر ہیں۔ لہٰذا لازماً یہاں لام سببیہ ہے و مغفرت آپ ﷺ کے تابعین و امت کی ہے۔ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں لک والا لام تعدیت کے لئے لے کر اس کا ترجمہ آپ کے یا آپ کو اور ذنبک میں ذنب کا عام مشہور اور کثیر الاستعمال معنی گناہ کرکے حضور ﷺ کے لئے ذنب گناہ قرار دے کر اس کا ترجمہ "تاکہ بخش دے آپ کے اگلے پچھلے گناہ" کرنے والے بدفہم اکابر و اصاغر علماء و مفسرین نے حضور ﷺ کے گناہ کی توجیہات میں ادھر ادھر بہت ہاتھ مارے ہیں مگر کوئی بھی توجیہہ و تاویل کامیاب نہ ہوسکی۔ انہیں غلط اور عذر گناہ بدتر از گناہ میں سے رکنی کی یہ توجیہہ بھی بہ چند وجوہ مردود ہے۔

(۱) اس لئے کہ بصری ح نص قطعی ماتقدم من ذنبک یہاں واقع شدہ عیوب سے برأت ماننی پڑے گی حالانکہ۔ حضور ﷺ معصوم ہیں آپ کے لئے مغفرت یا بایں معنی برأت آپ کی معصومیت کا انکار ہے۔

(۲) یہ آیت اعلان نبوت سے ۱۹ سال بعد بموقع حدیبیہ جبکہ آپ ﷺ کی عمر شریف ۵۹ سال تھی نازل ہوئی ہے۔ ۵۹ سال کے بعد آپ کو عیوب سے محفوظ و پاک کرنا یہ توجیہہ سراسر حماقت و جہالت ہے۔ آپ ﷺ تو پیدا ہی معصوم ہوئے تھے۔

(۳) لیغفر والا لام تعلیلیہ ہے اور اس مغفرت کی علت و سبب فتح مکہ ہے اور معلول علت سے پہلے نہیں ہوسکتا تو اس توجیہہ مذکور سے لازم آئے گا کہ معاذاللہ آپ فتح مکہ سے پہلے عیوب سے نا محفوظ تھے، ناپاک تھے۔

(۴) لیغفر ماضی نہیں مضارع کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ یہ مغفرت ماضی میں نہیں اب حال میں یا مستقبل میں ہوگی اور اس کے مطابق صرف اور صرف اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا ترجمہ ہی صحیح ہے کہ یہاں لام تعدیت کے لئے نہیں سببیت کے لئے ہے جسے لام تعلیلیہ کہتے ہیں اور لام مکسورہ۔ تعلیل کے لئے شرح مأۃ عامل میں و للتعلل نحو جئتک لاکرامک سبھی علماء پڑھ رہے ہیں اور یہ لام کبھی مفتوحہ بھی تعلیل و سبب کے لئے آتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ولکم فی القصاص حیاۃ میں وارد ہے۔ شیخ اکبر لکھتے ہیں

فانه قال فی مصالح الحیاۃ الدنیا ولکم فی القصاص حیاۃ یا اولی الالباب۔ فعلل و لام العلۃ فی القرآن کثیر (فتوحات مکیہ ج ۲ ص ۵۳۷) یعنی ولکم فی القصاص حیاۃ والا لام سببیت و تعلیل کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ سبب تمہاری حیات کا قصاص ہے۔ امام رازی بھی اس لام مفتوحہ کے یہاں برائے تعلیل و سبب ہونے کی یوں تصریح کر رہے ہیں۔ المراد ھھنا ان نفس القصاص سبب الحیاۃ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۰۷) اور ذنب کا معنی تابعین ہے تو صرف اور صرف یہی ترجمہ صحیح ہے کہ آپ کو فتح مبین عطا فرمادی تاکہ آپ کے سبب سے اس فتح سے پہلے اور پچھلے آپ کے خاص متبعین صحابہ کی بخشش فرما دے۔ واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل۔

تاویل رابع وھو تشریف النبی ﷺ من غیر ان یکون ھناک ذنب (مغفرت ذنب ص ۱۸ بحوالہ جواہر البحار) حضور ﷺ کے گناہ کی بخشش کا قول کرکے پھر اس کے صحیح کرنے کے لئے بعض ابلہ مفسرین و علماء نے جو سینکڑوں پاپڑ بیلے ہیں، ان میں سے ایک یہ "ترلہ" بھی ہے کہ علامہ تاج الدین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے گناہ تو کوئی نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت بڑھانے کے لئے کہ آپ کو فتح مبین اس لئے عطا فرمائی ہے تاکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے نہ گناہ بخش دے۔ اس کے بعد رکنی نے ایک عام کہاوت کہ "جا میں نے تجھے سات خون معاف کیے" بھی ذکر کی ہے اور پھر آخر میں لکھتا ہے کہ تاج الدین سبکی نے کہا ہے کہ آج تک جتنی توجیہیں بھی حضور ﷺ کے گناہوں کی بخشش کے متعلق کی گئی ہیں، وہ سب باطل و مردود ہیں۔ بس یہی ایک توجیہہ ہے جو صحیح ہو سکتی ہے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ تاج الدین کی طرف منسوب اس غلط قول کو نقل کرکے رکنی کے اسے قبول کرنے سے خود رکنی کی گزشتہ توجیہہ اول اور توجیہہ ثانی و ثالث رکنی کے قلم سے بھی باطل ہوگئیں کیونکہ بقول سبکی و تائید رکنی کہ بس صرف یہی سبکی والی توجیہہ صحیح ہے اورباقی سب توجیہات باطل ہیں، وہ سابقہ اس کی منقولہ توجیہیں سبکی کی توجیہہ کے خلاف ہیں اور باطل ہوگئیں اور غلط سے غلط اس توجیہہ کو محرر سطور باطل کرتا ہے۔

(۱) یہ توجیہہ رکنی کی سابقہ پسندیدہ سب توجیہوں سے بھی بدترین توجیہہ ہے اور بعض ظالموں نے تو اسے حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف منسوب کرکے صحابی رسول پر بھی بدترین زیادتی کی ہے اس لئے کہ اس توجیہہ کے الفاظ من غیر ان یکون ھناک ذنب کی رو سے گناہ ہوئے ہی نہیں مگر نص قطعی ما تقدم من ذنبک جس کا لفظی ترجمہ ہے "جو پہلے ہو چکے گناہ آپ کے ذنب سے" اور ما تأخر کا ترجمہ ہے "جو پیچھے رہے"

قرآن مجید کے ان الفاظ کی رو سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوں گے مگر اس خبیث توجیہ کی رو سے نہیں ہوئے اور نہ ہی ہوں گے، یہ صریح نص قطعی کی تکذیب ہے اور کفر ہے۔
جب گناہ ہیں ہی نہیں تو ما تقدم و ما تأخر کا کیا مطلب؟ تقدم فعل ماضی ہے، جس کا معنی ہے "پہلے ہو چکے" مگر رکنی کہتے ہیں قطعاً نہیں ہوئے۔ فصار المسئلة خلافية بين الله و بين هذا الموجه و الركني اعاذنا الله من مثل هؤلاء المخالفين لله الواحد القهار۔

(۲) اس آیت لیغفر لک اللہ میں صرف یہی ایک نعمت مغفرت ذنب ہی مذکور نہیں ہوئی بلکہ ۴ اور نعمتیں (۱) فتح مبین (۲) اتمام نعمت (۳) ہدایت صراط مستقیم (۴) نصر عزیز۔ یہ چار مع مغفرت ذنب کل ۵ نعمتیں ملی ہیں۔ جب نعمت مغفرت ذنب من غیر ان یکون هناک ذنب ہے تو کوئی شقی یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ فتح مبين من غير ان يكون هناك فتح و هداية من غير ان يكون هناك هداية و اتمام نعمة من غير ان يكون هناك نعمة۔

دیکھ لیا! کہ پٹڑی سے اترنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔ ظالمو! سوچو! مفسرین کو چھوڑو، ان ظالم علاموں کو چھوڑو، نعمت اللہ فی دیار الہند امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا دامن تھام لو۔ تمام مفسرین و مترجمین میں سے اس عالم ربانی اور پاسبان عصمت رسول کا ہی ترجمہ صحیح ہے، بے داغ ہے، ہر خوف و خطر سے محفوظ ہے کہ ما تقدم وما تأخر سے مراد آپ کے گناہ نہیں بلکہ آپ کے تابعین کے فتح مکہ سے پہلے اور پچھلے گناہ ہیں یا فتح سے پہلے اور پچھلے خود تابعین ہیں تو بخشش حضور ﷺ کے گناہ کی نہیں، آپ کے ترک افضل کی نہیں، آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے وسیلہ و سبب سے آپ کے متبعین، کاملین صحابہ کے گناہوں کی ہوئی ہے۔

(۳) رکنی نے حضور ﷺ کے لئے گناہوں کی مغفرت من غير ان يكون هناك ذنب کے ثبوت میں ایک مثال بھی دی ہے اور اعلیٰ حضرت کے والد کے رسالہ "سرور القلوب" کی عبارت بھی نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے گناہ کی مغفرت و معافی بغیر کسی وقوع گناہ کے یوں ہو سکتی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب سے خوش ہو کر کہہ دے۔ جا میں نے تجھے سات خون یا تین خون معاف کئے۔ الخ (مغفرت ذنب ص ۱۸ و ص ۵۷)

محرر سطور کہتا ہے کہ یہ مثال ان لوگوں کی توجیہہ کی دی گئی ہے جو ذنب کا کی طرف حقیقی اسناد مانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اور ان کے والد اس کے قائل نہیں بلکہ اسناد

میں مجاز عقلی اور مراد حقیقت عقلیہ یعنی مغفرت امت و تابعین کی مانتے ہیں کما مر مراراً۔

اس گستاخ رکنی سے کوئی پوچھے کہ کیا وہ خاص مقرب اور وزیر معصوم ہوتے ہیں؟ کہ تم عام غیر معصوم فساق و فجار کے لئے کہے گئے جملہ پر قیاس مع الفارق کر کے حضور امام المعصومین مظہر ذات حق ﷺ کے لئے بھی اس کے معطی عصمت جل جلالہ کی طرف سے اس کی سبحانیت کے مظہر ﷺ پر بھی بے گناہ کئے معافی گناہ کا الزام لگا رہے ہو۔ کیا وہ وزیر بھی لقد کان فی رسول اسوۃ حسنۃ اور فاتبعونی یحببکم اللہ کا مصداق ہوتے ہیں؟ شرم باید۔ حضور ﷺ سے تو گناہ ممکن ہی نہیں، کیا ان وزیروں سے بھی گناہ ممکن نہیں ہوتا؟ ایسا غلط قیاس مت کرو۔ ھو ﷺ لا یقاس علیہ غیرہ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۸۷۷) اور اگر تمہارا اس پر ایمان نہیں تو:

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

شیطنت ہی شیطنت بعض ابلہ و شقی علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ خلاف اولیٰ سے مراد ماھو ذنب یا خلاف الاولیٰ فی نظرہ العالی ہے۔ یہ بھی بہت گندی توجیہ ہے۔ اس لئے کہ آپ کی نظر حق بین نے جسے خلاف اولیٰ دیکھا تو وہ حقیقت میں خلاف اولیٰ تھا یا نہیں تھا۔ اگر خلاف اولیٰ ہی تھا تو معاذ اللہ آپ ممنوع شرعی و مغضوب علیہ کام کے مرتکب قرار پائے اور یہ باطل ہے، جیسا کہ دلائل گذر چکے اور اگر وہ کام حقیقتاً تو خلاف اولیٰ نہ تھے مگر محض آپ کی نظر میں خلاف اولیٰ نظر آتے تھے تو معاذاللہ آپ کی نظر نے غلط دیکھا اور وہ حق بین نہ رہی۔ آپ کی نظر عالی ہے تو افعال مبارکہ بھی عالیہ ہیں، آپ کی نظر مبارک میں آپ کا کوئی فعل مبارک خلاف اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے تو فرمایا ہے کہ مومن کی نظر بھی غلط نہیں دیکھ سکتی۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنوراللہ۔ حضور ﷺ کی نظر مبارک کی ایسی توہین؟ اعاذنا اللہ من مثل ھذہ الخرافات۔

قیامت آرہی ہے۔ شفیع المذنبین کے دربار میں اس کی جواب دہی کے لئے تیار رہو۔ تمہاری ڈاکٹری و صاحبزدگی کے حدود اربعہ معلوم ہو جائیں گے۔ توبہ کرو۔

وقت پر کافی ہے قطرہ ابر خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت پھر مینہ برسا تو کس کام کا

معصوم ناکنندہ گناہ کو یہ کہنا کہ جا ہم نے تمہیں گناہ کی معافی دے دی، یہ اس کی تشریف نہیں تذلیل و توہین ہے۔ فیاعجبا ثناہ۔

سعیدی و رکنی کے دلائل کے تابوت میں آخری میخ راجپال ملعون و سلمان رشدی علیہ اللعنۃ نے بھی آپ ﷺ پر گناہ کا الزام لگایا۔ یہ مولوی بھی وہی کام کر رہے ہیں۔

سعیدی نے اپنی نام نہاد شرح مسلم ج ۷ ص ۳۴۴ اور اس کے معلم شکاری ...... نے اپنے رسالہ مغفرت ذنب کے صفحہ ۳۰ پر آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتأخر کو آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم کا ناسخ قرار دے کر یہ ثابت کرنے کی زحمت بھی کی ہے کہ چونکہ مشرکین مکہ نے آیت وما ادری ما یفعل بی ولا بکم سے یہ سمجھا تھا کہ حضور ﷺ کو بھی اپنی اخروی بخشش اور جنت میں جانے کا کوئی پتہ نہیں ہے اور ہمیں بھی کوئی پتہ نہیں۔ للذا ہمارا اور آپ ﷺ کا حال برابر ہے۔ للذا اللہ تعالی نے آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتأخر نازل فرماکر اور آپ ﷺ کے حدیبیہ سے پہلے اور بعدہ ہونے والے گناہ بھی معاف کرکے آپ کے جنتی ہونے کا اعلان کیا۔ اس سلسلہ میں ان دونوں سعیدی و رکنی نے ،صدر الافاضل اور مفتی احمد یار خان کی تفاسیری عبارات کے حوالے بھی دیئے ہیں اور اعلی حضرت کے رسالہ "انباء المصطفیٰ" سے بھی حوالہ نقل کیا ہے کہ آپ بھی آیت لیغفر لک اللہ کو آیت وما ادری کا ناسخ بہ معنی آپ ﷺ کی مغفرت ذنب مانتے ہیں (مغفرت ذنب ص ۵۳)

محرر سطور کہتا ہے کہ سعیدی و رکنی کا یہ استدلال چند وجوہ عاطل و باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ وما ادری ما یفعل بی کا یہ مطلب ہی غلط ہے کہ میں اپنے گناہوں کی بخشش اور اپنا جنتی ہونا ہی نہیں جانتا اور اس معنی میں اس کا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے منسوخ ہونا بھی غلط ہے۔ کیونکہ آیت وما ادری مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور آیت لیغفر لک اللہ مکہ معظمہ سے آپ ﷺ کی ہجرت کے کم از کم ۶ سال بعد بہ موقعہ حدیبیہ نازل ہوئی۔

مشرکین مکہ سے آیت ما ادری سے آپ کے یقینی جنتی نہ ہونے کے جیسے خطرناک قول پر اللہ تعالی کا ۱۲۔ ۱۳ یا کم از کم ۶ سال خاموش رہ کر حدیبیہ سے واپسی کے سفر میں جب کہ وہاں کوئی مشرک حضور ﷺ کے ساتھ ہی نہ تھا، آپ کو یہ بتانا اور وہ بھی آپ کے گناہ بخش کر کہ آپ جنتی ہیں، عقل و نقل کے خلاف ہے۔

عقل کے اس لئے خلاف ہے کہ اس طرح مشرکین کا خوش ہونا سچ ثابت ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ کو صرف اپنے جنتی ہونے کا عدم علم ہی نہیں بلکہ صلح حدیبیہ تک واقعی آپ کے (معاذاللہ) جنتی نہ ہونے کا نتیجہ بنتا ہے کیونکہ اس قول بدتر ازبد کے مطابق آپ ﷺ کے گناہ حدیبیہ سے واپسی پر بخشے جا کر آپ کے جنتی ہونے کا اعلان ہوا اور نقل کے اس لئے خلاف ہے کہ حضور ﷺ نے اول روز نزول وحی جبل ابوقبیس پر کیف انا فیکم فرما کر اعلان فرما دیا تھا کہ مجھ میں کوئی عیب نہیں تو اس سے ۱۹ سال بعد

نازل ہونے والی آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر کا یہ معنی کرنا کہ ابتدائے نزول قرآن کے ۱۹ سال بعد آپ ﷺ کے عیب بخشے گئے اور بتایا گیا کہ آج آپ کے گناہ بخشے ہیں اور آج سے آپ جنتی ہیں۔ اول روز سے تا آخر آپ کے اعلانات انا اول من ید خل الجنة سب سے پہلے جنت میں مَیں داخل ہوں گا اور جس نے میرا کلمہ لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ مان لیا وہ جنتی ہوگیا، وغیرہا بے شمار آیات و احادیث کے بھی خلاف ہے۔

(۲) اس لئے کہ آیت لیغفرلک اللہ سے آیت ومااادری کے ناسخ ہونے کی ساری بنیاد تفسیر ابن جریر کی چار روایات پر ہے۔ صدرالافاضل اور مفتی احمد یارخاں وغیرہ تمام مفسرین نے ابن جریر کی ان چاروں روایتوں سے ہی آیت وما ادری کا آیت لیغفرلک اللہ سے منسوخ ہونا بطورایک تفسیری قول ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ابن جزیر کی چاروں روایات ضعیف، نا قابل حجت بلکہ موضوع و جھوٹی ہیں۔

ابن کثیر آیت ومااادری کا آیت لیغرلک اللہ سے منسوخ ہونا ابن جریر کی ان چاروں روایات میں سے پہلی روایت کے حوالے سے یوں لکھتا ہے قال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی ھذہ الآیت نزل بعدھا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر و ھکذا قال عکرمة و الحسن و قتادة انھا منسوخة بقولہ تعالیٰ الخ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۵۵) اب ان چاروں روایات کی سندیں اور اس کے قول کے راویوں کا حال دیکھ لیجئے:

ابن جریر کی سند اول: حدثنا علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثنی معاویة عن علی عن ابن عباس قال وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فانزل اللہ بعد ھذا لیغفرلک اللہ الخ (تفسیر ابن جریر ج ۲ ص ۵۰/۲۶) اس سند میں دو علی ہیں۔ پہلا علی، علی بن مجاہد ہے جو ابو صالح سے روایت کر رہا ہے۔ امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں کان یضع الحدیث یہ جعلی اور جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا اور اس نے ایک کتاب "المغازی" تصنیف کی تھی تو اس نے سب روایتوں کے لئے جعلی اور جھوٹی سندیں بنالی تھیں فکان یضع لکل اسناداً۔ امام یحیٰ بن ضریس کہتے ہیں علی بن مجاھد کذاب علی بن مجاہد کذاب جھوٹا راوی ہے (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۷۸ طبع حیدر آباد دکن) لہذا چودھویں صدی کے اس محدث سعیدی اور اس کے مقتدی رکنی کو ان دونوں آیتوں کے ناسخ و منسوخ ہونے کی عید منانے پر پہلی مبارک۔

اس روایت میں دوسرا علی، علی بن طلحہ عن ابن عباس ہے۔ ابن دحیم کہتے ہیں لم یسمع

التفسیر من ابن عباس یعنی اس علی نے یہ تفسیر کہ آیت لیغفرلک اللہ آیت وما ادری کی ناسخ ہے ، ابن عباس سے سنی ہی نہیں ۔یعنی اس نے عن ابن عباس غلط کہا ہے۔ امام یعقوب بن سفیان کہتے ہیں ضعیف الحدیث منکر لیس محمود المذهب یہ بدمذہب اور ناپسندیدہ و ضعیف الحدیث ہے۔ روی عن ابن عباس ولم یرہ اس نے ابن عباس کو دیکھا ہی نہیں اور بے دیکھے ان سے روایتیں گھڑتا ہے (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۴۰) لہٰذا سعیدی و رکنی جیسے جعل سازوں کو ایسے جعلسازوں کی جعلسازی کی روایت سے استدلال پر دوسری مبارک۔

سند دوم : حدثنا ابن حمید قال حدثنا یحی ابن واضح عن الحسین عن یزید عن عکرمة والحسن البصری قال فی حم الاحقاف الخ (تفسیر ابن جریر ج ۲۶ ص ۵) اس سند میں پہلا راوی محمد بن حمید ہے۔ امام صالح بن محمد کہتے ہیں ما رائیت احداً اجرا علی اللہ منه کان یأخذ الحدیث فیقلب بعضه علی بعض وقال ایضاً ما رائیت احداً احذق بالکذب من رجلین سلیمان الشاذکونی و محمد بن حمید (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۲۸) میں نے ابن حمید سے بڑھ کر کوئی بھی آج تک اللہ پر جرأت کرنے والا کذاب نہیں دیکھا۔ حدیث لے کر پھر اس میں اول بدل کرنے کا عادی تھا اور سلیمان شاذ کونی اور محمد بن حمید سے بڑھ کر میں نے جھوٹ میں ماہر کوئی ایک بھی نہیں دیکھا۔ سعیدی و رکنی کو یہ تیسری مبارک۔

سند سوم : حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ وما ادری ما یفعل الخ (ابن جریر) اس روایت میں پہلا راوی بشر بن آدم بن یزید ہے جو اپنے دادا یزید سے روایت کرتا ہے۔ دار قطنی وامام ابن حاتم کہتے ہیں لیس بقوی یہ ضعیف راوی ہے (تہذیب التہذیب ص ۴۴۲) آگے راوی سعید ہے۔ امام ازدی کہتے ہیں اختلط اختلاطا قبیحاً (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۶۴) یہ راوی بری طرح حدیثوں کو ایک دوسری سے خلط ملط کر دیتا ہے ۔ اس سند کے آخر میں قتادہ ہے، امام جریر مغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ قتادہ حاطب اللیل ہے یعنی سب خشک و تر صحیح و غلط حدیثیں بیان کرتا ہے وکان مدلساً حدیثوں کی کمزوریاں چھپاتا اور ان میں تغیر و تبدل کرتا ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ اس نے ۳۰ آدمیوں سے ان سے سنے بغیر حدیثیں روایت کردی ہیں حوالہ گزر چکا ہے فلینظر ثمہ۔ لہٰذا ناسخ رکنی و منسوخ سعیدی کو چوتھی مبارک۔

سند چہارم : حدثنا ابن عبد الاعلی قال حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ فی قولہ وما ادری (ابن جریر ج ۲۶ ص ۱۵) یہ روایت معمر نے قتادہ سے کی ہے ۔ معمر

خود کثیر الاوہام ہے (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۴۹) یعنی حدیثوں میں وہم کرتا ہے اور قتادہ عراقی ہے کیونکہ بصرہ عراق کا رہنے والا ہے اور معمر کی عراقیوں سے روایات مردود ہیں ۔ امام یحیٰی بن معین کہتے ہیں اذا حدثک معمر عن العراقیین فخالفه (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۴۵) معمر کی عراق کے راویوں سے روایت کی مخالفت کرو کہ وہ غلط ہوتی ہے۔ للٰہذا سعیدی و رکنی کو فخالفه کی یہ پانچویں مبارک اور ساتھ ہی یہ تحفہ بھی کہ حدثنا سے ان روایات کے مخرج امام ابن جریر ان اپنی تخریج کردہ روایات کا خود رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایات سے یہ مطلب نکالنا کہ معاذاللہ آیت لیغفر لک اللہ کے نزول تک آپ ﷺ کو اپنے جنتی ہونے یا اپنے گناہوں کی بخشش کا علم ہی نہ تھا، قطعاً غلط ہے۔

امام حسن کی روایت میں ہے کہ اما فی الآ خرة فمعاذ اللہ قد علم انه فی الجنة حین اخذ میثاقه فی الرسل (تفسیر ابن جریر ج ۲۶ ص ۶) یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کے حوالے سے انبیائے کرام علیہم السلام سے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لانے کا عہد لیا گیا ہو اور آپ ﷺ کو اپنے جنتی ہونے کا علم ہی نہ ہو۔ معاذ اللہ عن هذا القول ۔تو یہ آیت لیغفر لک اللہ کو بایں معنی آیت و ماادری کا ناسخ کہنا ہی غلط ہے۔ اور اس کا احسن مطلب یہی ہے کہ اے مشرکو ! میں نے جو اعلان کیا ہے کہ جنت میں میں اور مؤمنین ہی جائیں گے۔ تم مشرکین اور کفار جنت میں نہیں جا سکتے بلکہ دوزخ میں جاؤ گے، یہ اعلان غلط نہیں ہوسکتا وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع لاما یوحی الی، میں نے اپنی درایت (اوری) یعنی اپنے عقل و قیاس سے یہ اعلان نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے اعلان کیا ہے کہ میں اور میرے متبعین جنت میں جائیں گے ، مشرکین و کفار فی النار ہیں ۔ صدر الافاضل کی تفسیر "خزائن العرفان" سے سعیدی و رکنی نے صرف پہلا تفسیری قول ناسخ و منسوخ والا نقل کر کے ان کا یہ آخری قول جسے وہ (صاف) بیان کر رہے ہیں کہ یہاں درایت کی نفی ہے، علم کی نفی نہیں ، شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر کے نہایت بد دیانتی کی ہے ۔ اسی طرح اس کذاب سعیدی نے امام اہل سنت کے رسالہ "انباء المصطفیٰ" کے حوالہ کے مفہوم میں بھی آپ کے الفاظ کے برعکس مطلب بیان کر کے بہت بڑی بے ایمانی کی ہے۔ اعلیٰ حضرت "انباء المصطفیٰ" میں آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک میں مغفرت ذنب کی حقیقی اضافت حضور ﷺ کی طرف نہیں کرتے بلکہ آپ کو سبب وواسطہ مغفرت قرار دے رہے ہیں۔ جس طرح ہم بار بار ذکر کر آئے ہیں آپ مغفرت اگلے پچھلے تابعین کی کہہ رہے

ہیں۔ چنانچہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کا ترجمہ آپ نے "تا کہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے اگلے پچھلے سب گناہ" کیا ہے۔

لہٰذا "ابنا المصطفیٰ" کی عبارت کے الفاظ "آپ کے واسطے سے" سے رکنی کا یہ الزام کہ اعلیٰ حضرت نے ذنبک سے امت کے ذنبک کی مغفرت مراد نہیں لی بلکہ خود حضور ﷺ کی مغفرت مراد لے کر۔الخ(رسالہ مغفرت ذنب ص ۵۵) رکنی کے لئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔

آپ ﷺ کے واسطے سے آپ کی مغفرت ہو رہی ہے یا امت کی؟ کیا رکن الاسلام میں واسطے کا یہی مطلب پڑھایا جاتا ہے۔شرم باید۔ قائلین نسخ کے نزدیک بھی وما ادری اور واللہ لا ادری میں متعدد احتمالات ہیں۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ یہ احتمال (جسے رکنی و سعیدی اختیار کررہے ہیں) کہ آپ ﷺ کے گناہ کی بخشش و جنتی ہونے کا آپ کو علم نہ تھا یہ تو قطعاً باطل ہے جیسا کہ ابن جریر کی عبارت گزر چکی ہے۔

ابن جریر کے مطابق آپ ﷺ کے کفار کے ساتھ معاملات کے انجام اور آپ کے دین کی باقی ادیان پر غلبہ کی تفصیل بقیاس خود عدم درایت ہی آیت لیظھرہ علی الدین کلہ سے منسوخ ہوئی ہے مگر بعض کے نزدیک ایک توجیہہ یہ بھی ہے کہ ما یفعل بی سے مراد آپ ﷺ کی صحابہ کرام کی کلی مغفرت کی خواہش مبارک کی حسب اقتضائے قلب نبوی تکمیل کے وقت کی بقیاس خود عدم درایت ہے جس کی تکمیل کا دوسببوں سے اظہار فرمایا گیا۔ (سبب اول) انا فتحنا لک فتحا مبینا ہے اور (سبب دوم) انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین ہے۔

فتح مبین بھی سبب اعلان مغفرت صحابہ ہےاور انزال سکینہ بھی سبب اعلان دخول جنت صحابہ ہے اور یہ تکرار کما وھمہ السعیدی و الرکنی اس لئے نہیں کہ لیغفر لک اللہ معلول فتح مبین ہے اور دخول جنت معلول نزول سکینہ ہے اور اس طرح یہ لیغفر لک اللہ ماتقدم اور لیدخل المؤمنین والی دونوں آیتیں ناسخ وماادری ما یفعل بی ولا بکم اور واللہ لا ادری کی ہوئی ہیں۔ مگر امام اہل سنت کے نزدیک لک والا لام تعلیلیہ ہے اور ان دونوں نعمتوں مغفرت صحابہ اور دخول جنت مع ان دونوں کے علل فتح مبین و نزول سکینہ کا سبب حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے لہٰذا ہمارے نزدیک لا ادری بہ معنیٰ لا اعلم کے نسخ والی روایات چونکہ نص قطعی بابت علم نبوی ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء اور تفصیل کل شیء کے خلاف ہیں لہٰذا بجائے نسخ کے پہلا مطلب ہی صحیح ہے۔ امام اہل سنت آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر اور

اجلہ عارفین و مفسرین جن کے نام گزر چکے ہیں کے مطابق لک والا لام تعلیلیہ بہ معنی سبب اور لک کا معنی "آپ کے سبب سے" اور ما تقدم و ما تأخر میں ما موصولہ اور یا ما بہ معنی من کی دونوں صورتیں صحیح قرار دے کر ما کے مدخول تقدم و تأخر کا معنی بصورت ما موصولہ ما تقدم و ماتأخر کا معنی "انباء المصطفیٰ" میں اگلے پچھلے گناہ کرتے ہیں اور بصورت ما بہ معنی من لے کر "کنزالایمان" میں ترجمہ فرماتے ہیں "اگلوں کے اور پچھلوں کے" ان کے دونوں ترجموں میں گناہ کا لفظ لیغفر کی تشریح ہے جو کہ بدلالت تضمنی مفہوم گناہ ہے کہ مغفرت ہوتی ہی گناہ کی ہے۔ اور اس آیت میں دونوں ترجموں کی صورت میں لفظ ذنب کا معنی "تابعین" ہے۔ جیسا کہ لغت کی رو سے ہم بارہا بیان کر آئے ہیں اور امام اہل سنت کے اس بے غبار اور غیر منت کش تاویلات لا طائلہ و توجیہات فاسدہ بہ محاورہ ترجمہ کے لفظی ترجمہ کی صورت یہ ہے۔

ما موصولہ کی صورت میں ترجمہ

ل	یغفر	ل	ک	اللہ	ما	تقدم	من ذنبک	و	ما	تأخر
تاکہ	بخش دے	بسبب	آپ کے	اللہ	جو بھی گناہ	پہلے ہو چکے	آپ کے مکمل تابعین سے	اور	جو بھی گناہ	پیچھے ہو گئے

امام اہل سنت اس کا محاوراتی ترجمہ اپنے رسالہ "انباء المصطفیٰ" میں یہ کرتے ہیں: تاکہ اللہ بخشدے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔

ما بہ معنی من کی صورت میں ترجمہ

ل	یغفر	ل	ک	اللہ	ما	تقدم	من ذنبک	و	ما	تأخر
تاکہ	بخش دے	بسبب	آپ کے	اللہ	ان کو	جو پہلے گذر چکے	آپ کے مکمل تابعین	اور	جو	پیچھے ہو گئے

امام اہل سنت اس کا محاوراتی ترجمہ "کنزالایمان" میں یہ کرتے ہیں: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشدے تمہارے اگلوں کے اور پچھلوں کے۔

ذنب کا لفظی معنی "مکمل و پکے تابعین" کا اس لئے ہے کہ ذنب یذنب کی مصدر ذنب بہ معنی اتباع کی تعریف میں جیسا کہ ہم "قاموس اللغات"، "لسان العرب" اور "منجد" سے ذکر کر آئے ہیں۔ "فلم یفارق اثرہ" یعنی اپنے مقتدا و پیشوا کی ایسی تابعداری کرنا کہ اس کا نقش قدم نہ چھوڑے، ملحوظ ہے۔ تو اس ذنب بہ معنی جنس اسم فاعل ذانبین "متبعین" سے مراد ساری امت نہیں، اس سے مراد صحابہ کرام ہیں اور یا مبہم امت کے وہ صالحین افراد بھی مراد ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ کا صریح فرمان ہے کہ: لیدخل الجنۃ

من امتی سبعون الفا ومع کل منہم سبعون الفا میری امت سے چار کروڑ نوے لاکھ افراد بغیر حساب کے جنت میں چلے جائیں گے (بخاری ج ۱ ص ۴۶۰) ما تقدم منہ وما تأخر منہ کا فاصل وقت بشارت فتح بمقام کراع الغمیم ہے۔ باقی امت آپ علیہ السلام کی شفاعت اور پھر آ چکے ہی بہ صورت ارحم الراحمین قبضہ (چلو) سے دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہوگی۔ جب ذنب کا معنی گناہ کے متبادل تابعین کتب لغت میں موجود ہے تو حضور علیہ السلام کی طرف مضاف من ذنبک کا معنی "آپ کے گناہ" کرنا اور پھر اس کی تاویلات کے جھنجھٹ میں پھنسنا بد قسمتی سے سوا کچھ بھی نہیں۔

من ذنبک کے معنی میں علما کا اختلاف

پہلا گروہ | جو بعض احادیث واخبار آحاد واقوال بعض مفسرین کو اہمیت دے کر اور عصمت نبی کو نظر انداز کر کے حضور علیہ السلام کی نسبت بھی ذنب کا معنی "گناہ" اور ک خطاب کی طرف اضافت حقیقی کہہ کر ترجمہ "آپ کے گناہ" کرتا ہے۔ تو چونکہ لفظ گناہ عصمت نبی کے خلاف ہے لہٰذا اجماع امت بر عصمت نبی کا خلاف اور کفر ہے۔

دوسرا گروہ | جو گناہ کا معنی تو نہیں کرتا بلکہ "ترک افضل" یا "خلاف اولیٰ" کا معنی کرتا ہے۔ یہ گروہ کبھی تو کہتا ہے کہ حقیقتاً مراد تو آپ علیہ السلام خلاف اولیٰ کام ہیں، مگر لفظ ذنب (گناہ) مجازاً بول دیا گیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ حقیقتاً تو حضور علیہ السلام کا ذنب (گناہ) ہی ہے، مگر خلاف اولیٰ یا ترک افضل مراد ہے۔ ان میں اب ایک نیا گروہ نمودار ہوا ہے جو کہتا ہے کہ ذنب کا معنی یہاں گناہ تو نہیں پھر یہ گروہ کبھی بظاہر خلاف اولیٰ کہتا ہے۔ یہ خلاف اولیٰ کا نیا ایڈیشن ہے تو چونکہ ترک افضل یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ بھی افضل الانبیاء و اولیٰ واعلیٰ نبی وظاہراً وباطناً اولیٰ علیہ السلام کے لئے سوء اولی و نالائق منصب نبوت ہیں، لہٰذا یہ گروہ بھی بے ادب ہے۔ ترک افضل وبظاہر خلاف اولیٰ پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں کہ نہ تو لغۃً یہ معانی صحیح ہیں اور نہ ہی شرعاً صحیح ہیں۔ ماننا یا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ گزشتہ صفحات میں اسے ایک دفعہ پڑھ ضرور لیجئے، شائد آپ کا فائدہ ہو جائے۔

تیسرا گروہ | جو ذنب بفتحہ ذال و نون سے مشتق گردان کر یہاں ذنب کا معنی الزام کا کرتا ہے۔ وھم قلیل یہ چند مولوی ہیں۔ یہ معنی صحیح ہو سکتا ہے مگر بوجہ اصل لفظ ذنب کا معنی نہ ہونے کے بعید اور غیر مروج عندالعلما ہے۔ گزشتہ صفحات میں اقسام اشتقاق اور اشتقاقی معنی کی مثالیں مفصلاً پڑھ لیجئے۔

چوتھا سواد اعظم | جو آپ علیہ السلام کی طرف مضاف لفظ ذنب کا اسناد مجازی مان کر کاف

خطاب سے مراد بطور حقیقت آپ کی امت لیتا ہے اور یا اس کا لغوی اور مطابقی معنی مبعاً ہے معنی جنس اسم فاعل "تابعین" لے کر آپ کے اگلوں پچھلوں کے الفاظ سے کرتا ہے۔
یہی دو توجیہیں تمام اولیا اللہ اور اجلہ اا مفسرین وجمہور علمائے اسلام کے نزدیک مُتیقن اور عصمت نبی علیہ السلام کے لائق اور کسی قسم کے خدشہ سے پاک ہیں کہ لذنبک میں آپ علیہ السلام کی استغفار بھی آپ کے تابعین کے لئے تھی اور بموقعہ حدیبیہ بوقت بشارت فتح مکہ مغفرت بھی آپ علیہ السلام کے وسیلہ سے آپ کے نقش قدم پر چلنے والے آپ کے متبعین کی ہوئی۔
آپ علیہ السلام کی ذات اقدس ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ و ترک افضل و خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ سے ہر طرح پاک ہے۔
پہلا و دوسرا گروہ حضور علیہ السلام کے گناہ ، خلاف اولیٰ ثابت کر کے راجپال و ملعون کے "رنگیلا رسول" کی علماء کی صورت میں یادگار ہیں۔ سلمان رشدی کی روحانی اولاد یہ علماء اللہ کی زمین پر بد ترین مخلوق ہیں۔ پیغمبر پاک علیہ السلام کو بدنام کرنے والے یہ گروہ ملعون ہیں۔

اغلاط العلماء

مولوی سعیدی کا تعلق دوسرے گروہ سے ہے مگر رکنی کا تعلق پہلے گروہ سے ہے بلکہ ان سے بدتر ہے کہ انہوں نے تو آپ کے گناہ یا خطا کہہ کر ہی جہنم خریدا تھا مگر یہ شقی حضور علیہ السلام کے لئے گناہ کا لفظ بول لینے پر اجماع کا ہذیان بک رہا ہے۔
حضور معدن عصمت علیہ السلام کے متعلق لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں ذنبک کا معنی "آپ کے گناہ" بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ کے ثبوت میں مولوی سعیدی و رکنی کے پاس ۵ صحابیوں کے اجتہادی غلطی پر مبنی اور بارگاہ رسالت سے مردود ومغضوب علیہ اقوال اور دو تین ضعیف و ناقابل حجت حدیثوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جن کا مکمل حال ہم بیان کر چکے ہیں۔
عصمت نبی کے مقابلہ میں آپ علیہ السلام کے گناہ ترک اولیٰ وغیرہ کے ثبوت میں ان کا زیادہ مدار مفسرین و علما کے اقوال پر ہے۔ حالانکہ عصمت نبی کے عقلی قطعی اجماعی مسئلہ کے مقابلہ میں تو نبی کے گناہ کی طرف مشیر کوئی صحیح حدیث خبر واحد بھی حجت نہیں ہو سکتی اور کسی صحابی کی اجتہادی غلطی سے نبی کے لئے گناہ کا لفظ بولنا بھی دلیل اطلاق لفظ گناہ بر نبی کی دلیل نہیں بن سکتا چہ جائیکہ بعض مردود و نام نہاد مفسرین کا کوئی حوالہ حجت ہو سکے۔

کیونکہ دنیا کے کسی محدث یا مفسر یا فقیہہ کی کوئی ایسی شرح حدیث یا تفسیر یا کسی بھی فن کی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں کوئی نہ کوئی غلطی نہ ہو۔

درس نظامی ہر مکتب فکر کا مسلم نصاب ہے۔اس کی پہلی کتاب حضرت شیخ سعدی کا فارسی زبان میں رسالہ "کریما" ہے۔

کریما کے غلطی|علمائے دیوبند کی "کریما" میں علمائے دیوبند کی غلطی کریما کے عنوان "در مذمت حرص" میں سنی بریلوی علما کو بے علم کہہ کر خود علم کے چیئرمین کہلانے والے سب علمائے مدرسہ دیوبند کی تصدیق سے مدرسہ دیوبند کے استاذ قاضی سجاد حسین دیوبندی کے حاشیہ سے چھپا ہوا ایک شعر یوں ہے ۔

چناں گشتہ صید بہر شکار کہ یادت نیاید ز روز شمار

علمائے دیوبند نے حاشیہ میں صید کا معنی شکار لکھا ہے اور صید کا معنی بھی شکار ہی ہے۔مگر قیامت یہ ہے کہ یہ لفظ یہاں صاد سے صید نہیں تھا بلکہ سین مکسورہ سے سید تھا۔ "سِید" کا معنی ہے۔الذئب، الاسد(منجد) بھیڑیا یا شیر۔علمائے دیوبند کو بوجہ جہالت سید کا معنی نہیں آیا تو سید کو صید بنا کر سارے شعر کے مفہوم کا حلیہ ہی بگاڑ ڈالا۔ مصرع یوں تھا:

چناں گشتہ سید بہر شکار

جس کا معنی تھا کہ تو شکار کے لئے ایسا بھیڑیا بن چکا ہے کہ تجھے قیامت کا دن یاد ہی نہیں آتا۔مگر صید کے لفظ سے معنی یہ ہوگئے کہ تو شکار کے لئے ایسا شکار بن چکا ہے الخ۔ یہ کلام مہمل ہوگیا۔

دیوبند کے مدرس فن نحو مولوی ظہور احمد کی "ایضاح العوامل" شرح مأۃ عامل کی بیسیوں نحوی وترکیبی غلطیاں اور ان کے الشیخ الانور کی "فیض الباری" شرح بخاری میں بے شمار جہالتیں اور ان کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی "فتح الملہم" شرح مسلم میں حماقتیں اگر دیکھنی ہوں تو البشیر الکامل شرح شرح مأۃ عامل اور بشیر القاری شرح البخاری ہر دو تصنیف بحر العلوم حضرت المحدث السید غلام جیلانی میرٹھی ملاحظہ کرلیں۔

امام غزالی امت کے مثالی عالم ہیں مگر وہ بھی حضور ﷺ کے بول مبارک و دم اطہر کو کہیں نجس لکھ گئے۔ امام بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ امام غزالی کی تغلیط کرتے ہوئے لکھتے ہیں یا للغزالی من ھفوات الخ فاذنی عنہ صماء (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۱ ص۷۷۸) غزالی کی بہت بڑی غلطی ہے، میرے کان اس کی ایسی بات سننے سے بہرے ہیں۔

اعاظم فقہا | امام احناف امام احمد بن حسین بردعی متوفی ۷ا۳ھ امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد کے شاگرد اور اجلہ فقہا سے ہیں۔ انہوں نے غلطی سے خروج بصنعہ یعنی نماز سے خروج بفعل نمازی فرض لکھ دیا پھر کئی اصحاب متون و شروح اکابر فقہا اس کی تصدیق کرتے چلے گئے۔ امام کرخی نے اس کا رد کیا کہ ھذا الاستنباط غلط من البردعی علامہ شامی کہتے ہیں کہ محققین کے نزدیک کرخی کا قول ہی صحیح ہے(ردالمحتار ج ا ص ۳۱۵) اس کی مزید تفصیل ہماری کتاب "تحفۃ المناظرین" میں پڑھیے۔

شیخ اکبر و شیخ سرہندی | یہ دونوں حضرات مجتہد ہیں۔ اول مجتہد فی المعرفت ہیں اور ثانی مجتہد فی مشرب المعرفت ہیں۔ دونوں نے عبدیۃ محضہ کو کمال عبدیۃ قرار دیا ہے اور بھیرپور کے مولوی محمد احمد نے حال ہی میں شائع شدہ اس کی کتاب" حکایت قدم غوث کا صحیح جائزہ" میں اسی سے دھوکہ کھا کر حضور غوث اعظم کے قدم کا علی رقبۃ کل ولی اللہ ہونے کا انکار کر کے فتنہ پھیلایا ہے۔

حضور ولی الہند کی فضیلت میں خود "تمام اولیا" کا لفظ بولتا ہے(ص ۲۸۴) مگر حضور غوث اعظم کے لئے کل ولی اللہ کا لفظ اس کے لئے قیامت سے کم نہیں۔ فیا عمیاہ۔ حالانکہ عبدیۃ محضہ مبعوده کمال نہیں۔ بخاری کی حدیث یتقرب الی العبد بالنوافل(الحدیث) کے حوالے سے عبدیۃ مقربہ کمال عبدیۃ ہے۔اور یہی حضرت شیخ اکبر کی مراد ہے اور یہی حسب مراتب معدن کرامات ہے۔ حضور غوث اعظم تقرب میں ہر ولی سے اعلیٰ ہیں لہٰذا کرامات میں بھی سب سے بالا ہیں۔

امام بخاری | محتاط محدث ہیں۔ مگر احادیث بیان کرنے میں اور سمجھنے میں ان سے بھی بے شمار غلطیاں ہوئی ہیں۔ چنانچہ حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (بخاری ج ا ص ۱۰۴) جس نے نماز میں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں لمن میں من کو امام و مقتدی کے لئے عام سمجھ کر بخاری نے باب باندھ دیا۔ وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلہا یعنی امام بھی قرآن پڑھے اور مقتدی بھی امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔

حالانکہ بخاری کا یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ فاتحہ پڑھنا بھی قراءۃ ہے کیونکہ قرآن پڑھنا ہی قراءۃ کہلاتا ہے اور فاتحہ ام القرآن ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ (ابن ماجہ ص ۶۱ و طحطاوی شریف) جو شخص بھی امام کا مقتدی ہو تو امام کی قراءۃ اس کے لئے کافی ہے یعنی وہ قراءۃ نہ کرے اور قرآن مجید خواہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورۃ، امام کے پیچھے مقتدی نہ پڑھے۔

بلکہ دوسری حدیث میں جو کہ امام محمد نے باسند صحیح اپنے موطا میں زید بن ثابت سے روایت کی ہے اس میں ہے فلا صلوٰۃ لہ یعنی امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کی صورت میں مقتدی کی نماز ہی نہیں ہوتی تو بخاری کی روایت میں لمن کو ابن ماجہ و طحطاوی و موطاوالی روایت کے من نے خاص کر دیا ہے۔کیونکہ بخاری نے خاص قراءۃ فاتحہ مذکورہ در لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب سے عام وجوب القراءۃ للامام والماموم کا باب باندھ کر تسلیم کیا ہے کہ قراءۃ فاتحہ بھی عام قراءۃ میں داخل ہے۔فاحفظہ ھذہ النکتہ تنفعک کثیرا توجب مقتدی کے لئے عموماً کسی قسم کی قراءۃ منع ہے تو فاتحہ پڑھنا بھی منع ہے کیونکہ وہ بھی قراءۃ ہے۔

غزوۂ مریسیع کو محمد بن اسحاق ۶ھ میں لکھا ہے مگر مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ ۵ھ میں ہوا۔ امام بخاری نے موسیٰ بن عقبہ سے ۴ھ میں لکھ دیا(دیکھو بخاری ج ۲ ص ۵۹۳) یہ غلط ہے۔

بخاری ج ۱ ص ۲۰ باب کیف یقبض العلم کی حدیث میں راوی اسماعیل بن اویس کذاب ہے یضع الحدیث (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۵) وغیرہ وغیرہ۔مثل الحمار وحلال الدم رواۃ بھی بخاری میں چھپے ہوئے ہیں (دیکھو نصب الرایہ ص ۱۰)

امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم کہلاتی ہے اور اس نے سندوں پر سندیں لاکر تقویت صحت پر پوری ہمت صرف کی ہے مگر اس صحیح مسلم میں بھی بقول ناقدین حدیث موضوع و جھوٹی حدیثیں درج ہیں۔

باب فضائل ابو سفیان میں ابن عباس سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو سفیان نے حضور ﷺ سے کہا کہ عندی میرے پاس احسن واجمل عرب بیٹی ام حبیبہ ہے۔میں اس کی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا نعم ہاں! مجھے منظور ہے(مسلم ج ۲ ص ۳۰۴) حالانکہ ام المؤمنین ام حبیبہ کی فتح مکہ سے ایک سال پہلے حضور سے شادی ہو چکی تھی۔آپ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کے گھر تھیں۔مکہ معظمہ میں عند ابی سفیان ہی نہ تھیں،یہ ساری روایت ہی غلط ہے اسی لئے ابن قیم نے لکھا ہے کہ کذب لا اصل لہ یہ روایت بے اصل و جھوٹ ہے۔(جلاء الافہام ابن قیم ص ۱۶۰)

امام مسلم نے کتاب الطلاق میں ابن عباس سے ایک روایت درج کی۔کان الطلاق علیٰ عہد رسول ﷺ (الحدیث)یعنی حضور ﷺ کے زمانہ سے حضرت عمر کے عہد میں بھی دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی طلاق ہوتی تھی پھر حضرت عمر نے تین طلاقوں کو تین طلاق ہی قرار دیدیا۔ یہ روایت صراحتاً غلط ہے۔اس روایت میں اکٹھی تین طلاقوں یا

علیحدہ علیحدہ طلاقوں کا کوئی ذکر نہیں ، ہر صورت تین طلاقوں کا ایک ہونا مذکور ہے اور یہ قطعی نص قرآن مجید کے الفاظ فان طلقها فلا تحل له من بعد (پارہ ۲) کے خلاف ہے کہ تیسری طلاق کے بعد عورت خاوند پر قطعاً حرام ہو جاتی ہے اور اس حدیث کے بھی خلاف ہے کہ حفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو اکٹھی تین طلاقیں دیدیں اور اس کے متعلق خود حضور ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فابانها یعنی اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دیدیا (دیکھو دار قطنی ،کتاب الطلاق)۔

اس روایت میں امام مسلم نے سند یہ ذکر کی ہے حدثنا اسحق بن ابراهیم و محمد بن رافع واللفظ لابن رافع قال اسحق انا وقال ابن رافع ناعبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن ابن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس قال کان الطلاق (الحدیث) اس روایت میں دو راوی نا قابل اعتماد ہیں۔ معمر کثیر الاوهام ہے، حدیثوں کی روایت میں اسے وہم ہوتا ہے (اس پر جرح گذشتہ صفحات میں پڑھیے) اور اس کا راوی عبدالرزاق و انه لکذاب (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۴۵) واللہ اعلم ابن طاؤس نے معمر کو کیا بتایا اور معمر نے کیا لکھ لیا اور پھر عبدالرزاق نے اس میں کیا جھوٹ ملایا؟

امت محمدیہ کے ان چیدہ علماء کی کتابوں میں غلطیوں کے چند نمونے آپ نے دیکھ لئے! اسی لئے علامہ طاش کبری زادہ کہتے ہیں۔ و لا یخلوا الکتب الکبار من سهو یقع فیها او غلط (مفتاح السعادۃ ج ۱ ص ۱۰۲) بڑی بڑی کتابیں بھی سہو و غلطی سے پاک نہیں ہیں۔

امام زرقانی کہتے ہیں واما العیوب وان کثرت فمما لا سبیل الی السلامة منها لغیر المعصوم وقد قیل ۔

من ذالذی ما ساء قط ومن له الحسنی فقط

وقال ابن عبدوس لا اعلم فی الدنیا کتابا سلم الی مؤلفه ولم یستشبعه من یلیه (زرقانی ج ۱ ص ۳) کسی بھی غیر معصوم صحابی ہو، تابعی ہو، محدث ہو، فقیہ ہو، امام ہو، بخاری ہو، مسلم ہو، رازی ہو، غزالی ہو، آلوسی ہو، حقی ہو، شاہ ولی اللہ ہو یا کاظمی ہو۔ کے بارے یہ کہہ دینا کہ ان کی ہر بات حجت ہے، یہ غلط ہے۔ کیونکہ دنیا کے کسی بھی غیر معصوم مصنف کی کوئی بھی کتاب اغلاط سے سالم نہیں ہے۔ اور حضور ﷺ کا گناہ سے معصوم ہونا قطعی اجماعی ہے۔ لہٰذا سعیدی ورکنی کا صحابہ کے اقوال یا مفسرین وعلما کے حوالوں سے حضور ﷺ کے بارے لفظ ذنبک کا معنی "آپ کے گناہ" کرکے اس کی تاویلیں گھڑنا سراسر شقاوۃ وخسران دارین ہے۔

ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ان کی تمام تاویلات باطلہ ہیں اور ذنبک کا صحیح ترجمہ حضور ﷺ عصمت مآب۔ مصدر عصمت ہر معصوم ﷺ کے اپنوں، اپنے خاصوں، آپ کے اگلوں پچھلوں یعنی آپ کے "تابعین" ہے۔ آیت لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں بھی مغفرت آپ کی نہیں، آپ کے اگلوں پچھلوں تابعین کی ہوئی ہے۔

تراجم علماء | سعیدی و رکنی نے بعض سنی علما کے تراجم حدیث کے حوالوں کا سہارا بھی لیا ہے کہ انھوں نے بھی حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی "گناہ" کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، فضل حق خیر آبادی، عبدالحکیم شرف اور غلام رسول فیصل آبادی نے حدیث شفاعت میں فقد غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر میں ذنبہ کا ترجمہ گناہ کیا ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ بروایت ابوہریرہ اس لفظ کے گناہ کے معنی میں بخاری و مسلم وترمذی میں یہ الفاظ اسی معنی میں منافقین کہیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب بخاری و مسلم کی روایت قتادہ درست نہیں۔ لہٰذا ترجمہ درست ہے کہ منافقین کی یہی مراد ہوگی مگر حدیث کے الفاظ قابل حجت نہیں اس لئے کہ منافق کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ صفحات میں بخاری و مسلم کی دونوں روایات یقول و یقولون پر محرر سطور کی بحث پڑھ لیں۔

مفتی سعادت علی، حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اور غلام رسول فیصل آبادی نے بھی دوسری جگہ بخاری کی روایت میں حضرت صدیقہ کے قول قد غفراللہ لک من ذنبک میں ذنبک کا ترجمہ گناہ کیا ہے اور ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہی جملہ حضرت صدیقہ کے علاوہ اور پانچ صحابیوں نے بھی آپ ﷺ کے ذنب بہ معنی گناہ میں آپ کو کہا فغضب رسول اللہ ﷺ آپ غضبناک ہوئے، ان کو ڈانٹا اور اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ ان اتقاکم باللہ۔ میں سب سے زیادہ گناہوں سے پاک ہوں۔ لہٰذا ترجمہ بوجہ اجتہادی غلط معنی حضرت صدیقہ بطور نقل مراد صدیقہ صحیح ہے کیونکہ نقل مراد سے ناقل کی مراد ہونا ضروری نہیں مگر قول صدیقہ وصحابہ و ذنب سے صدیقہ و صحابہ کی مراد گناہ لینا بوجہ غضب نبوی اور بارگاہ رسالت سے رد ہونے کی بنا پر نا قابل استدلال ہے۔

سعیدی کے لئے پل صراط | مشہور ہے کہ کسی ملاں نے تقریر میں کہہ دیا کہ گدھا حلال ہے اور اس مسئلہ پر جو بھی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے، کر سکتا ہے۔ علما میں شورش ہوئی، تاریخ مناظرہ مقرر ہو گئی، علاقہ کا جم غفیر جمع ہوا، علما نے مطالبہ کیا کہ بتاؤ! کہاں لکھا ہے کہ گدھا حلال ہے؟

ملاں صاحب کھڑے ہوئے اور گویا ہوئے "حضرات علماء و عوام و خواص! گدھا

تو حرام ہی ہے مگر میں چونکہ اس علاقہ میں نیا نیا آیا ہوں ، اپنا تعارف کرانے کے لئے میں نے یہ سارا پروگرام بنایا تھا ، جو مکمل ہو گیا۔ میرا نام یہ ہے اور فلاں مسجد میں رہتا ہوں ، جس کو بھی میری ضرورت ہو بندہ خدمت کے لئے حاضر ہے ۔ فقط والسلام ، کھیل ختم ، پیسہ ہضم۔

سعیدی صاحب محدث تو تھے ہی اور اب مفسر بھی بن جائیں گے مگر انہیں عہدوں پر اکتفا ان جیسی شخصیت کے لئے ناقابل اکتفا ہے، وہ مجدد بھی بننا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ان کا کسی مجدد سے ٹکر لینا ضروری تھا۔

کمثل الحمار حامل الاسفار،قیل وقال کا یہ رستم لنگوٹ کس کر مجدد الف ثانی نعمت اللہ فی دیارالہند امام العلم والعرفان امام اہل سنت شاہ احمد رضاخاں بریلوی کے مقابلہ میں کود پڑا۔ مگر اس کی سب سے بڑی شومئی قسمت یہ کہ عصمت وگناہ نبی کا مسئلہ موضوع بحث بنا کر جن شقی علما نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کے متعلق لفظ ذنبک کا معنی ''آپ کے گناہ'' کیا تھا ، انہیں ''علمائے اہل سنت '' کہہ کر نجدیت کی نمک حلالی کی اورامام اہل سنت کے ترجمہ ''آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں پچھلوں کی بخشش''کو یہ ترجمہ صحیح نہیں کہہ کر متعارف تو ہو گئے مگر اب :

عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کا شکار یہ علامہ ایمان وکفر کی دوکشتیوں پر پاؤں رکھ کر عین پل صراط کے درمیان کھڑا حیران ہے۔ اس لئے کہ سید المعصومین ﷺ کے لئے ذنبک کا ترجمہ آپ کے گناہ آپ کی عصمت کا انکار اور کفر ہے اور آپ کے گناہ کی جائے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں پچھلوں تابعین کے ترجمہ سے اسے اختلاف ہے۔

یہ سعیدی کبھی تو کہتا ہے کہ لام تعلیلیہ یہاں لغت سے ثابت نہیں ، للذا قیاس ہے اور لغت میں قیاس نہیں ہوتا(شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۹) اور خود ذنب کا معنی'' بظاہر خلاف اولیٰ'' کرتا ہے جب کہ لغت کی کتاب میں ذنب کا معنی بظاہر خلاف اولیٰ نہیں۔ قیاس کا منکر خود قیاس کر رہا ہے۔

کبھی کہتا ہے کہ انبیائے کرام کی نسبت لفظ ذنب سے مجازاً اجتہادی ''ترک اولیٰ'' مراد ہوتا ہے (ص ۳۱۹) کبھی کہتا ہے کہ مراد بظاہر خلاف اولیٰ یا بظاہر ترک افضل ہے (ص ۳۲۵) جب ترک اولیٰ مراد ہے تو بظاہر کی قید کیوں ؟

کبھی کہتا ہے کہ یہاں ذنب کا معنی ''گناہ'' علمائے اہل سنت نے کیا ہے ، پھر دو سطر بعد کہتا ہے کہ یہ ''گناہ'' کا ترجمہ ان ﷺ کی عظمت و عصمت کے منافی ہے (ص ۳۲۵) تو

اس کے نزدیک عصمت نبی کی نفی کرنے والا بھی اہل سنت و جماعت ہے۔
کبھی کہتا ہے کہ آپ علیہ السلام سے بعض ایسے کاموں کا صدور ہوا جو فی نفسہ خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی ہیں (۳۰۷)۔
کبھی کہتا ہے کہ وہ آپ علیہ السلام کے اعتبار سے مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ نہیں (۳۰۷)۔ اس سے کوئی پوچھے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ میں کیا امت آپ علیہ السلام کے افعال مبارکہ کی فی نفسہ اولویۃ یا خلاف اولویۃ کی تحقیق کر کے آپ کی اتباع کرنے کی پابند ہے؟ اگر نہیں تو پھر شریعت دو قسم کی ہوگی، اولیٰ و غیر اولیٰ۔
کبھی کہتا ہے کہ آپ سے سہوا بھی کوئی گناہ نہیں ہوا (ص ۳۰۷)
کبھی کہتا ہے کہ آپ سے سہو، نسیان، اور اجتہاد سے جو امور سرزد ہوئے، ان کی معافی کا اعلان کیا گیا ہے (ص ۳۱۹)
کبھی کہتا ہے کہ احکام مشروعیۃ بیان کرنے کے لئے آپ علیہ السلام سے بظاہر ایسے کاموں کا صدور ہوا، الخ۔
تو محرر سطور کہتا ہے کہ جب آپ علیہ السلام نے شریعت بیان کرنے کے لئے ایسا کام فرمایا تو وہ بھی اولیٰ ہی ہوا۔ اس کی معافی کا کیا مطلب؟ حسن و قبح اشیاء شرعی ہے اور آپ ہی بانی شریعۃ و امور حسنہ و مبین امور منہیہ و قبیحہ ہیں (حوالہ گزر چکا ہے) تو ہے کوئی ہے مائی کا لال! جو یہ سعیدیہ حل کرے؟ استاذ کاظمی "البیان" میں ایسے قابل معافی کاموں کو محض صورتاً ذنب کہتے ہیں، یہ شاگرد سعیدی کہتا ہے "صورتاً نہ حقیقتاً" (شرح مسلم ج ۷ ص ۳۰۷) شاباش! قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ امام اہل سنت کے لائق عصمت رسول اور حرف آخر صحیح ترجمہ کو چیلنج کر کے مولوی سعیدی اپنے ہی قلم سے کس ذلت و خجالت سے دوچار ہوا ہے؟
محرر سطور کہتا ہے کہ سعیدی (چہ پدی، چہ پدی کا شوربہ) تو کیا، سعیدی اور رکنی اگر کسی اپنے کسی استاذ کو بھی قبر سے اٹھا کر لے آئیں تو کوئی بھی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے صحیح و حسن ترجمہ کو غیر صحیح...... ثابت نہیں کر سکتا۔
رکنی کے لئے لمحہ فکریہ مولوی محمد زبیر نے اپنے رسالہ کی ابتدا (ص ۳) میں یہ لکھا ہے "حالانکہ ذنب کی تاویل کرتے ہوئے اس کی نسبت حضور اکرم علیہ السلام کی طرف احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی معصوم نے بھی دی ہے، خود حضور نے اپنی طرف نسبت دی ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دی ہے، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے دی ہے" الخ۔
محرر سطور پوچھتا ہے کہ رکنی کا فقرہ "ذنب کی تاویل کرتے ہوئے" اس کے بعد والے

تمام فقروں کی قید ہے۔ جس سے وہ کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ذنب، کی تاویل کرکے ذنب کی نسبت حضور ﷺ کی طرف دی ہے اور خود حضور ﷺ نے بھی بلا تاویل نسبت نہیں دی، بلکہ ذنب کی تاویل کرکے اپنی طرف نسبت دی ہے۔

ناظرین کرام! ان سب روایات کا حال آپ معلوم کرچکے ہیں کہ سب روایات ضعیف ہیں اور حضور ﷺ کے عصمت اجماعی کے مقابلہ میں یہ اخبار آحاد مردود ہیں۔ مگر میں اس وقت اس رکنی کے جس ظلم کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جن روایات ضعیفہ ومرجوحہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے ذنب کی حضور ﷺ کی طرف نسبت کا ذکر ہے، ان میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اور نہ ہی حضور ﷺ کی طرف سے کوئی تاویل مذکور ہے۔

اور حضور ﷺ کی طرف منسوب ضعیف قول نسبت ذنب سعیدی شرح مسلم ج ۷ ص ۲۴۱ میں اور بخاری ج ۲ ص ۷۱ ۹ اور مسلم ج ۱ ص ۱۰۹ میں بایں الفاظ مذکور ہے فقد غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ذنب کی کوئی تاویل مذکور نہیں۔ اور حضور ﷺ کی طرف منسوب اپنی طرف نسبت ذنب کی ضعیف و شاذ روایت سعیدی کی شرح مسلم ج ۷ ص ۳۲۳ اور رکنی کے رسالہ مغفرت ذنب ص ۲۴ پر بایں الفاظ مذکور ہے غفرلی ما تقدم من ذنبی، الخ۔ یہاں بھی حضور ﷺ کی اپنی طرف نسبت ذنب میں کوئی تاویل مذکور نہیں۔ لہٰذا اس رکنی نے دونوں نبیوں پر تاویل کا جھوٹ باندھا ہے۔

اور بفرمان نبوی من کذب علی متعمداً فقد کفر جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ کافر ہے کی رو سے یہ فساد ہذہ الامت اس سزا کا خود مستحق ہو چکا ہے۔

غازی علم دین شہید کے ہاتھوں فی النار ہونے والے ہندو راج پال ملعون نے اپنی کتاب "رنگیلا رسول" میں اور کسی "علم دین" کے منتظر سلمان رشدی نے بھی "شیطانی آیات" میں دشمنان اسلام کی سازش سے حضور ﷺ پر گناہ کے الزامات گھڑے۔ اور اب یہ راجپالی مولوی سعیدی و رکنی حدیثوں و تفسیروں سے گناہ کی تاویلات ثابت کرکے رشدی کی وکالت کر رہے ہیں۔

عصیٰ آدم ربہ اور عبس و تولّٰی علماء میں علماء ربانیین بھی ہیں، جن کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم (مشکوٰۃ ص ۳۴) عالم عابد سے ایسے فاضل ہے جیسے میں تم میں سے ادنیٰ پر۔ اور علما میں شقی و جہنمی علما بھی ہیں جن کے متعلق ارشاد نبوی ہے یؤتی بالعالم یوم القیامۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیدور

بہا کما یدور الحمار بالرحی (احیاء علوم الدین غزالی ج ۱ ص ۵۴) قیامت کے دن عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی تو انتڑیوں سے دوزخ میں ایسے گھومے گا جیسے کہ گدھا چکے کے گرد گھومتا ہے (عرب میں گدھے چکیوں پر جوتے جاتے تھے)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ تعلیم امت کے لئے یہ دعا بھی پڑھتے تھے اللھم انی اعوذ بک من فتنة عذاب القبر ومن فتنة المحیا والممات ومن فتنة المسیح الدجال (بہیقی) اے اللہ! میں قبر کی آزمائش اور زندگی و موت اور دجال کی آزمائش سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

شیخ اکبر "فتوحات مکیہ" میں کہتے ہیں کہ زندگی کا فتنہ کل ما یفتن الانسان عن دینه الذی فیه سعادة (الیٰ قوله) واما فتنة الممات (الیٰ قوله) وفیها مایکون فی حال سواله فی القبر وھی حین یقول له الملک ما تقول فی حق ھذا الرجل ویشیر الی النبی ﷺ فاذالم یرالمیت تعظیم الملک للرسول ارتاب لان المراد الفتنة لیتمیز الصادق الایمان من الکافر والمرتاب، الخ (بقیہ الجزء الاول من الفتوحات فصل واختلفوا فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ص ۵۴۶) شیخ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ زندگی میں بھی آزمائش دین کی سعادت پانا ہے اور قبر کی آزمائش بھی ھذا الرجل کے عام لفظ سے آپ ﷺ کے متعلق مومن کی آزمائش کرنا ہے کہ آپ ﷺ کی تعظیم سے ھذا نبی کہتا ہے یا بے تعظیم ھذا الرجل ہی کہتا ہے تو قرآن مجید میں بطور فتنة المحیا حضور ﷺ جو کہ اصل سعادت جمیع سعادات ہیں، کے متعلق لفظ ضال اور ذنب اور بشر مثلکم وغیرہا ذو معانی متعددہ و متشابہات لاکر علما کو فتنہ و آزمائش میں ڈال کر ان کا امتحان ہے کہ اس کا معنی غلط کرکے جہنم میں جاتے ہیں یا صحیح معنی مطابق عظمت و عصمت نبی کرکے جنت میں جاتے ہیں۔

ایسے ہی علما سوء کے سامنے جب حضرات انبیائے کرام کی عیوب و گناہ و غلطی سے پاکیزگی بیان کی جاتی ہے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کا دانہ کھانے اور پھر وعصیٰ آدم ربه فغویٰ اور حضور سید الانبیاء ﷺ کے متعلق عبس وتولیٰ ان جاء ہ الاعمیٰ پڑھ کر کہہ دیتے ہیں کہ دیکھو آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی اور حضور ﷺ کے عبداللہ ابن مکتوم سے اعراض فرمانے پر آپ پر عتاب آیا۔ مگر محرر سطور کہتا ہے کہ دشمنان عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے یہ خدشات بھی سراسر باطل ہیں۔

کیونکہ ہر نبی کے بارے وارد الفاظ کے عام مروج و مشہور معانی مخالف مقام نبوت

سے ہٹ کر لغت عرب میں گنجائش دوسرے مناسب مقام نبوت معنی کرنا علما کا فرض ہے۔
حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق لفظ عصٰی وغوٰی کا عام معنی نافرمانی اور گمراہی اصل باعث خسارہ علما ہے اور ولی اللہ دہلوی و رفیع الدین نے وعصٰی آدم ربہ فغوٰی کا ترجمہ "اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس گمراہ ہو گیا" کرکے یہ سب شر پھیلایا ہے۔ پھر اشرفعلی تھانوی نے یہ ترجمہ کرکے کہ "اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے" اس جلتی پر تیل کا کام کیا۔ پھر محمود الحسن صدر دیوبند نے اس کا ترجمہ "اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا" کرکے پورے دیوبندی فرقہ کو بہکایا۔

حالانکہ عصٰی کا معنی "چھوڑ دیا" بھی ہے اور غوٰی کا معنی "بے خبر ہوا" بھی ہے (شفا قاضی عیاض ج ۲ ص ۱۲۹ طبع مصر) اور اہل حقائق و عرفان کے مطابق اللہ ذات رب العالمین ہے اور اس کے ظہور کی تجلیات وشیونات کی تفصیل و کثرت اس کے باقی اسماء و صفات ہیں اور ان اسماء کے مظاہر ساری کائنات اور اس کے افراد ہیں۔ کائنات کے افراد مختلف اسماء کے کنٹرول میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ مثلاً کافر اسم مضل کے تصرف میں ہوتا ہے پھر جب اس کی ہدایت کا وقت مقدر فی علم اللہ آتا ہے تو اسم اعظم جو اصل و بادشاہ تمام اسماء ہے، یعنی اللہ اس ہدایت پانے والے فرد یا شخص کو اسم مضل کے تصرف سے نکال کر اسم ہادی کے قبضہ میں دے دیتا ہے تو وہ کافر مومن ہوجاتا ہے۔ اور اسی طرح کے حالات زندگی بدلتے رہتے ہیں اور وہ اسم خاص جس کی تربیت وفیضان میں وہ شخص یا فرد رہتا ہے وہ اسم اس فرد کا رب کہلاتا ہے تو ساری مخلوق کا اللہ رب العالمین ہے اور وہ اسم خاص جو خصوصی متصرف برائے ہر فرد مخلوق ہے ہے اس کا رب العالمین کی طرف سے رب خاص ہے۔ اسے ربہ اور ربک اور ربہم سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الارض کے مقصد کے لئے پیدا کئے گئے۔ انہوں نے عارضی طور پر اللہ کے اسم مربی وفیاض نعمائے الٰہیہ بر اہل جنت کے تصرف میں کچھ مدت متعینہ رہ کر اللہ کے اسم رازق فی الارض اور جاعل آدم فی الارض خلیفۃ کے فیضان میں آنا تھا۔ اس لئے جنت میں رہنے کی مدت پوری ہونے پر اپنے اس مربی فی الجنت رب کو چھوڑ دیا اور اللہ کے پروگرام کے مطابق اللہ کے اسم مفیض فی الدنیا کا مہیا کردہ سبب گندم کھا کر زمین اور اس میں مقدر رزق کی طرف منتقل ہوکر تاج خلافت ارضی سے سرفراز ہوگئے۔ قرآن مجید میں وعصٰی آدم رب العالمین نہیں فرمایا گیا بلکہ ربہ فرمایا گیا ہے اس سے مراد خاص رب یعنی رب جنت ہے۔
آپ نے جب اس کو چھوڑ دیا تو آپ کے خلافت ارضی کے خاص رب نے آپ

کو آپ کے مقام خلافت کے لئے مجتبیٰ کرلیا یعنی اپنے تصرف میں لے لیا۔ مفسرین نے اسے لغزش سے بھی تعبیر کیا ہے۔ قرآن مجید میں اسے فازلهما الشیطٰن فرما کر شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ اس خلافت گاہ دنیا میں تکالیف و مصائب پر صبر نہ کرسکنے والے افراد کسی بھی اپنی نظر میں سیئہ کو اللہ کی طرف منسوب نہ کریں اور یہ مقام جنت سے مقام خلافت ارضی کی طرف انتقال بھی سکر و مستی کشش من اسم الی اسم کی وجہ سے تھا، جہل کی وجہ سے نہیں فوقع فی هیجان شوقها وشمار لذة بهاء مشاهدتها فترک صورة الامر لشوق جمال الامر۔ الخ (عرائس البیان ج ۲ ص ۳۸)۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ سے لغزش بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ مظہر ذات ہیں اور مظہر ذات و مظاہر صفات میں بڑا فرق ہے۔

عبس وتولٰی میں بھی غلطی اور ذنب حضور ﷺ کا نہیں بلکہ عبداللہ کا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے مشرکین سے گفتگو میں خلاف آداب محفل مداخلت کرکے غلطی کی تھی۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں فثبت ان فعل ابن مکتوم کان ذنبا ومعصیة عبداللہ کا فعل ہی گناہ تھا (زرقانی ج ۶ ص ۲۷۱) باقی رہا یہ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ عبداللہ کے اس واقعہ کے متعلق عاتبنی ربی یعنی اللہ نے مجھے عتاب فرمایا تو محرر سطور کے نزدیک یہ عاتبنی کسی راوی سے خاطبنی کی تصحیف بھی ہوسکتی ہے۔ یعنی راوی کی کاپی سے نقل کے وقت کسی راوی نے خاطبنی کو عاتبنی سمجھ کر نقل میں فروگزاشت ہوگئی ہو۔ عاتبنی کا لفظ محب کا محبوب کے لئے مشوش ذہن ہے۔ کسی معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا آپ سے خطاب و گفتگو تو ہوسکتی ہے۔ عتاب، جھڑک مقام محبّ و محبوب کے لئے مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ روایتوں میں راویوں سے لاشعوری طور پر ایسی فروگزاشتیں روایت میں موجود ہیں۔

مظہر ذات | اولیاء اللہ مظاہر افعال حق ہیں اور حضرات انبیا علیہم السلام مظاہر اسماء حق ہیں مگر حضور ﷺ مظہر ذات حق ہیں، اس پر اجماع عارفین ہے۔ حقیقت محمدیہ کا مرتبہ تعین اسماء الٰہیہ سے متقدم ہے۔ مرتبۂ ذات حق، جہاں اسم ہادی و اسم مضل کا تعین و تمیز ملحوظ نہیں، اسکے ظہور کی تجلی اول مرتبہ ذات مع الوصف الاول آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

آپ کی طرف گناہ، لغزش، اور خطا کی اضافت کا مدار ذات حق ہیں گناہ و خطا و لغزش کی تسلیم ہوگا۔ جب ذات حق ان اشیاء سے منزہ ہے تو ذات مصطفےٰ ﷺ جو اپنی حقیقت محمدیہ تجلی ذات کی ہی عالم خارج میں اطواری صورت خارجیہ ہے، ان سب اشیاء سے منزہ ہوگی۔ کیونکہ حقیقت تجلی ذات ہے اور تجلی متجلی کے مطابق ہوتی ہے جو باطن میں ہوتا ہے،

باہر بھی اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ تجلی ذات منزہ ہے تو ظاہر تجلی حقیقت محمد ﷺ بھی منزہ ہے اور حقیقت محمدیہ منزہ ہے تو عالم خارج میں عنصریہ محمدیہ بھی منزہ ہے۔

آپ ﷺ چونکہ اول نشان بے نشان و اسم اللہ ہیں اور باقی تمام اسمائے الٰہی و شیونات ربانیہ کا مصدر ہیں، لہٰذا آپ اسم الٰہی سبحان کے بھی مصدر ہیں۔ تو ذنب گناہ و خلاف اولیٰ یا بظاہر اولیٰ سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سبحانیت آپ میں ہی جلوہ گر ہے۔ آپ ﷺ کی طرف گناہ، خطاء، لغزش، خلاف اولیٰ، ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کی نسبت کرنا جہالت از علم حقائق و علم شرائع اور حماقت وبطالت ہے گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، اس کا مرتکب معصوم نہیں رہ سکتا۔ ان یرتکب صغیرة او کبیرة لکن یتوب عنها ولیصلح العمل فیخرج عن العصمة ولا یدخل فی حد الظلم۔ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ، کرنے والا معصوم نہیں رہتا (نبراس طبع لاہور ص ۵۳۳)

آخری ہو نتیجہ حضور مظہر حسن ذات حق جل جلالہ و ﷺ کے متعلق قرآن مجید میں واقع لفظ ذنب کا معنی گناہ کر کے آپ ﷺ کے گناہوں کی بخشش کا ترجمہ کرنے والے کج فہم علما و اکابر و اصاغر مفسرین کے دلائل و تاویلات باطلہ کی مکمل بیخ کنی ہو چکی ہے کہ اس سلسلہ میں جن حدیثوں و روایتوں کا سہارا لیا گیا ہے وہ سب ضعیف، مضطرب اور حضور سید المعصومین ﷺ کی مسلم اجماعی عصمت کے مقابلہ میں یہ اخبار آحاد، ناقابل حجت و مردود ہیں۔ مفسرین قرآن مجید و شارحین حدیث کا آپ ﷺ کے بارے وارد لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خلاف اولیٰ یا ترک افضل یا خطا یا کوتاہی کر کے پھر اس کی تاویلات و توجیہات سب کی سب واہیات، بد نتیجہ اور خسران دنیا و آخرت ہیں۔

حضور ﷺ معصوم ہیں، راویوں کی روایت کردہ حدیثیں خواہ بخاری میں ہوں یا مسلم میں یا کسی اور مسند میں، ان کی لفظاً بلفظاً صحت قطعی نہیں۔ کسی صحابی کا قول بھی خواہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہوں یا کوئی بھی صحابی یا تابعی یا ولی ہو، امت محمدیہ کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہوگا تو اس کی اجتہادی غلطی متصور ہوگی۔ ایسے ہی کسی ولی اللہ، خواجہ خواجگان و بزرگ و مرشد کا ایسا مخالف عصمت نبی قول بھی کسی کے قول کی نقل محض مفہوم مرادی پر محمول ہوگا۔ حضور ﷺ کی عصمت اس قربان نہیں کی جاسکتی اور ثابت ہوا کہ

جملہ فرائض فروع ہیں، اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

لہٰذا حضور سید المعصومین ﷺ کے لئے قرآن مجید میں دو جگہ لذنبک کا ترجمہ ہے "اپنوں اور اپنے تابعین کے لئے بخشش مانگئے" اور ایک جگہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کا معنی ہے "جو بھی گناہ پہلے ہو چکے آپ کے اگلوں سے اور جو پیچھے رہے" اور بصورت

ما بہ معنی من یہ معنی ہیں" جو پہلے گزر چکے آپ کے خاص متبعین اور جو پیچھے رہے"۔
بہر حال یہاں من ذنبک میں ذنب بہ معنی متبعین ہے، بہ معنی گناہ ہے ہی نہیں۔ ہم گزشتہ صفحات میں ذنب بہ معنی متبعین ہونا لغتہً ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا ذنب کا عام معنی گناہ حضور علیہ السلام کی معصوم از گناہ ذات اقدس کے لئے لے کر آپ کے گناہ یا اس کی تاویلات ترک افضل، خلاف اولیٰ، بظاہر خلاف اولیٰ یا اکابر واصاغر مفسرین نے آپ کے گناہ، اور پھر مغفرت کی دوسری تاویلات کر کے اس کی آپ علیہ السلام کی طرف نسبت دی ہے، وہ سب نالائق شان نبوی ہیں اور مردود و باطل ہیں۔
امام قاضی عیاض نے "شفا" میں تصریح کی ہے کہ آپ علیہ السلام کی چادر شریف کو میلا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے، اس کو قتل کر دیا جائے۔ عن مالک من قال ان رداء النبی ﷺ ویروی ازار النبی ﷺ وسخ اراد به عیبه قتل یعنی جو شخص حضور علیہ السلام کی ازار مبارک یا آپ کی چادر شریف میں عیب کے اظہار کے طور پر یہ کہہ دے کہ چادر شریف میلی تھی وہ کافر ہو گیا، اسے قتل کر دیا جائے (الیٰ قولہ) وافتی ابوالحسن القابسی فیمن قال فی النبی ﷺ "الحمال۔یتیم ابی طالب" بالقتل یعنی امام ابوالحسن قابسی نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص حضور اکرم علیہ السلام کو بوجھ اٹھانے والا مزدور کہہ دے اور وہ شخص جو یتیم ابوطالب یعنی ابو طالب کے گھر میں رہنے والا یتیم ہمراہ بے سہارا کہہ دے وہ بھی کافر ہو گیا، اس کو قتل کر دیا جائے (الشفاء الباب الاول فی بیان ما ھو فی حقه ﷺ سب او نقص من تعریض او نص ج ۲ ص ۲۱۷)۔
تو مسلمان خود فیصلہ کر لیں کہ جب زبان عرب کی کتب لغت میں لفظ ذنب کا معنی تابعداری کرنا بھی موجود ہے اور ہم مشہور کتب لغت قاموس اللغات، لسان العرب وغیرہ کے حوالوں سے ثابت کر آئے ہیں کہ مصدر بہ معنی جنس اسم فاعل کے قانون سے حضور علیہ السلام کے بارے لفظ ذنب کا معنی تابعین کا ہو سکتا ہے تو وہ بدبخت مفسرین و مترجمین علما جنہوں نے من ذنبک میں آپ علیہ السلام کے تابعین کا معنی چھوڑ کر، آپ کے گناہ یا ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کا معنی کیا ہے یا آپ علیہ السلام کو سیآت المقربین کا مصداق بنایا ہے وہ کس طرح "حضرت" "مولانا" "علامہ" رہ سکتے ہیں؟
حضور رحمت للعالمین کی عصمت کے مقابلہ میں کسی ڈنڈی مارے بغیر، کسی بھی اپنے بیگانے کی پرواہ کئے بغیر محرر سطور نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ شفیع المذنبین علیہ السلام کی نسبت لفظ ذنبک کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خطا یا کوتاہی یا آپ کے خلاف اولیٰ کام بتاویلات مخترعہ خود کرنے والے جن اوثان علم کے ابلیسی دلائل سے تعبیر شدہ فلک بوس قلعوں

کی میں نے اینٹ سے اینٹ بجائی ہے، ان کے تلامذہ اور "حضرات" قطع نظر از ملحوظیہ شان نبوی اپنے عقیدت گاہوں کے دفاع میں جو کچھ کر سکتے ہیں، کریں گے۔ مگر بہ خدا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

معصوم ذات ﷺ کیلئے بطور اضافت حقیقی لفظ گناہ یا لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ کرنا کفر ہے

(۱) قرآن مجید میں ہے لاینال عھدی الظالمین (پارہ اول) ظالموں کو نبوت نہیں مل سکتی، گناہ بھی ظلم ہے، لہٰذا گناہگار نبی نہیں ہو سکتا۔ تو نبی کے لئے گناہ کا لفظ بولنے والا اس کی نبوت کا منکر و کافر ہے۔

(۲) تمام علماء کے معتمد علیہ شارح شرح عقائد علامہ عبدالعزیز صاحب نبراس، عصمت کی مختلف تعریفوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عصمت کی جو تعریف عدم خلق اللہ الذنب فی العبد حکماء نے کی ہے یہ درست نہیں کیونکہ اس کی رو سے حضرت ابوبکر صدیق چونکہ معصوم نہیں لہٰذا آپ میں خلق ذنب ماننا پڑے گا اور معاذاللہ آپ کو مذنب (گنہگار) کہنا درست ہوگا، حالانکہ آپ کو گناہگار کہنا آپ کو گالی دینا ہے۔لان ذلک حکم علیہ بکونہ مذنبا وھذہ کلمۃ سب والعیاذ باللہ عنھا (نبراس ص ۵۲۲ طبع لاہور)

سب جانتے ہیں کہ ذنب کا معنی تبعین کا نہ کرنے والے ترک افضل مراد لیں یا خلاف اولیٰ ملحوظ معنی گناہ ہی ہے۔ترک افضل یا خلاف اولیٰ اس کی تاویل ہے معنی نہیں۔ تو نص قرآنی کی رو سے ما تقدم کا مطلب ہے "ہو چکے" تو حضور سے معاذاللہ گناہ یا خلاف اولیٰ ہو چکے یعنی آپ معاذاللہ گناہ یا گناہ بتاویل خلاف اولیٰ کر چکے تو معاذاللہ گناہگار ہو گئے اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے "مذنب" گناہگار کا لفظ بولنا گالی ہے تو سیدالانبیاء ﷺ کے لئے گناہ یا ذنب بہ معنی گناہ بتاویل خلاف اولیٰ بھی سب ہوگا اور جب ابوبکر صدیق کو سب کرنے والا کافر ہے تو حضور مصدر ایمان ﷺ کے لئے گناہ کا لفظ بول کر آپ کو سب کرنے والا اس سے بھی بڑا کافر ہوگا۔من سب النبی او عابہ الحق بہ نقصا (الی قولہ) یقتل۔یعنی اسے قتل کر دیا جائے (شفاج ۲ص ۲۱۴)

کبیرہ و صغیرہ گناہ کا چکر غلط ہے۔کل ما عصی اللہ بہ فھوکبیرۃ و انہ انما سمی صغیرۃ بالا ضافۃ الیٰ ما ھواکبر منہ (شفا ج ۲ ص ۱۴۴) اور نبی کے لئے کبیرہ گناہ کا قائل کافر ہے۔ان ینسب الیہ کبیرۃ (الی قولہ) فحکم ھذا الوجہ حکم الوجہ الاول القتل (شفا ج ۲ص ۲۳۱) الشرک اوغیرہ من الذنوب ھذا مالا یجوزہ الا

ملحد (الشفا ج ۲ ص ۱۱۰) نبی کے لئے شرک یا گناہ کہنے والا ملحد کافر ہے۔ للذا ثابت ہوگیا نبی گناہ سے صغیرہ یا کبیرہ ہر صورت پاک ہیں۔ ان کے لئے گناہ یا اس کی تاویل خلاف اولیٰ و ترک افضل و بظاہر خلاف اولیٰ گھڑنے والے لوگ مردود ہیں۔

توبہی روافض وبہی خوارج دونوں کافر ہیں، اول الذکر حضرت ابوبکر کو سب کی وجہ سے اور ثانی الذکر حضور ﷺ کو سب کر کے ملعون ہیں۔ (عصمت نبی کے دلائل اور گنہ کا ضد نبوت ہونا، نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۵۴ طبع لاہور میں ملاحظہ کیجئے۔

جماعت اہل سنت کا تاریخی فیصلہ حضور ﷺ کی طرف مضاف لفظ ذنب کا معنی گناہ بتاویل ترک افضل یا خلاف اولیٰ و بظاہر خلاف اولیٰ لکھنے والوں کو اہل سنت قرار دینے اور خود بھی یہی لکھنے والے ہردو مغرور مولویوں غلام رسول سعیدی کراچی اور محمد زبیر حیدر آباد کی خبیث کارروائیوں کی تائید میں مولوی محمد اقبال صاحب سعیدی مفتی انوار العلوم ملتان کا لکھا ہوا ایک فیصلہ بنام "جماعت اہل سنت کا تاریخی فیصلہ" ہمیں موصول ہوا ہے۔ حالانکہ غلام رسول و محمد زبیر کی ان کارروائیوں کی بچاؤ اسی مفتی محمد اقبال کے ہاتھوں سے لکھا ہوا مولانا احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کی طرف غلط منسوب ترجمہ "البیان" ہے، جس میں کاظمی صاحب کی طرف منسوب اس غلط ترجمہ میں لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وماتأخر میں لک والا لام تعدیت کا لے کر "معاف کردے آپ کے لئے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ" کے الفاظ سے مغفرت حضور ﷺ کی طرف متعدی کی گئی غلام رسول سعیدی و محمد زبیر بھی اپنی تحریروں میں بظاہر خلاف اولیٰ بھی استعمال کرتے ہیں جس سے واضح ہے کہ بہم نورا کشتی لڑنے والے یہ محمد اقبال سعیدی اور محمد زبیر حضور ﷺ کے لئے ک بظاہر خلاف اولیٰ کی معافی میں برابر کے مجرم ہیں۔

اب یہ مفتی صاحب خود طبلہ وخود طبلہ سرا، خود شریک گناہ بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ خود ہی غلام رسول و محمد زبیر کی تائید میں فیصلہ دے رہے ہیں حالانکہ جماعت اہل سنت کے جناب مظہر سعید صاحب اس سے قبل محمد زبیر کے خلاف فیصلہ دے چکے ہیں جو کہ رسالہ "لذنبک" کے دوسرے ایڈیشن میں طبع ہو چکا ہے۔

مظہر سعید صاحب فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ محمد زبیر لفظ گناہ بتاویل بظاہر خلاف اولیٰ سے توبہ و رجوع کرے بلکہ اس فیصلہ میں مظہر سعید صاحب سے محمد زبیر کا رجوع کا وعدہ بھی درج ہے مگر مفتی محمد اقبال کے حالیہ فیصلہ میں الٹا محمد زبیر پر اعتراض کرنے والوں سے توبہ و رجوع کا مطالبہ کیا گیا ہے للذا سب سے پہلے تو اپنے پالے پہلوان مفتی صاحب کے فتویٰ کی رو سے خود مظہر سعید صاحب توبہ و رجوع کریں اور "البیان" میں مفتی محمد اقبال

کی فروگذاشت سے لکھوائے بظاہر خلاف اولیٰ کو صحیح فرما دیں۔ بہر حال بارگاہ کاظمیت کے سجادہ نشین اور ان کے مدرسہ کے ہی رستم زماں مفتی صاحب کے باہم متصادم یہ دو فتوے واقعی ان کی ایک تاریخی یادگار ہیں اور ابھی کچھ باقی ہے تو اور سن لیجئے۔

انہی مفتی محمد اقبال صاحب نے محمد زبیر کو ۶۰ صفحہ کا جو ہدایت نامہ لکھا تھا (جس کی نقل ہمارے پاس محفوظ ہے) میں لکھتے ہیں کہ (۱) آپ اپنے کو گناہ پر مصر کہہ رہے ہیں۔ (۲) آپ صغیرہ گناہ کے اثبات کو ان تاویلوں کے ضمن میں شامل کئے ہوئے ہیں (مکتوب قلمی ص ۵۹) (۳) آپ کے حاسدین و ناقدین بے قصور ہیں (ص ۵۸)

اس سے مفتی صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد زبیر حضور ﷺ کے لئے اثبات گناہ صغیرہ کا قائل ہے پھر یہی مفتی محمد اقبال محمد زبیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے رسالہ مغفرت ذنب ص ۱۴ میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ "نبی ﷺ کے لئے صغیرہ کبیرہ بلکہ خطا تک سے عصمت پر اجماع قطعی حقیقی ہے" پھر مفتی صاحب نے محمد زبیر کے مخالفین کو عاشقان مصطفیٰ بھی مانا ہے (مکتوب ص ۴۰) پھر یہی مفتی صاحب محمد زبیر کی چمڑی یوں ادھیڑتے ہیں کہ "اور ظاہر ہے کہ اجماع قطعی حقیقی کا منکر کافر ہوتا ہے اور ایسا ہوا تو ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے استغاثہ میں خود ہی دھر لئے جائیں" (مکتوب قلمی ص ۶۰)۔

سمجھ گئے آپ! حضرت مفتی صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ تم محمد زبیر نے خود ہی صغیرہ گناہ سے بھی حضور ﷺ کی عصمت پر اجماع قطعی حقیقی مان کر پھر حضور ﷺ کے لئے صغیرہ گناہ کا اثبات مان کر اور اس پر اصرار کر کے اجماع قطعی حقیقی کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہوتے ہو اور یہی حضرت مفتی محمد اقبال صاحب مدظلہ اب اسی محمد زبیر کے متعلق اپنے تازہ تاریخی فیصلہ میں (جس کی نقل ہمارے پاس محفوظ ہے) لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے محمد زبیر پر فتویٰ لگایا ہے ان پر توبہ واجب ہے (ص ۴) پر لکھتے ہیں دوسری بار توبہ واجب ہے (ص ۹) پھر لکھتے ہیں محمد زبیر کا یہ کہنا کہ ذنب کا ترجمہ گناہ کے لفظ سے کرنا جائز ہے (الی قولہ) محض اتنا کہنے سے صاحبزادہ محمد زبیر کافر نہیں ٹھہرتے (فیصلہ قلمی ص ۱۱) حالانکہ گناہ تو کیا نبی کے تو مخالف حشمت و متانت مباح کام سے بھی معصوم ہونے پر اجماع امت ہے (حوالہ گزر چکا ہے)

دیکھ لیا آپ نے اسی محمد زبیر کو جسے منکر اجماع حقیقی قطعی کی بنا پر بقلم خود کافر ہونا قرار دیا اور ان کے مخالفین کو بے قصور کہا تھا اب وہی مفتی محمد اقبال اسے کافر نہیں کہتے اور اس کے مخالفین سے توبہ کرا رہے ہیں اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

اگر اب بھی مفتی صاحب کے اس فیصلہ کو کوئی غیر مفتی تاریخی فیصلہ نہ کہے تو واقعی مفتی صاحب کی بڑی حق تلفی ہوگی۔ ہمارے نزدیک تو مفتی صاحب کا یہ تازہ تاریخی فیصلہ شرمناک اور قابل مذمت ہے۔ ہم مفتی صاحب کے پہلے اور تازہ فیصلوں پر انہیں تاریخی مفتی مانتے ہیں ۔ مفتی محمد اقبال صاحب اسے کاظمی صاحب کے ایصال ثواب کے لئے محفوظ فرما لیں۔

فتوے بدل رہے ہیں ضرورت کے ساتھ ساتھ

ابھی اس فیصلہ کی مکمل تفتیش و تردید ہونی ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہمارے نزدیک بوجہ عقیدہ عصمت نبی اجماعی قطعی حضور ﷺ کے لئے لفظ گناہ کفر اور بقول امام خفاجی وامام زرقانی خلاف اولیٰ ممنوع شرعی و بقول ملا علی قاری باعث غضب الٰہی بلکہ بقول صاحب نبراس مثل ترک واجب مستلزم فسق اور بظاہر خلاف اولیٰ بوجہ توہین ظاہر نبی ﷺ سراسر شقاوت و جہالت ہے اور ذنب بہ معنی گناہ کی تمام تاویلات باطلہ و فاسدہ ہیں ۔ لہٰذا دنیا کے تمام تراجم و تفاسیر میں صحیح و تمام مفاسد سے پاک ترجمہ "کنزالایمان" ہے۔ رضی اللہ عن المترجم و عن قارئیہا و عن مؤید یہا برضی النبی المعصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ ابد الاباد۔

میرے نزدیک علی التحقیق مظہر حسن ذات حق اور قادر مطلق کی تخلیق کے آخری شاہکار احسن الخلق ، منزہ عن کل عیب ، امام المعصومین ، اولی الکل ، آفتاب ، ادبنی ربی فاحسن تادیبی (حدیث نبوی ۔ جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴) میرے رب نے مجھے ہر کام احسن و اولیٰ سکھلا کر ظاہر و باطن کا درخشندہ آفتاب نبوت بنایا ، کے متعلق قرآن مجید میں واقع مغفرت ذنب کا صحیح مفہوم "آپ کی امت" چھوڑ کر آپ کے گناہ یا ترک افضل یا خطا یا خلاف اولیٰ یا بظاہر خلاف اولیٰ یا موہومہ کوتاہی یا لغزش کرنے والے سب دیوبندی وہابی اور نام نہاد سنی بلکہ بدتر ازمارید نام نہاد رضوی حضرات و مترجمین و مفسرین علماء کا حکم وہی ہے جو امام العلماء الربانیین قبلۃ الاولیاء المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے۔

و منہ علم تنزیہہ الانبیاء مما نسبت الیہم المفسرون من الطامات مما لم یجیئ فی کتاب اللہ و ہم یزعمون انہم فسروا کلام اللہ فی ما اخبر بہ عنہم نسأل اللہ العصمت فی القول والعمل فلقد جاؤ باکبر الکبائر۔ الخ (فتوحات

تکیہ بقیہ ج ۳ ص ۵۶۳)۔

ہر مفسر کے لئے ضروری ہے کہ اسے حضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف ہلاکت خیز باتیں منسوب کرنے سے بچنے کا علم ہونا چاہئے۔ وہ اس علم کے نہ ہونے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ "ہم قرآن کی تفسیر کررہے ہیں" حالانکہ وہ نبیوں کی شان میں بدگوئی کر کے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے قول و عمل سے بچائے۔ ایسے ہی شقی ائمہ مفسرین علماء کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا انما یخاف علی امتی الائمۃ المضلون (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق للمناوی علی ہامش الجامع الصغیر للسیوطی ص ۷۶) میری امت کے لئے خطرہ میری امت کے گمراہ کرنے والے امام علماء ہیں۔

فیصلہ کن مرحلہ ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تأخر میں کسی صورت بھی لک والا لام تعدیت کا لے کر اس کا معنی "آپ کے" کرنا درست نہیں کیونکہ آپ کے گناہ کا معنی کرنا کفر ہے اور "رنگیلا رسول" کے مصنف راجپال ملعون و شیطانی آیات کے مصنف سلمان رشدی کے حضور ﷺ پر گناہوں کے الزامات کی تائید بلکہ سب آنے والے دشمنان مصطفیٰ ﷺ کے لئے آپ پر طعن و تشنیع کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔

گناہ صریحاً آپ کی عصمت کے خلاف ہے اور آپ کے خلاف اولیٰ و ترک افضل یا بظاہر خلاف اولیٰ کا معنی کرنا بھی عصمت انبیاء کے خلاف ہے۔ ہم زرقانی شرح مواہب اللدنیہ و نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض و شرح شفا ملا علی قاری کی متعدد عبارات نیز نبراس شرح شرح عقائد کی تصریح سے ثابت کر آئے ہیں کہ خلاف اولیٰ و مکروہ تنزیہی بھی ممنوع شرعی بلکہ باعث غضب الٰہی بلکہ حضور ﷺ کے لئے بمنزلہ ترک واجب کے ہے۔ مکروہ تنزیہی اور آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام ثابت کرنا آپ ﷺ کی شریعت کو مخدوش کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آپ کو احسن تادیب و آپ کی مکرمت اخلاق کی توہین کرنا ہے۔

اولیٰ کا معنی ہے اچھے سے اچھا اور۔

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

تو آپ ﷺ سے خلاف اولیٰ کیسے؟ لہٰذا ہم پوری دیانت داری سے بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے ترجمہ میں لک والا لام سببیت کا لے کر اور مغفرت ذنب کا مطلب آپ کے گناہ کی بخشش نہیں بلکہ آپ کے تابعداروں و اگلے پچھلوں کا ترجمہ کر کے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کا ہی ترجمہ بے داغ ہے۔ پورے چودہ سو سال میں اس آیت کے ترجمہ میں گناہ یا اس کی تاویلات

ترک افضل، خلاف اولیٰ، بظاہر خلاف اولیٰ وغیرہ کرنے والے بعض صحابہ کا رد تو خود حضور ﷺ سے ثابت ہوچکا اور باقی توجیہات کا دلائل سے رد ہم کر چکے ہیں کہ بحکم یٰس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم و بہ فرمان نبوی بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (مؤطا) اور ادبنی ربی فاحسن تادیبی (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۴) اور ہدایت امت تخلقوا باخلاق اللہ آپ کے دائم علی الصراط المستقیم ہونے ، ہر حال کریم الاخلاق والافعال رہنے اور پورے ظاہر و باطن سے مؤدب من جانب رب العالمین ہونے کی وجہ سے آپ سے خلاف اولیٰ وغیرہ ماننا آپ کی صریح گستاخی و توہین الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر اچھے سے اچھا اور مکمل کر کے بھیجے اور آپ ﷺ پھر خلاف اولیٰ کریں ؟

آپ لوگوں کو اعلیٰ و اولیٰ کام سکھلانے کے لئے مبعوث ہوں اور خود بظاہر خلاف اولیٰ کریں؟

ذوالجلال کی عظمت کی قسم! راجپال ملعون تو یہ کہہ سکتا ہے ،غازی علم دین تسلیم نہیں کرسکتا۔ سلمان رشدی تو یہ بک سکتا ہے ،امام اعلیٰ حضرت بریلوی نہیں مان سکتے۔ محمد اقبال سعیدی وغلام رسول سعیدی و محمد زبیر رکنی تو یہ دعویٰ کرسکتے ہیں مگر صرف غلام مہر علی ہی نہیں کوئی بھی سنی مسلمان یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

میں اپنی گفتگو اسی پر فی الحال ختم کرتا ہوں اور مدعیان گناہ و خلاف اولیٰ ثبوت سے کہہ دیتا ہوں کہ میرے عقیدہ و مندرجات مضمون ہذا کے خلاف کوئی مولوی و مفتی قلم اٹھائے تو " ادبنی ربی "والی حدیث کو مدنظر رکھ کر حضور ﷺ کے لئے گناہ یا خلاف اولیٰ ثابت کرے ورنہ فلاں بزرگ نے کہا ہے یا اپنے کسی استاذ یا امام و مفسر یا علامہ کی حمایت میں بارگاہ رسول ﷺ میں گستاخی کی جرات نہ کرے۔

بالآخر معاملہ بشفیع المذنبین ﷺ ہے اور بارگاہ شفاعت ماغریباں میں دست بستہ عرض ہے کہ :

یارسول اللہ ﷺ ! اس خاک بوس مدینہ و نجف کا آپ کے متعلق بوسیلہ مرشد اعلیٰ حضرت گولڑوی و اعلیٰ حضرت بریلوی جو ایمان ہے ،بغیر کسی ڈنڈی مارے میں نے حلفاً عرض کردیا ہے۔ آپ کے متعلق میرے عقیدہ کے خلاف میں کسی استاذ ، علامہ ، پیشواء یا رازی و مفسر ومحدث کو بھی خاطر میں نہیں لاسکتا۔

میرے وارث و آقا ! میں بہت بڑا مذنب ہوں۔

الشفاعة! یا رحمة للعالمین! یا شفیع المذنبین!
صلی اللہ علیك و علیٰ آلك وسلم یا رسول اللہ .

با ادب ہوں بے ادب کو ادب سکھاتا ہوں میں
یہ ہے مقصد زندگی کا یہ صلہ پاتا ہوں میں

آپ کی عظمت کے حق میں جو میرا ایمان ہے
جو نہ مانے اس کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں میں

علم سوء گستاخ کی ہر کفر طاقت کے خلاف
میرا پیشہ ہے بغاوت باغی کہلاتا ہوں میں

میری زندگی موت کا دستور ہی کچھ اور ہے
کھیلتا ہوں موت سے اور زندگی پاتا ہوں میں

یا رسول ہاشمی بس تیرے عزو جاہ سے
کئی جہال العلم کے قلعوں کو الٹاتا ہوں میں

یا نبی تیری گلی میں شاہ گدا سب ایک ہیں
جو بھی گستاخی کرے گا، اس سے ٹکراتا ہوں میں

یہ "بریلی" "گولڑہ" کے ادب کا فیضان ہے
کس طرح سوءِ ادب کے کوہ پلٹاتا ہوں میں

میں غلامِ مہر علی ہوں اور بس پھر اس لئے
توڑ کر سب مورچے طیبہ چلا جاتا ہوں میں

غلام مہر علی
صدر عیدگاہ چشتیاں شریف۔

یکم رجب ۱۴۲۰ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء ۔ پیر

مصنف کی نادر روزگار علمی تصنیفات

دیوبندی مذہب

خطبات رضویہ

نور محمدی کا اظہار رد رسالہ "چودھویں صدی کا دو گاز"

جواب شافی ہے۔

تعلیم الدین سوال و جواب کی صورت میں

اہل سنت و جماعت اپنے بچوں کو پڑھا کر ان کے ایمان کا تحفظ کریں۔